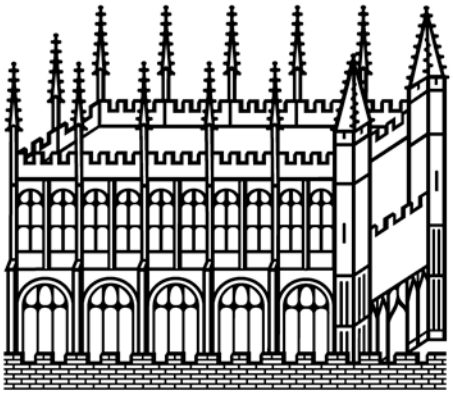


Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.







اُردو کی بھی چند غزلین وغیرہ ہین -

الغرض ہمارے علم و یقین مین یہ نادر مجموعہ قدر و منزلت کے قابل ہی - ہم عالیجناب مہاراجہ صاحب کاشی نریس کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہین کہ جناب ممدوح کی توجہ اور ذرا سی کوشش سے یہ مجموعۂ نکات تصوّف حلیۂ طبع سے آراستہ ہو کر نور افزاے عیون باطن ناظرین ہوا - اِن مفید باتونمین غربا اور درویشون اور صافی طینت بزرگون کو مدد دینا تمغاے ریاست ہی -

ز بہارت ہستی ما سنے خزانت نیستی	اے بہارت بے تعلق از گل و از خار ما
کی رسد شاہین فکر اندر ہوای اوج تو بے پر و بالست آنجا طائر طیار ما	

بوستان معرفت کی بدولت حضرت نیاز کے خیالات عرفان ہماری نظر سے گذرے جنکو ہم از بس قیمتی سمجھتے ہین ایک مقام پر فرماتے ہین۔

ندانم کیستم مرا چہ نامے بحسن روے خود سرشارو مستم نباشم بر زمین نے بر سماوات	بحیرت اندرم ہستم گدامے نہ مینا دانم و نے مے نہ جامے مگر در لامکان دارم قیامے
بظاہر گرچہ فانی می نمایم ولے در باطنم دارم دوامے	

خواجہ معین الدین چشتی کے دیوان سے بھی اکثر غزلین لی ہین۔

تعجب ہو کہ حضرت شمس تبریز سے صوفی صافی طینت کے کلام سے صرف تین ہی شعر منتخب کیے گئے مگر یہ تین ہی شعر اونکے کمال کے گواہ ہین۔

در عشق نہ جسمم و نہ جانم ہر جا کہ روم خراب عشقم	چیزے عجبم نہ این نہ آنم من کعبہ و بتکدہ ندانم
او بے شک و بگمان یقین است من بے شک و بے گمان گمانم	

فردوسی طوسی کے شاہنامے سے ایک ایسے مقام کا انتخاب کیا ہو جو اس کتاب کے لیے از بس موزون ہو۔

لسان الغیب حافظ شیراز کے دیوان کا انتخاب بھی قابل قدر ہی گو حضرت حافظ شیرازی کا ایک ایک مصرعہ ایک ایک دیوان ہی اور کل دیوان مین ایک لفظ بھی ایسا نہین جو بیکار ہی جو غزل ہی مرصع اور جو شعر ہی معرفت مین ڈوبا ہوا لیکن مولف باوقار نے واقعی چوٹی کی غزلین منتخب کرلین ذیل کی غزل بھی آپ نے انتخاب کی ہی جس سے ہم حضرت مولف کا شکریہ ادا کرتے ہین اس غزل کے اصنام مطالب کے ساتھ راقم کو ایک قسم کا عشق ہی پھر کوئی اپنے محبوب کے جمال کا نظارہ کریگا تو دل ہاتھ سے ضرور ہی جائیگا وہ غزل یہ ہی۔

بلبلے برگِ گلی خوش رنگ در منقار داشت		وندران برگ ونوا خوش نالہ ہای زار داشت
گفتمش در عین وصل این ناله و فریاد چیست		گفت ما را جلوۂ معشوق در این کار داشت
خیز تا بر کلک آن نقاش جان افشان کنیم		کاین ہمہ نقش عجب در گردش پرکار داشت
گر مرید راہ عشقی فکر بدنامی مکن		شیخ صنعان خرقہ رہن خانۂ خمار داشت

اس انتخاب مین مفرد اشعار بھی درج فرمائے ہین جنمین ہر شعر بجاے خود دفتر پند سودمند ہی چنانچہ اوسمین سے یہ شعر پڑھ پڑھکر ہم مست ہو رہے ہین۔

من وانکار شراب این چہ حکایت باشد	
غالباً اینقدرم عقل کفایت باشد	

شمشاد کی طرح ہیراستگی سے اس نظم فرخ کو آراستگی بخشی ہی۔

اسکے بعد حضرت نیاز کے کلام سے کسقدر اقتباس کیا ہی یہ صاحب بریلی کے مشاہیر مین سے ہین صاحب دیوان اور صاحب تصانیف کثیرہ۔ اکثر تصنیفات آنحضرت کی نعت مین ہین۔ آپکا کلام بھی معرفت مین ڈوبا ہوا ہی۔ چنانچہ فرماتے ہین۔

اے غنی ذاتِ تو از انکار و از اقرار ما		سبحہ نیاز از ما و از پیدائی و از اظہار ما



بوستان معرفت
کا
رویو یعنی نظر ثانی
از نتائج افکار عالی طبع سخندان نازکخیال پنڈت رتن ناتھ صاحب در
لکھنوی

یہ نادر اور دلکش کتاب منظوم جسکا حرف حرف گنجینۂ معرفت اور لفظ لفظ رموز تصوف سے مملو ہی ہماری نظر سے گذری شکر ہی کہ جو محنت ہمنے اس مجموعۂ نکات نادرہ کے مطالعہ مین صرف کی اوس سے زیادہ فائدہ اوٹھایا - اس نظم بدیع کو بابو مادھو داس صاحب نے جو ایک حق پرست اور صافی طینت بزرگوار ہین بڑے شوق اور عرق ریزی سے تالیف دیا ہی - جس خوبی اور خوش اسلوبی اور قابلیت سے اس طیب النفس بزرگ نے علمای صوفیہ کے کلام معرفت التیام کا انتخاب کیا اوس سے انکا تقدس اور انکی بزرگی صاف ظاہر ہی اور بخوبی معلوم ہوتا ہی کہ یہ صاحب بادۂ عرفانکے نشے مین سرخوش و تر دماغ ہین جن لوگون کو وحدانیت کا مذاق ہی وہ اسکی داد دینگے کہ کس لیاقت کے صوفیان صافی کے کلام کا اقتباس کیا ہی - ابتدا مین حضرت مولوی معنوی کے چھہ دفترون کا نہایت موزون انتخاب ہی اور

	بشنو از نی چون حکایت میکند وز جدایہا شکایت می کند	

اس شعر کو پڑھ پڑھکر ہم وجد کر رہے ہین -

جس طرح سے اس مجموعہ کے شائع ہوجانے سے حضرات صوفیہ کرام کے کلام کا
انتخاب دنیا پر روشن ہوگا اور جسطرح اسکے مولف کا نام صفحہ ہستی پر
قائم رہیگا اُسیطرح حضور سری مہاراجہ صاحب کاشی نریس کی ہمت بھی
جو ہمیشہ ایسے کاموں کی جانب مصروف رہتی ہے شہرہ آفاق ہوجائیگی اور
اسیطرح نامی گرامی مطبع منشی نولکشور کی وقعت اور شہرت بھی دوبالا ہوجائیگی

دیوان مولوی نیاز احمد صاحب دیوان حضرت غوث الاعظم عبد القادر محی الدین جیلانی قدس سرہ - دیوان حضرت خواجہ معین الدین چشتی - مثنوی حضرت شاہ بو علی قلندر پانی پتی - حضرت شمس تبریز - منطق الطیر حضرت فرید الدین عطار شاہنامہ فردوسی - سکندر نامہ مولانا نظامی - کتاب سراج السالکین - باب ہشتم گلستان و قصائد فارسیہ حضرت سعدی شیرازی - کتاب البدائع - کتاب طیبات - کتاب خواتیم - کتاب غزلیات قدیم - قصائد خاقانی - قصیدہ و مناجات نظامی - عرفی شیرازی - نظام الدین - رباعیات سرمد وغیرہ اساتذہ - مفردات اشعار - دیوان بنجود - دیوان ہندی حضرت شاہ نیاز احمد دیوان ہندی خواجہ میر درد - دیوان داراب علیخان نہر - بہادر شاہ ابو ظفر دہلوی بسمل - جرأت - نظیر اکبر آبادی - ان تمام شعراء کے کلام حقیقت انتظام کا انتخاب اس خوبصورتی سے کیا گیا ہو کہ ایسا انتخاب وہی شخص کر سکتا ہو جو معرفت اور حقیقت اور انکے مقامات اور سلوک کے منازل سے واقف ہو اور خود بھی چاشنی رکھتا ہو -

بابو نادھو داس نے حتی الوسع گذشتہ صوفیہ کرام کا کوئی ایسا کلام باقی نہین چھوڑا جسکا انتخاب اپنی کتاب بوستان معرفت مین نکیا ہو - اگر غور سے دیکھا جاے تو یہ مرتبہ تصنیف سے کچھ کم نہین ہی - اس کتاب مین ہندی بان کی کبت بھی موجود ہین جو بڑے بڑے ویدانتی کبیشرون کے تصنیف کیے ہوے ہین ہر ایک شخص کے لیے خوبید انت اور وحدۃ الوجود اور تصوف کا دلدادہ روح کو حظ پہونچانے کے حق مین اس مجموعہ سے بڑھکر دوسرا ذریعہ نہین ہی -

حاضر ہوتے چونکہ حضور ممدوح کو ہمیشہ سے آزاد منش عارفان وارستہ مزاج سے کمال درجہ انس ہی اور ایسے لوگون کی ملاقات آپکو بالطبع مرغوب ہی لہذا آنکی صحبت اور ہمنشینی اور حقیقت کے اسرار اور معرفت کے اذکار کو بھی نہایت درجہ پسند فرماتے ہین۔ کیونکہ ؎

کار پاکان را قیاس از خود مگیر	گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

ایک مرتبہ بابو مادھو داس کا مؤلف اور مرتب کیا ہوا یہ مجموعہ جو بڑے بڑے صوفیہ کرام شعراے کے کلام معرفت التیام حقیقت انضمام کا انتخاب ہی اور بابو مادھو درس صاحب نے اپنی قوت انتخاب سے اسکو یکجا فراہم کیا ہی سری مہاراجہ صاحب کی نظر فیض اثر سے گذرا۔ ہرچند کہ مولف کو اس کتاب کی اشاعت کی کچھ پروانہ تھی کیونکہ انھون نے تو اپنے ذوق وشوق کی حالت مین اسکو مجتمع کیا تھا اور یہ انکے لیے گویا ایک شغل معرفت تھا۔ انکو کچھ اپنی نیکنامی اور شہرت منظور نہ تھی۔ لیکن سری مہاراجہ صاحب نے اپنی عالی نظری اور فوائد عام کے اقتضا سے اس مجموعہ معرفت وحقیقت کے طبع اور شائع ہونے کا ارشاد فرمایا۔ الحق آجکل ایسے بیدار مغز رؤسا جو تصوف اور وحدۃ الوجود سے مذاق رکھتے ہون اور اسرار عرفان کی تحقیق اور تدقیق اور انکے مکالمے اور مذاکرے مین اوقات عزیز کا صرف فرمانا فطرت انسانی کا پہلا فرض سمجھتے ہون بہت ہی کم ہین۔

بابو مادھو داس صاحب نے صوفیہ کرام کے مختلف عارفانہ کلام کے انتخاب کرنے مین کام کیا ہی یہ کتاب علاوہ تقریظ کے ۲۴۴ صفحات پر حاوی ہی۔ مثنوی مولوی معنوی علیہ الرحمۃ کے چھون دفترون۔ خواجہ حافظ شیراز۔

یہ بھی ایسے ہی خیالی دائرے اور حلقے ہین جیسا کہ ہمنے ابھی شمع کی تشبیہ مین بیان کیا ہی
خجستہ ہین وہ گیانی جنھون نے اس مسئلے کو اچھی طرح سمجھکر دنیا پر لات ماری ہی
مبارک ہین وہ دھیانی جو رات دن ایک وجود حقیقی یعنی واجب الوجود کی دھن مین
لگے رہتے ہین۔ محبت کی آگ پر تپشیا کرتے ہین۔ تپ عشق مین مبتلا ہین اور جپ تپ
کر رہے ہین وہ سب کی نظرون مین ہین مگر انکی نظر مین ایک جوتی سروپ نرنکار سروپ
وجود واحد بسا ہوا ہی۔ انکو سب دیکھتے ہین مگر وہ کسیکو نہین دیکھتے ؎

دران نرگسین صرف کان باغ داشت	مگر چشم او کحل مازاغ داشت

ایسے وارستہ لوگ دنیا مین بہت ہی کم موجود ہین جو رات دن اپنے تمام اقوال و
افعال کو اسی دھن اسی اڈھیڑبن مین صرف کرتے ہین جنکا ٹھیک ٹھیک عمل مصرع
گفتہ آید در حدیث دیگران ؎ پر ہی ہندوون مین ایسے گیانی و بدانتی
کتاب مندرجہ عنوان کے مولف یعنی بابو مادھو داس ہین جو دنیا پر لات مار کر
آجکے دن رام نواس تیرتھ راج پریاگ مین باس کرتے ہین اوائل شباب مین سرکار انگلشیہ
کے ملازم تھے چونکہ مزاج مین بدو شعور سے وارستگی تھی پنشن حاصل کرکے خانہ نشین ہوے
اور اپنی والدہ ماجدہ کا حق خدمت ادا کرکے سبکو چھوڑ بیٹھے۔ اور دنیا سے یکسوئی اختیار کی۔
نہ انکو فکر معاش نہ کسی قسم کا وسواس نہ کسی سے کسی شے کے طالب ؎

ہمنے سونگھی ہی گلے لگ کے گریبان کی بو	کب خوش آتی ہے ہمین سنبل و ریحان کی بو

بابو مادھو داس صاحب کبھی کبھی بابو ہربرتناد سیتار امیہ کے اصرار سے جو انھین
کیطرح دنیا سے ترک تعلق کرکے دھیان کے گیان مین مشغول رہتے ہین سری مہاراجہ
مارائن سنگھ بہادر۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ یعنی مہاراجہ کاشی نریس کی حضور مین

عالم و فاضل - کاتب و شاعر - فقیہ و محدث - محاسب و مہندس حکیم و طبیب وغیرہ ہونا سب کے سب عوارض ہین یعنی یہ ایسی صفتین ہین جنکا وجود خارج مین موجود نہین ہی - یہانتک کہ انسان کا متشخص ہونا بھی ایک صفت ہی جسکا ماخذ تشخص ہی - اب اگر ہم یکے بعد دیگرے انسان سے یہ ساری صفتین سلب کرتے جائین تو اخیر مین کچھ بھی باقی نہ رہیگا اور اقرار کرنا پڑیگا کہ انسان ایک ہستی ہی مگر معدوم - ایک ٹھہرائی ہوئی شی ہی مگر لاشی اور اگر ہی تو وہی ایک حقیقی وجود ہی جسطرح دریا کے بلبلے ہماری آنکھون کے سامنے ایک خیالی ہیئت مین اٹھتے نظر آتے ہین اور آناً فاناً مین معدوم ہوجاتے ہین - حالانکہ وہ دریا ہی سے نکلتے ہین اور دریا ہی مین غائب ہوجاتے ہین تمام ممکنات اور موجودات کی بھی بعینہ یہی کیفیت ہی جسطرح ہم دریا کے بلبلون کو دریا کا عین بھی کہہ سکتے ہین اور اسکا غیر بھی اسیطرح انسان کو بھی ہم ایسا ہی سمجھ سکتے ہین کہ وہ روح کے اعتبار سے اسکا ٹکڑا ہی اور جسد کے اعتبار سے اسکا غیر لیکن یہ فرق بھی اعتباری اور مثالی ہی -

ایک شمع ہمارے ہاتھ مین ہی اور ہم اسکو گھما رہے ہین اور اس گھمانے کی حالت مین ایک مدور حلقہ پیدا ہوتا ہی جو ہماری آنکھون کے سامنے محسوس نظر آتا ہی اب کیا کوئی عقلمند کہہ سکتا ہی کہ وہ دائرہ فی الحقیقت موجود ہی بلکہ ہر شخص جو چشم بصیرت رکھتا ہی یہی کہیگا کہ وہ محض ایک خیالی دائرہ ہی - اگر وہ واقعی موجود ہوتا تو گردش کے بعد یا گردش سے پہلے بھی موجود نظر آتا علی ہذا مختلف اقوال اور مذاہب کے موافق خواہ آسمان حرکت کرتا ہی یا زمین متحرک ہی اور جسکی حرکات دنیا پر موثر ہوتی ہین اور انھین حرکات کی وجہ سے لیل و نہار خزان و بہار اور مختلف موسم اور تغیرات دنیا مین پیدا ہوتے ہین

کہ ہم جیتے جی دنیا کو خاک اور فانی سمجھین کیونکہ عیان را چہ بیان لیکن اس مشکل سوال کا جواب نہایت آسانی سے مل سکتا ہی۔ دنیا کا خواب وخیال اور ارژنگ تمثال ہونا اُسوقت ثابت ہو جبکہ ہم اس خواب سے بیدار ہون اور جسطرح خواب استراحت سے اُٹھکر ہر صبح ایک دوسری دنیا مین آتے ہین اور جو صورتین ہمنے عالم رویا مین دیکھی ہین جب چونک اُٹھتے ہین تو ہمپر ظاہر ہو جاتا ہی کہ یہ صورتین واقعی نہ تھین بلکہ خیالی تھین اسیطرح جب ہم عالم ناسوت کو طی کرکے دوسرے عالم مین جائین تو ہمپر ظاہر ہو جاے کہ مصرعہ۔ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا جب انسان کوئی خواب دیکھتا ہی تو اس حالت مین وہ ہرگز یہ خیال نہین کرتا کہ مین خواب دیکھ رہا ہون بلکہ وہ اپنے حال اور خواب وخیال مین مست ہوتا ہی۔ اسیطرح جب ہم دنیا کے خواب وخیال سے ایک دوسرے عالم مین جائین تو ہمپر ظاہر ہو جاے کہ فی الحقیقت ہم ایک دھوکے کی ٹٹی کی جو جھل مین پڑے تھے ؎

ہی غیب غیب جسکو سمجھتے ہین ہم شہود	ہین خواب مین ہنوز جو جاگے ہین جو اب مین

یہ مسئلہ کہ دنیا مین ایک حقیقی واجب الوجود کے سوا دوسرا وجود موجود نہین ہی اور جو کچھ ہمکو محسوسات کے ذریعے سے نظر آتا ہی محض بے اصل اور لاشی ہی دلائل اور براہین سے بالکل مستغنی ہی اور اگر دلیل ہی پر مدار ہی تو سنیے۔ پہلے ہم قطع نظر دوسری ممکنات سے خود اپنے وجود ہی کے لاشی محض ہونے پر استدلال قائم کرتے ہین۔

انسان جس شی کا نام ہی وہ طرح طرح کے عوارض کا مجموعہ ہی یعنی بالکل صفات سے مرکب ہی جسمین عرض ہی عرض موجود ہی جوہر نام کو بھی نہین ہی چلنا پھرنا سونا جاگنا

تقریظ پُر تنویر من نتائج طبع سخنور نازک خیال
مولوی احمد حسین صاحب متخلص بہ شوکت

تا کے ز پے وجود پابند قیود	تا کے تو اسیر حلقۂ ہست نابود
شوکت وہمے ست این شہود و امکان	آگہ چو شوی ز رمز توحید وجود

دنیا ایک اثر رنگ خیال اور مرقعہ صور وہمیہ ہی۔ جو لوگ وحدۃ الوجود۔ ہمہ اوست
بیدانت کے دلکش مسئلے اور اُسکے رموز سے آگاہ ہین اُنکی روشنی قلب کے نزدیک
دنیا کا ایک فانوس خیال ثابت ہونا بدیہی ہی۔ یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ رات دن
جو کچھ ہستی ناپائدار کے جلوے ہماری آنکھون کے سامنے موجود ہین اور ہم آنکھ
دلفریب مختلف الوان پر فریفتہ ہو رہے ہین۔ طرح طرح کے تغیرات یکے بعد دیگر
ہماری آنکھون سے گذرتے ہین یہ درحقیقت واقعی ہین کیونکہ جو لوگ مسئلہ
وحدۃ الوجود پر غش ہین اور انپر یہ مسئلہ آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہو گیا ہی
وہ ممکنات کو لاشی محض خیال کرتے ہین۔ وہ سمجھتے ہین کہ جسطرح خواب مین انسان
طرح طرح کی صورتین دیکھتا ہی کبھی دلکش سبز باغ اُسکے آنکھون کے سامنے پیش ہوتے ہین
کبھی مہیب صورتین آگے آتی ہین اور جب آنکھ کھلجاتی ہی تو کچھ بھی نہین ہوتا۔ وہی بستر
اور وہی بالین نظر آتا ہی اسیطرح دھیان گیان والے بھی دنیا کو ایک خواب
وخیال تصور کرتے ہین۔ اب اس امر کا تصدیق ہونا باقی ہی کہ دنیا کا خواب وخیال
ہونا ہرگز سمجھ مین نہین آتا کیونکہ ہم رات دن اُنمین چلتے پھرتے رہتے سہتے ہین اپنی
دنیوی حاجتین پوری کرتے ہین۔ معترض کہ سکتا ہی کہ یہ تو صریح آنکھون مین خاک ڈالنا ہی

کہت کب ٹھاکر جو پے ببیک ہو تو توسر زمن کا ہیکو موہتو
روپ و نت ناس جو پے کسک و نت ہو تو کدھون سونے مین سگندھ ہوتی سراہنے کون کو ہتو

دیگر

ایک سنگ دھائے نندلال اور گوال دؤو ورگن سماتے من آنند مڑھے نہین
دھوے دھوے پاری ہون پدا کر تمھاری سون اب کوؤ داؤ پاے تو چت چڑھے نہین
کہا کرون کون سنے کہان جاؤن کوؤ تو بتاؤ جاتے ورد بڑھے نہین
ایرے میرے بیر جیسے تیسے کڑھ گوا بیر یہ اہیر کو کڑھے نہین

کبت

رس رنگ بھری مرد بولن کون کب کانن پان کرائے ہو جیو
گت ہنس پرسنت سون کب دھون سکھ لے انکھیان مین آئے ہو جیو
ابھلاشن پورت ہوے او بھنو من تین من موہن پائے ہو جیو
چت چانک کے گھن انند ہو رٹنا پر ریجھ بچتائے ہو جیو

دیگر

جان چھبیلی کہو تم ہی جوندی سو تو آنکھن کاہ دکھاؤن
کون سدھاے سُنے بتیان بنا ان کانن سے کہان پیاؤن
ہاہ مرو من پیر تین پر تیم یا دُکھ آہ کہان پر چاؤن
چاہت جیو دھرو گھن آنند راوری سون کہون ٹھور نپاؤن

دیگر

آپ ہی اور کی چاہے لکھی لکھ جات کتھا اوت موہن اور کی
پیاری دیا کر بیگ ملو سہہ جات بتھا نہین نین مرور کی
آپ ہی بانچ لگاوت انگ اہو کن انی چٹھی چیت چور کی
رادھے کون رادھی لگی جگ بھور کی ہو گئی مورت نند کشور کی

دیگر

ان گھر باتین دیو تیری ہین کہان لون کہون مانس کون پریت دینی تا ہو مین بچھو متو
سو گھرن کون سوچ دینو سو من کون دہن دینو ایسو نہ دینو جو جاہی کو سو ہتو

قطعات تاریخ

قطعہ تاریخ

گیارھوین تاریخ کو شعبان کی — سال اٹھترمین ہوا یہ ستم
تین گھڑی دن رہے منگل کے روز — اعظم علی شہ گئے سوے ارم
غسل ہوا بُدھ کو پہر دن چڑھے — بعد کفن پوشی بصد رنج وغم
نعش اوٹھی بھر نمازِ اخیر — کیا کہون اوسوقت کا جاہ وحشم
دفن ہوے آکے پہر دن رہے — چھاگیا عالم پہ اک ابر الم
خیر جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہوا — مصرعۂ تاریخ لکھ اب ای قلم
فکر ذرا کی تھی کہ بس اکبار — آئی یہ آواز فلک سے بہم
غم مین ہی کیون شوق سے آغا یہ لکھ — پادشہِ راہِ خدا ے قدم

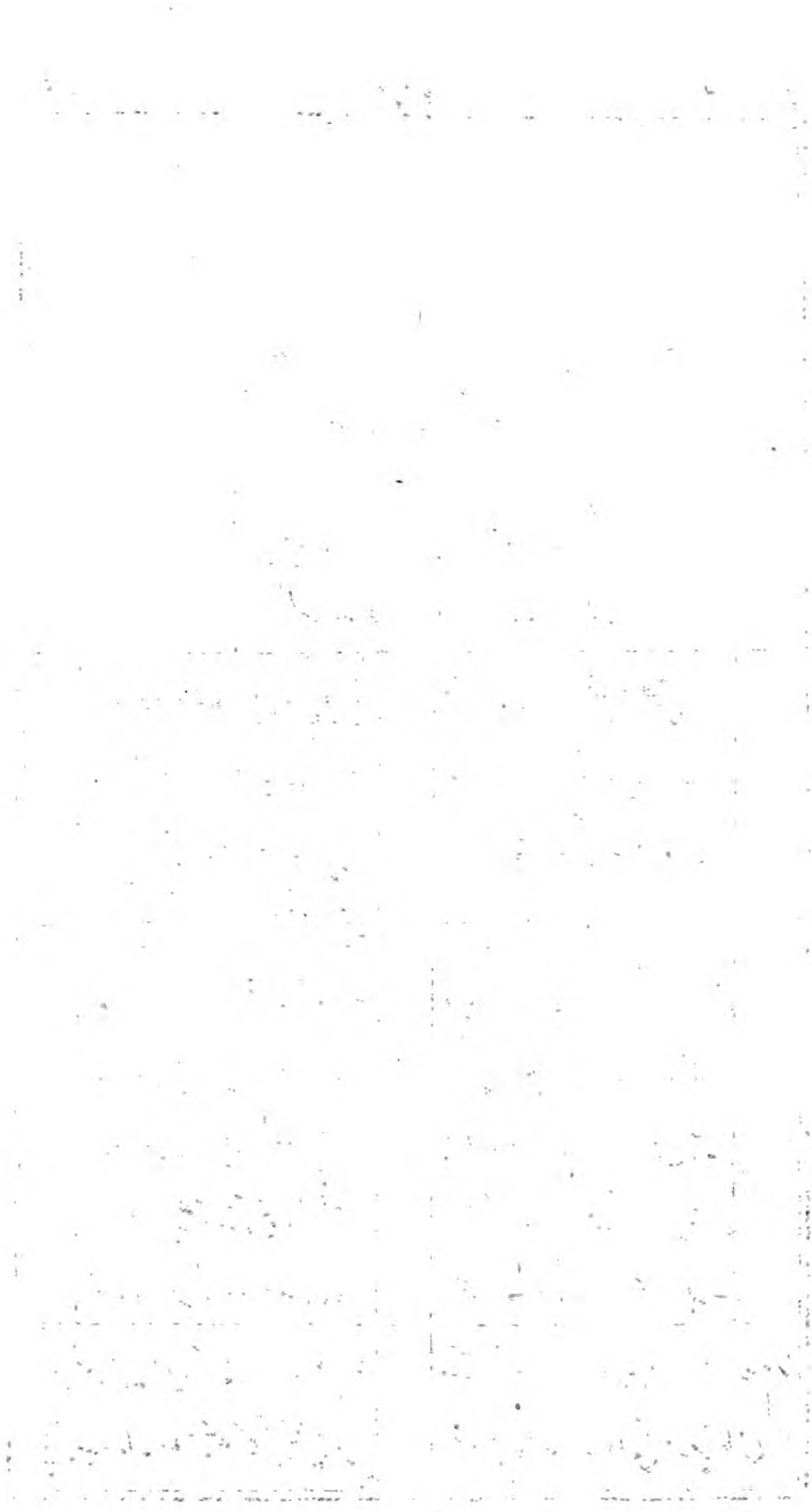
۱۲۷۸ھ

قطعہ تاریخ

قطب درویشان شہر لکھنؤ — سرگروہِ صابری وقادری
سید و درویش و عارف اہل علم — سالک ومجذوب وصوفی متقی
ظاہر آلودہ بباطن پاک دل — قلب سے حق حق زبان پر خامشی
خود دوراہے سے دوئی کے ہٹ گئے — ملگئی جسوقت وحدت کی گلی
توڑکر دست ہوس پھیلاے پاؤن — سنگئے مردہ تو پائی زندگی
رتبہ جب پہونچا فنا فی اللہ کا — چھوڑکر ہستی عدم کی راہ لی
بے نمازی کہتا تھا جو مولوی — خود جنازے کی نماز اہ سنے پڑھی
حسن نے تاریخ فوت اونکی کہی — ہوگئے تا حشر چپ چپ شاہ جی

۱۲۸۹ھ

تمت



مسدس کریما

در مناجات باریتعالے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سدا دل سے ای مومنِ پاکباز — وضو کرکے پڑھ پنج وقتی نماز
بوقت مناجات باصد نیاز — یہ کہہ اپنے ہاتھونکو کرکے دراز
کریما ببخشائے برحال ما — کہ ہستم اسیر کمند ہوا
الٰہی تو ستار و غفار ہی — مرا یان گناہون کا انبار ہی
نہ حامی کوئی فی مددگار ہی — اب اس بیکسی مین توہی یار ہی
ندارم غیر از تو فریادرس — توئی عاصیانرا خطابخش وبس
ہوے جرم تجسے صغیر و کبیر — پڑا ہی تو دام گنہ مین اسیر
ذرا خواب غفلت سے چونک اے نظیر — دعا مانگ جلد اور گہ ای خبیر
نگہدار مارا زراہ خطا — خطا درگذار و صوابم نما

الٰہی غنچۂ امید بکشا — از کرم مارا — گلے از روضۂ جاوید بنما — درحرم مارا
بپا بیدار ساز د خفتگان نقش قالی را — بہ تن بویا کند گلہای تصویر نہالی را

اگر نہو باور تو دیکھ آئینے مین اپنا جمال — عکس گل مین رنگ ہی گل کا پہ گل کی بو نہین
دل دیکھ کہ ہی لطف و عنایت کس سے — کیدھر سے ہی ظلم اور حمایت کس سے
جب ٹھہری یہ بات جو کرے ہی سو دوست — ای سفلہ مزاج پھر شکایت کس سے
حق کے ہوتے غیر سے کیون آشنائی کیجیے — چھوڑ وہ در کس کے در پر جبہہ سائی کیجیے
بندگی مین شرط ہی بندے کو تسلیم و رضا — سلطنت بخشے خدا تو کیون گدائی کیجیے
گل گو گلشن مین رنگ و بو دیتا ہی — بلبل کو چمن مین آرزو دیتا ہی
ہی ابر بہار مین فقط نام کو فیض — جسکو جو چاہتا ہی تو دیتا ہی
باقی رہا ہی کیا جو رقیبو نکا در کرین — یان تو برے کی جان کو پہلے ہی رو چکے
دور سے آئے تھے ساقی سنکے میخانے کو ہم — بس ترستے ہی چلے افسوس پیمانے کو ہم

مخمسات

کھائین جہانکی معجونین سب کا نوش مدام کیا — فصد کھلائی مالش کی اور تنقیہ سرسام کیا
کرتی ہی جو جو کچھ دنیا سب کچھ صبح و شام کیا — اولٹی ہوگئین سب تدبیرین کچھ نہ دوا نے کام کیا
آخر اس بیماری دل نے اپنا کام تمام کیا

کی نہ کیا کیا سلیم نے تدبیر — رہنے دیتی نہین یہان تقدیر
لو ہماری معاف ہو تقصیر — اتبو جاتے ہین تبکدے سے میر
پھر ملینگے اگر خدا لایا

نظیر بکو آگے ہوس تھی کفن کی — جو سوچا تو ناحق کا دیوانہ پن تھا
مطیب بدن تھا معطر کفن تھا — جو قبر کھن اونکی اکھڑی تو دیکھا
نہ عضو بدن تھا نہ تار کفن تھا

عقبے کا بنا نہ کام دنیا کا بنا
بیفائدہ زندگی ہماری گذری

قسمت کیا جس روز کہ قسام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

بلبل کو دیا نالہ تو پروانے کو جلنا
غم ہمکو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

رباعیات

دل اوس بیوفا کو نہ دیتے بنے ہی
نہ دل دیکے پھر اوس سے لیتے بنے ہی

غرض بیطرح دل کا بگڑا ہی سودا
نہ دیتے بنے ہی نہ لیتے بنے ہی

دل مین آتا ہی کرون چاک گریبان اپنا
جاؤن صحرا کو نکل سر کرون عریان اپنا

تیرے دیوانے سے پوچھے جو کوئی کیا گذری
ہنسکے رودون نہ کہون حال پریشان اپنا

چاہتا ہی اگر اوسے تو چاہے جانا
گر دو دن اٹھ سکے کرا ہے جانا

ایدل جو لیا ہی نام الفت تونے
جسطرحسے بن پڑے بنا ہے جانا

سب طرحسے یہ سرائے فانی دیکھی
سب چیز یہان کی آنی جانی دیکھی

جو آکے نجاوے وہ بڑھاپا دیکھا
جو جاکے نہ آوے وہ جوانی دیکھی

کسی کی شب وصل سوتے کٹے ہی
کسی کی شب ہجر روتے کٹے ہی

ہماری یہ شب کیسی شب ہی الٰہی
نہ سوتے کٹے ہے نہ روتے کٹے ہی

جینے سے طبیعت تو ہٹی جاتی ہی
غفلت ہی مین اوقات کٹی جاتی ہی

یہ بیخبری کہانکی اللہ رے امین
بڑھتے ہین گنہ عمر گھٹی جاتی ہی

یہ اپنی غلط فہمی ہی ہم مین کچھ ہی
گر ہی تو ترے فضل و کرم مین کچھ ہی

کیا دم کا بھروسا ہی بقول استاد
دم مین کچھ ہی اور ایک دم مین کچھ ہی

حسن یکتا مین ترے ہرگز دوئی کو راہ نہین
بلکہ یہ تعریف مین لکھا کہ تجسا تو نہین

چومتا ہی مت کو کس پر و یمین شیخ
سنگ اسود بھی تو آخر سنگ ہی

شکر کر تھوڑا سا بھی گر ہو فراغ
آسمانِ دون بڑا تنگ ہی

بلبلین گل پر فدا ہم یار پر
ای صبا یہ اپنا اپنا رنگ ہی

لب شیرین یار کے آگے
قند گڑ ہی تو شہد شیرہ ہی

ای جنون رشت جنون مین ہو مری ہی غریز
باز آیا مین کفن سے نحل سے کافور سے

ہونی ہوتی ہی جبکہ بربادی
عشق خانہ خراب ہوتا ہی

یار آمادۂ شر روز رہا کرتا ہی
سامنا موت کا ہر روز رہا کرتا ہی

تیرے روے آتشین کے وصف کرنے کے لیے
شمع کو درکار ہی منہ اور زبان گلگیر کو

جانتے تھے کہ مزا عشق مین حاصل ہوگا
یہ نہ سمجھے تھے کہ جینا ہمین مشکل ہوگا

ہم ہین مشتاق ولے ذوق خرابی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھچوائی نہین

دل کے آئینے مین ہی تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

صنم کے ہاتھ کی پہونچی تجھے پہونچی کہ نا پہونچی
جو پہونچی ہو تو لکھ بھیجو مری پہونچی کی بھی پہونچی

آرزو ہی کہ ہر اک عضو بدن دل ہو جاے
لذت درد سراپا مجھے حاصل ہو جاے

قطعات

عاجز تو از دوسرا تجھسا کوئی نہین
رنجور کا انیس ہی ہمدم علیل کا

سائل ہون مجکو قید کم و بیش کی نہین
مختار ہی کریم کثیر و قلیل کا

دل تو کہے ہی آنکھون نے ہمکو کیا خراب
آنکھین کہین ہین دل ہی نے ہمکو ڈبا دیا

بگڑا کسیکا کچھ نہین ای ذوق مفت مین
دونون کی ضد نے خاک مین ہمکو ملا دیا

دو مین سے ہوا نہ ایک مطلب حاصل
کھٹکے ہی مین ہر گھڑی ہماری گذری

عشق مین طرفین سے الفت برابر چاہیے
جو بدل بندہ ہوا وسکو بندہ پرور چاہیے

آتشین رخ پہ ترے خال کا آنا کیسا
قائم النار یہ بارود کا دانا کیسا

دل کی جو امید تھی بر آگئی
صورتِ محبوب نظر آگئی

شکل امید تو کب ہمکو نظر آتی ہی
صورت یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہی

پی کر شراب دُردتہ جام دیگیا
وہ شوخ ہمکو بوسہ بہ پیغام دیگیا

گھر سے گئے نگر سے گئے نام سے گئے
ہم تمسے دل لگا کے سبھی کام سے گئے

مدت سے وہ تپاک تو موقوف ہو گئے
اب گاہ گاہ بوسہ بہ پیغام رہگیا

آشنا ہو چکا ہون مین سبکا
جسکو دیکھا سو اپنے مطلب کا

جس گھر مین دلا عشق کی بنیاد نہووے
گر خانہ خدا ہووے تو آباد نہووے

صورت تقلید مین کب معنی تحقیق ہین
رنگ گو ہی پر گُلِ تصویر مین کیدھر ہی بُو

دور سے سمجھے تھے ہم فراک مین نخچیر ہی
پاس جا دیکھا تو دل ہی پارا اُسکے تیر ہی

گفتگو کرنے مین مصروف جو کم رہتے ہین
جانتا کون ہی کس سوچ مین ہم رہتے ہین

نہ دنیا مین رسوا تو کر یو مجھے
کہ ہی شرم پیدا کیے کی تجھے

بوڑھے ہوے رہے نہ تکلف شباب کے
وہ دھوپ تھی جو ساتھ گئی آفتاب کے

اچھا ہوا شباب کا عالم گذر گیا
اک جن چڑھا ہوا تھا جو سر سے اوتر گیا

شکوہ بے نوکری کرتے ہین جو نادان ہین
آپ خود آقا ہین وہ جب تک کہین نوکر نہین

مدعی ہمکو کھڑے صاف بُرا کہتے ہین
چُپکے تم سنتے ہو بیٹھے اسے کیا کہتے ہین

پڑے بھٹکتے ہین لاکھون دانا کروڑون بیدنیا ردین
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتین خدا ہی جانے

شکوہ نہین ہی گردشِ لیل و نہار کا
جس حال مین ہون شکر ہی پروردگار کا

ہی پاس بیٹھنے مین جو رسوائی کا خیال
اتنا تو ہو کہ دور سے آنکھین لڑا کرین

چپ ہو کیون کچھ منہ سے فرماؤ خدا کے واسطے
آدمی سے بت نہ بناؤ خدا کے واسطے

درد ہی اور دوا ہی اور درد ہی
سب کچھ اس لذت کے آگے گرد ہی

یان خودی مین اور خدا مین بیر ہی
کس طرف بھکا پھرے ہی خیر ہی

وہ اگر ہی یار تو سب یار ہین
گر وہ ہی اغیار سب اغیار ہین

آرزو رکھے تو رکھ اللہ کی
ہی یہی اک بات سب مین واہ کی

کوئے جانان سے خاک لائینگے
اپنا کعبہ الگ بنائینگے

جمتی نہین ہی ران کسی مشہور کی
کیا شوخیان ہین ابلق لیل و نہار کی

مہر کی تجھسے توقع تھی ستمگر نکلا
موم سمجھے تھے ترے دلکو سو پتھر نکلا

نبض بیمار کی اہ رشک مسیحا دیکھی
آج کیا آپ نے جاتی ہوئی دنیا دیکھی

رہے ملتظر منتظر یار کے
یہ دیدے ندیدے ہین دیدار کے

جتا دیا ہی خدا کو گواہ کرتے ہین
ہٹو فلک کے تلے سے ہم آہ کرتے ہین

ایک جا رہتے نہین عاشق بدنام کہین
دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین

بندے ہین اس خدا کے خداوند کہتے ہین
کچھ شرط بندگی بھی ادا ہو تو جانیے

خط نے ترا حسن سب گنوایا
یہ سبز قدم کہان سے آیا

لائے اوس بت کو التجا کرکے
کفر توڑا خدا خدا کرکے

مین وہ بے آس ہون کہ میرے پاس
یاس آتی ہی آسرا کرکے

بعد مردن یہ ہوئی بے ادبی واے نصیب
وہ تو بیدل ہو جنازہ مرا بردوش چلے

ہمسے کسیکو پہونچی نہ راحت اور اذیت کوشش سے
جہان پڑی تب بار شکم تھے مرکے وہان دوش ہوے

عجب نعمت ہے اُسکو کہ جو رب کا بنے عاشق — اور اُسکی ہی توقع پر یہ دنیا اُس سے چھٹ جائے
عشق کی جلوہ گری ہر آن ہی — عاشق و معشوق اُسکی شان ہی
چال ہی مجھ ناتوانکی مرغ بسمل کی تڑپ — ہر قدم پر ہی گمان یان رہگیا واں رہگیا
حاسد کو ایک دم نہین صحت جہانمین — رنج حسد ہی جان ہو جب تک کہ جانمین
چلنا ہی رہنا نہین اور چلنا بوے مبین — ایسے سبح سہاگ پر کون گندھاوے سیس
پکارا کرو مجکو اپنا غلام — یہ میرے لیے سب سے اشرف ہی نام
گرچند روز خوبی سے تیری گذر گئی — غافل نہو کہ کل کی کسیکو خبر نہین
نجانی تو نے او غافل ہماری قدر نعمت کی — یہی عہد مروت ہی وفا اسکو ہی کہتے ہین
کوے جانان مین پہونچکر کیا دلا کرتا ہی نار — اس گلی مین تجھسے بہتر سیکڑون افتادہ ہین

بندہ رہنے کا نہین کام اپنا — بندہ پرور ہی خداوند اپنا
کوچ کی اپنے اب طیاری ہی — تیرا حافظ جناب باری ہی
آہ یہ تڑکا گلے پر مثل خنجر ہو گیا — نالہ مرغ سحر اللہ اکبر ہو گیا

وہ بھی ہوگا کوئی امید بر آئے جسکی — اپنے مطلب تو نہ اس مرغ کہن سے نکلے
تمد الحمد جھکانے لگی محنت اپنی — طی ہوئی آجکی منزل مین مسافت اپنی
قید ہستی سے چھٹے رنج سے راحت پائی — فارغ البال ہوے خوب فراغت پائی
اذان تو کعبے مین ناقوس ہے بتخانے مین پھونکا — کہان کہان ترا عاشق تجھے پکار آیا
بگاڑا دین کو اپنے کہین دنیا ہی نہ جائے — نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ دنیا کے مزے پائے
عبادت مین ترقی جز توکل کے نہین ممکن — توکل نردبان ہی بھئے اس بام عبادت کا
دشنام سن کے چپ رہین ہم تو کیا کرین — جس منہ سے شکر کرتے ہین کیونکر گلا کرین

توبہ کی یار نے مرے یہ غضب تو دیکھو
جب کہ مین خاک ہوا خاک سے پیمانہ ہوا

پہلے مین خاک ہوا خاک سے پیمانہ ہوا
تب میسر مجھے اک بوسۂ جانانہ ہوا

تمھین غیر وسے کم فرصت ہم اپنے غم سے کم خالی
چلو اب ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی

ہم تو رخصت ہو چلے اور تمکو خوش رکھے خدا
دل ہمارا یاد رہا اور تن سے فرمادو کہ جا

کریمی کی صفت سُنکر یقین آیا مرے دلکو
گناہون کو مرے بخشے خدا مجبر کرم کرو سے

مر گئے ہمتو چاہ مین تیری
کچھ نہ ٹھہرے نگاہ مین تیری

کچھ تو اوس الفت اگلی کے تئین یاد کرو
خاکساری مری ناحق کو نہ برباد کرو

ذرا دیکھنا خاکساری ہماری
ملی خاک مین خاک ساری ہماری

ثمرہ پیراہن کے رہنے کا عقدہ آج کھلتا ہی
گران قیمت گہری اسلیے کانٹے پہ تُلتا ہی

تھمتے تھمتے تھمینگے آنسو
رونا ہی یہ کچھ ہنسی نہین ہی

تم جو کہتے ہو ہی بجا صاحب
ہم بُرے ہی سہی بھلا صاحب

بے جرم رکھا اونسے تہِ تیغ گلے کو
کچھ منہ سے بُری بات نہ نکلی تھی بھلے کو

عاشق سے بھی ہوتا ہی کہین صبر و تحمل
وہ کام بتاتا ہی جو آتا نہین ہمکو

گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے
زاہد نہین ہین شیخ نہین کچھ ولی نہین

آدمی کیا ہی فرشتے کی نہین سنتے ہین
بھوت بنجاتے ہین جب چڑھتا ہی شیطان سر پہ

صبح ہوتی ہی شام ہوتی ہی
عمر یونہین تمام ہوتی ہی

جب عزیزو مرے ایام بھلے آئینگے
وصل کی گھات مجھے آپ ہی بتلائینگے

جسنے تری الفت کا مزا پایا ہی
کچھ اور نہ عالم مین اوسے بھایا ہی

ترچھی نظر وسے نہ دیکھو عاشقِ دلگیر کو
کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو

جو ہاتھ ہار تھا مری گردن کے واسطے — تکیہ بنا ہی وہ سر دشمن کے واسطے
زندہ عیسی سے بھی ہوتا نہین مارا اسکا — آگ پانی مین لگاتا ہی شرارا اسکا

کیا بھروسا ہی زندگانی کا — آدمی بلبلا ہی پانی کا
زندگی یہ حباب کی سی ہی — یہ نمائش سراب کی سی ہی
مین جو بولا کہا کہ یہ آواز — اوسی خانہ خراب کی سی ہی
نازکی اُن لبونکی کیا کہیے — پنکھڑی اک گلاب کی سی ہی

اللہ رے روشنی مرے سینے کے داغ کی — اندھیاری رات مین نہین حاجت چراغ کی

جو مرد زبان پہ بات لائے — ہی بات تو یہ کہ کر دکھائے
نظر بدلی جو دیکھی اوس صنم کی — ندی نالے نے فرصت ایکدم کی
صندلی رنگون پہ مائع دل مرا — درد سر کی کسکے ماتھے جائیگی
خاکساروں سے جو رکھیگا غبار — ای فلک بدلی تری ہو جائیگی
درد سر کی جو مین دوا لایا — خاک پا یار کی اوٹھا لایا
مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہی — تماشا ہی تہ آتش دھوان ہی
عاشق کا بانکپن نہ گیا بعد مرگ بھی — تختے پہ جو لٹایا وہان بھی اکڑ گیا

مرنے کے بعد راحت دنیا ہوئی نصیب — پوشاک قطع ہوتی ہی نہلائے جاتے ہین

شکر للہ کہ جان پر آئی — نہ شکایت زبان پر آئی

ادھر دیکھو کہ کس ناز و ادا سے یار آتا ہی — مسیحا کی موئی امت کو ٹھوکر سے جلاتا ہی
شمیم کاکل پیچان سے مین جو اونگھ گیا — تو آپ کہنے لگے اسکو سانپ سونگھ گیا
بولی اوسکی جو کان پڑتی ہی — موئے مردے مین جان پڑتی ہی

بل مین پھنسائیگی یہ کسی بیگناہ کو
چوٹی کے پیچ یا دہین زلف سیاہ کو

ہوا سے بال زلفونکے جو رخسار و لب پہ ہلتے ہین
دل جایا ٹک اُٹھہ بیٹھہ دونون وقت ملتے ہین

مثل فی ہر استخوان سے درد کی آواز ہی
یہ نہین معلوم یارب سوز ہی یا ساز ہی

کسی سے گو جدا ہین مثل تار ساز ہم لیکن
ذرا چھیڑے سے ملتے ہین ملائے جبکا جی چاہے

کاوشین اتنک چلی جاتی ہین گو مین مر گیا
جاے گل کانٹے مری تربت پہ ظالم دھر گیا

اچھے برے کامونمین مرنا ہی ایک
کیون نکمے آدمی پھر کام نیک

گر ہی طلب تجکو غرض ہو حصول
جہد کر اسمین نہو ہرگز ملول

ہی ہی ٹک اسطرف کو اجی پھر کے دیکھلو
اک ناتوان کا جاتا ہی جی پھر کے دیکھلو

میری نظر مجھی کو لگے دور چشم بد
اسدم تو بن رہے ہو پری پھر کے دیکھلو

وہ نہین بھولتا جہان جاؤن
آہ مین کیا کرون کہان جاؤن

کیون خفا رشک حور ہوتا ہی
آدمی سے قصور ہوتا ہی

تمنے جو صاحب سلامت دور کی منظور کی
ہمکو بھی منظور ہی صاحب سلامت دور کی

لوح مزار پر یہی مصرع لکھا ئینگے
مرجائینگے پہ دل نہ کسی سے لگائینگے

گو چہرۂ یار عین کاشی ہی
جو گیا دل وہان کا باشی ہی

باغ ارم سے بہتر ہو ہین تری گلی ہی
ساکن تری گلی کا ہر آن مین ولی ہی

میر اس زندگی سے موت بھلی
لوگ یہ تو کہین وصال ہوا

وصل ہونا تھا سو وصال ہوا
لو یہ جھگڑا ہی انفصال ہوا

وصل کو تو محال کہتے ہین
مرنے کو بھی وصال کہتے ہین

مر گئے پر نہوا یار خبر گیر کبھی
میرے عیسی کو نہ سوجھی مری تدبیر کبھی

قتل بے شمشیر ممتو ہو گئے — آ نہ دکھلا دیا دو ہو گئے

اہلِ دولت سے کوئی نزع مین اتنا پوچھے — ساتھ کیا کیا لیا اسوقت مین کیا کیا چھوڑا

ہم سرِ شام سے مشتاق ملاقات رہے — کہیے ای وعدہ فراموش کہان رات رہے

چومنے کے لیے جب مانگون کفِ پا مانگون — مُنہ مرا کیا لبِ شیرین کا جو بوسا مانگون

بوسہ کہتے ہو نہین دینے کا — یہ بھی ایک ڈھب ہی لگا لینے کا

گر مزارون پہ وہ خرام کرین — مردے جی اوٹھین اور سلام کرین

کب تلک جیونگا مین موت اکدن آنی ہی — ہجر مین جو آجائے عین مہربانی ہی

بہت قمری کے تُمین سرو ستایا تونے — راست تو یہ ہی کہ پھر پھل بھی نیا یا تو نے

عبث شیخ و برہمن دیر و کعبے پر جھگڑتے ہین — یہ نادان راہ وہ چلتے ہین جسمین پھیر پڑتے ہین

اوٹھ گئی ہین سامنے سے کیسی کیسی صورتین — روئیے کس کے لیے کس کس کا ماتم کیجیے

دنیا مین گرچہ فکر تجھے سو لگی رہے — آصف یہ شرط ہی کہ اُدھر لو لگی رہے

عبث تم اپنا روکا وٹ سے مُنہ بناتے ہو — وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھ مُسکراتے ہو

کسطرح سے ماہ نو انجم کے عقدے وا کرے — جس جگہ لاکھون گرہ ہون ایک ناخن کیا کرے

کیون فق ہی آج رنگ رخ آفتاب کا — کھولا ہی بند یار نے شاید نقاب کا

آج پہلو مین ہمارا دل ناشاد نہین — کسکو دے آئے کہان بھول اُٹھے یاد نہین

گرے جب دانت ہی تو مرگ سے کیا چارہ سازی ہی — دلا جب اُٹھ گئین نردین قریب ختم بازی ہی

جبتک ہی روح جسم مین چلتے ہین ہاتھ پاؤن — دولھے کے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہی

اُلٹی ہو گئین سب تدبیرین کچھ نہ دوا نے کام کیا — آخر اس بیماریِ دل نے اپنا کام تمام کیا

ذکر میرا مجسے بہتر ہی کہ اوس محفل مین ہی — رتبہ دیکھو میرے کینے کا کہ اُسکے دلمین ہی

اب تو ترے دیوانے پہ یہ آن بنی ہی
اعضا شکنی ہو چکی اب جان شکنی ہی

اک نان کے لیے منت دوزان مشکل
اس سگ کے لیے منت سگبان مشکل

کیا ہوا ہمکو بیٹھ دے بیٹھے
شمع کی پشت و رو برابر ہی

صبر کا کرنا دلا بیجا نہین
دیکھ تو ہوتا ہی کیا گھبرا نہین

اک مدت پاے خیار رہے اک مدت گلخن تابی کی
برسون ہوے ہین گھر سے نکلے عشق نے خانہ خرابی کی

سوا ے اندوہ و یاس و حرمان ہو انہ حاصل جہانسے ہمکو
اٹھائین کاندھے پہ بار ہستی سفر ہی بہتر یہانسے ہمکو

سینے مین سوزش ہی اور ضبط فغا نکا حکم ہی
آگ گھر مین لگ رہی ہی اور بجھانا منع ہی

طفلی مین چلے گھٹنیون اب جھک گئی گردن
جب پاؤن نہ اوٹھتے تھے تو اب سر نہین اٹھتا

مند گئین دیکھا دے تاب لائین آنکھین
وقت کچھ کام کے کچھ کام نہ آئین آنکھین

عشق کو سہل سمجھ سب نے ملائین آنکھین
ہجر شاباش تجھے خوب دکھائین آنکھین

ہر دم بتونکی صورت رکھتا ہی دل نظر مین
ہوتی ہی بت پرستی اتو خدا کے گھر مین

اہل غیرت کی زندگانی ہی
آبرو کس کو ئین کا پانی ہی

جام جم رکھدے طاق کسرے پر
میرا چلو شراب سے بھر دے

مین بندہ ہون تیرا خدا جانتا ہی
خدا جانے تو مجکو کیا جانتا ہی

بتونکو کوئی اور کیا جانتا ہی
بڑے سنگدل ہین خدا جانتا ہی

مرا حال ظالم تو کیا جانتا ہی
جو گذرے ہی مجھپر خدا جانتا ہی

ہوا گل کو کیا کچھ نہین بھید پاتے
کٹی رات شبنم کو پانی چواتے

قاصد ابس یہی پیغام ہمارا کہنا
واہ او وعدہ فراموش ترا کیا کہنا

کوے صنم مین سب سے ہمارا سوال ہی
دل بیچتے ہین لے کوئی مفلس کا مال ہی

تجھ سے دیکھا سبکو اور تجھکو نہ دیکھا جو نگاہ — تو رہا آنکھون مین اور نہان ہی آنکھون سے رہا

تیرے دھوکھے مین یہ دل نادان — ہر کسیکو پکارا اوٹھتا ہی
سر مرا کاٹ کے پچھتائیگا — کسکی پھر جھوٹھی قسم کھائیگا
نزع مین ہین نہ ادھر آئیگا — ابھی کیا سن ہی دہل جائیگا

دے لے کسیکو قابو جہان تک ترا چلے — پاؤن کے بدلے ہاتھون سے راہ خدا چلے
گر بادۂ توحید پیین اہل مشارب — ہفتاد و دو ملت کی ہو تکرار فراموش
اسرار حقیقت سے خبردار جو ہوتے — ہفتاد و دو ملت مین کبھی جنگ نہوتا

تمنے نہ ہماری پھر خبر لی — چھاتی تیھر کی کیون جی کرلی
جب موت کسیطرح نہ آئی — گھبرا کر ہمنے عاشقی کی
دم آخر ہی بیٹھ جا مت جا — ٹک ٹھہر جا کہ ہم بھی چلتے ہین

اگر بخشے تو زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا — سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے
نہ وہ لطف و عنایت اور نہ وہ پھر بات تمہی ہو — غرض لاحق جو ہوتی ہی کبھی انسانکی انسان سے
تو نے دل اچھا کیا جو اوس سے یاری چھوڑ دی — ہان میان سچ ہی جو دیکھی چیز بھاری چھوڑ دی
جو مسیح اپنا ہی اوسکا دل کسی پر زار ہی — مرحبا اے مرگ عیسی آپ ہی بیمار ہی
ہم ہوے تم ہوے کہ میر ہوے — انھین زلفون کے سب اسیر ہوے
تمنا ہی دل مضطر کو تیرے در پہ آنیکی — روانہ ہی ولیکن بات کہتا ہی ٹھکانیکی
مین نخل حنا ہون جو ابھی سر مرا کٹ جاے — خون دوست بدست اپنا حسینون ہی مین بٹ جاے
عاشقون کا یہ سخن مدت سے مجکو یاد ہی — جگ مین بے محبوب جینا زندگی برباد ہی

دنیا مین جسے عشق کا آزار نہوگا — محشر مین خدا کا اوسے دیدار نہوگا

چین کرلو چارون افلاک کے سایہ تلے
پھر خدا جانے کہ کیا ہو خاک کے سایہ تلے
جاگنا ہیگا بھلا افلاک کے سایہ تلے
حشر تک سونا ہی آخر خاک کے سایہ تلے

صبر و طاقت سبھی گئے دل سے
ای مرے داغ دل سے تو نہ گیا
اگر سیدھی کہیے تو ترچھی نظر ہی
سوال دگر ہی جواب دگر ہی

دستِ سوال سیکڑون عیبونکا عیب ہی
جس ہاتھ مین یہ عیب نہین دست مجیب ہی
ہرگز نہ رکھو زخم جگر پر مرے مرہم
یہ داغ لیے جائینگے جب جائینگے مرہم
ہنستی ہی قبر اہل غرورون کی شان پر
چٹلا تو خاک کا ہی دماغ آسمان پر

اب تو جاتے ہین تکدے سے میر
پھر ملینگے اگر خدا لایا

آنسوؤن مین ہی یہ نقشہ میرے جسم زار کا
بنگیا ہی صاف ڈورا موتیونکے ہار کا
ای ذوق تکلف مین ہی تکلیف سراسر
آرام مین ہی وہ جو تکلف نہین کرتا

تکلف نہین ہمسے زیبا تمھارا
تمھارا ہمارا ہمارا تمھارا
کیا مصیبت زدونکا جینا ہی
سیکڑون داغ ایک سینا ہی
اُدھر دیکھنا اوا دھر جانے والے
جیے تو بتا دینگے مرجانے والے
دشمنی نے سنا نہوئیگا
دوستی نے ہمین جو دکھلایا

یا خدا عشق صنم کا کوئی بیمار نہو
دم نکل جائے بلا سے پہ یہ آزار نہو
شعلہ رویون ہی مین سمجھا دل بیتاب اپنا
کیا ہی انگارون پہ ٹھہرا ہی یہ سیماب اپنا
تسخیر ملک کی ہو بنا اتفاق سے
برباد ہوگئی ہی ریاست نفاق سے
تفرقہ ایسا بھی کم دیکھا ہی ای ہمدم کہین
جی کہین ہی دل کہین ہی وہ کہین اور ہم کہین
کسیکے لینے دینے مین نہین کونے مین بیٹھے ہین
تمھارا غم ستاتا ہی اسے سمجھائیے صاحب

آہ اے دل یہ تو نے کیسی کی — ہت ترے دل کی ایسی تیسی کی
آہ کیجے تو آن جاتی ہے — گر نہ کیجے تو جان جاتی ہے
آہ کیون بار بار کرتا ہے — سچ بتا کسکو پیار کرتا ہے
یہ نجانو کہ آہ کرتا ہون — جی نکلنے کی راہ کرتا ہون

دل سے کہدو کہ آہ سرد کے ساتھ — ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے
دل ہے تو دل لگی بھی کسی جا ضرور ہے — یہ راست ہے تو کہیے مرا کیا قصور ہے
چھپائے سے یہ حال چھپتا نہین — میان دل پھنسا ہے تمھارا کہین
دل دیا جان دیا جان نجانا تمنے — اک سخن ہمنے کہا مان نمانا تمنے
دل دیکے ہمنے یار کو دلبر بنا دیا — اتنے ستم سہے کہ ستمگر بنا دیا

دل سے لونگا مین کام رہبر کا — کیا پتا چاہیے ترے گھر کا
غم دل کو پسند ہو گیا ہے — سونا سوگند ہو گیا ہے

غم کھاتا ہون لیکن مری نیت نہین بھرتی — کیا غم ہے مزے کا کہ طبیعت نہین بھرتی
خون رگ مجنون سے ٹپکا فصد لیلی نے جو لی — عشق مین تاثیر ہے پر جذبۂ دل چاہیے
کر دیا اک جان دو قالب عشق نادر کار نے — درد سر مجکو ہوا صندل لگایا یار نے
سر بوقت ذبح اپنا اوسکے زیر پا ہے — یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جا ہے
جدا کرتے ہین سر پر یہ نہین جلاد کرتے ہین — کہ بازو توڑ کر بے بال و پر آزاد کرتے ہین

وہ خفا ہو کر جو اپنے گھر چلے — خانہ ویرانی ہماری کر چلے
شیشہ لا ساقی کہ ہے دور اتمام — چلتے چلتے بھی کوئی ساغر چلے
کشتہ جی سے ترا گذر ہی گیا — ایسی کاری لگی کہ مر ہی گیا

افراد

صبح پیری شام ہونے آئی میر
تو نہ چیتا اور بہت دن کم رہا

زندگی زندہ دلی کا ہی نام
مردہ دل خاک جیا کرتے ہین

طفلی کے گریہ کا یہ کھلا حال وقت مرگ
آخر ہی مین روتے تھے انجام کے لیے

زندہ وہی ہین جو کہ ہین تہ میر مرے ہوے
باقی جو ہین سو قبر مین مردے بھرے ہوے

اوس بلاے جانسے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خو سے دوست

کیون تو گھبراتا ہی دل کس سوچ نادانی مین ہی
پیش آنی ہی وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہی

غم جو گذرے ہی مرے دل پہ بیان کیا کیجے
پر جہان بس نہ چلے ہاے وہان کیا کیجے

کس سے کہون مین جاکے برائی نصیب کی
لگتے ہی دل خدا نے جدائی نصیب کی

رسم و راہ دوستی مین دل تمھین ہم دیچکے
تم ہمارے ہو نہ ہو پر ہم تمھارے ہو چکے

سنکے یہ کہتا ہی میرے نالۂ جانکاہ کو
کیون مجھے ایسا بنایا کیا کہون اللہ کو

خدا نے جس گھڑی پیدا ترا اجمال کیا
قضا یہ بولی کہ آج آپنے کمال کیا

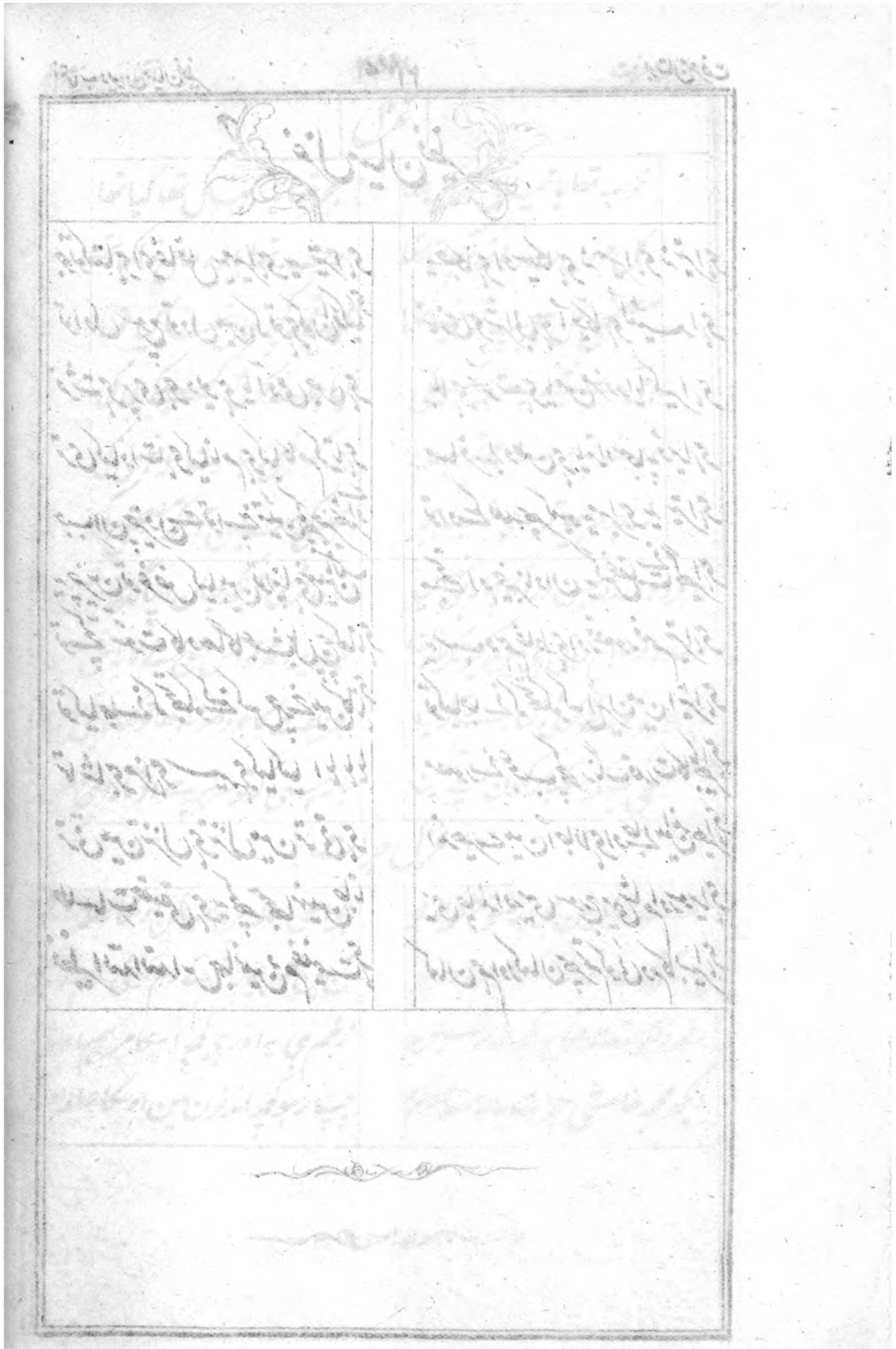
چاہیے اچھونکو جتنا چاہیے
یہ اگر چاہین تو پھر کیا چاہیے

گردش مین تیرے لیے جہان ہی
او خانہ خراب تو کہان ہی

ملک خصال پریوش فرشتہ خو کہتا
مجال تھی کہ سگ یار کو مین تو کہتا

جھڑکی سہی ادا سہی چین بر جبین سہی
سب کچھ سہی پر ایک نہین کی نہین سہی

سدا دو لتسرا سے یار سے آواز آتی ہی
محبت مین جو مٹ جائے وہ اس کار مین آئے



غزل میان نظیر

جو تو کہتا ہی ای غافل یہ میرا ہی یہ تیرا ہی
یہ جسکا ہی اوسیکا ہی نہ میرا ہی نہ تیرا ہی

تو اول سوچ تو دل مین کہ تو ہی کون اور کیا ہی
نمازی ہی شرابی ہی اچکا ہی لٹیرا ہی

فرشتہ ہی پری ہی دیو ہی یا آدمی جن ہی
بلا ہی بھوت ہی یا من مزورا یا کمیرا ہی

تری کیا ذات ہی کیا نام ہی کیا کام کرتا ہی
مسافر بے وطن ہی یا ترا اسجا پہ ڈیرا ہی

جب ان چیزون سے تو اپنے تئین کچھ چیز ٹھہراوے
تو اوسکے بعد پھر کہیو یہ میرا ہی یہ تیرا ہی

یہ چیزین تو غرض کیا ہین تو اپنا ہی نہین مالک
تجھے او بیخبر نادان یہ کس غفلت نے گھیرا ہی

تو کچے سوت کا دھاگا عبث بل پیچ کھاتا ہی
یہ سب وہم غلط ہی اور قصور فہم تیرا ہی

تو کیا جانے کہ تجھکو کسنے کس چرخے مین کاتا ہی
تو کیا جانے کہ تجھکو کس اٹیرن مین اٹیرا ہی

تماشا ہی مزا ہی سیر ہی کیا کیا اہا ہا ہا
مصور نے عجب کچھ رنگ قدرت کا بکھیرا ہی

ترقی مین تنزل ہی تنزل مین ترقی ہی
اندھیرے مین اجالا ہی اور اجالے مین اندھیرا ہی

طلسمات حقیقی ہی یہ کچھ سمجھا نہین جاتا
یہی چاند اور یہی سورج یہی شام اور سویرا ہی

نظیر اللہ اللہ اس جہانمین دم غنیمت ہی
کہان ہم اور کہان پھر تم کوئی دم کا بسیرا ہی

غزل

خواب تھا یا خیال تھا کیا تھا ہجر تھا یا وصال تھا کیا تھا

کل جو دل دو دو ہاتھ اُچھلتا تھا وجد تھا یا وہ حال تھا کیا تھا

مصحفی کل جو چپ تو بیٹھا تھا کیا تجھے کچھ ملال تھا کیا تھا

جی سے مجھے چاہ ہی کسیکی کیا جانے کوئی کسیکے جی کی

رونے پہ مرے جو تم ہنسو ہو یہ کونسی بات ہی ہنسی کی

شاہد رہیو تو ای شب ہجر جھپکی نہیں آنکھ مصحفی کی

یہ ہی وہ درد کہ جس درد کا چارا ہی نہیں واں لڑی آنکھ جہاں اپنا گذارا ہی نہیں

وعدۂ وصل زبانی ہی میں کیونکر مانوں ہاتھ پر ہاتھ تو اُس شوخ نے مارا ہی نہیں

ہو کنارہ تو لگے کوئی کنارے اوسمیں بحر الفت کا جو ڈھونڈھا تو کنارا ہی نہیں

مصحفی کیونکہ سبکبار رکھوں اپنے تئیں بار ہستی کو تو سر پر سے اوتارا ہی نہیں

غزل جرأت

غم بہت دنیا میں ہی پر عشق کا غم اور ہی ہی اسی عالم میں لیکن اوسکا عالم اور ہی

رنج تھوڑا سا اُٹھانا مجھکو بیدم اور ہی تن میں مجھ بیمار غم کے دم کوئی دم اور ہی

زخم دلکو منت جراح کچھ لازم نہیں زخم ہی یہ اور ہی کچھ اسکا مرہم اور ہی

دیکھ محو خامشی جرأت سے مت بولا کرو چپ رہو کچھ اندنوں میں اوسکا عالم اور ہی

غزل بسمل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عجب ڈھب کی یہ تعمیر خراب آباد بستی ہی
جو پستی یان بلندی ہی بلندی یانکی پستی ہی

ترددکیون تمھین اہی ساکنان ملک ہستی ہی
عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی

سر مرقد مرے آکر لگا وہ پوچھنے یارو
یہ کسکی قبر ہی جسپر پڑی حسرت برستی ہی

بنایا اوس صنم کے عشق نے مسکن مرے دلمین
خدا کے گھر مین بھی ہونے لگی اب بت پرستی ہی

حصول جاہ کی تدبیر جو ہلوگ کرتے ہین
ہماری طمع باطل دیکھکر تقدیر ہنستی ہی

وصال اوسکا عوض مرنے کے گر ٹھہرے غنیمت ہی
متاع وصل جانان جان دینے پر بھی سستی ہی

عجائب رنگ دیکھا ہمنے اس رنگین دنیا کا
کبھی بستی مین صحرا ہی کبھی صحرا مین بستی ہی

رہائی حشر تک ممکن نہین ہی زلف جانان سے
کبھی چھٹتی نہین بسمل طبیعت جس سے پھنستی ہی

غزل

اگر دل تجھے دعوے عاشقی ہی
کماوے گلا دوستی بس یہی ہی

کسی نے نہ پوچھا کہ کیا تجھپہ گذرا
عجب رنگ الفت عجب دوستی ہی

فخر ہی فقر خدا کیا قدرت اللہ ہی
شاہ بدتر ہی گدا سے جو گدا ہی شاہ ہی

اشک آنکھو نمین زبان پر نالہ لب پر آہ ہی
نوجوانی کا ہی عالم پہلی پہلی چاہ ہی

دل سے ہو کو سون جدا پھر ایسا ملنا کیا ضرور
صاف کیجے پہلے دل کو پھر صفائی کیجیے

اپنا عاشق جانکر کہتا ہی مجھ سے وہ صنم
بادشاہی کر چکے صاحب گدائی کیجیے

کی وفاداری بہت کچھ بیوفائی کیجیے
جان دیکر ترک تجھسے آشنائی کیجیے

خاک مین آنسوؤنکو میرے ملاتا کیا ہی
تجکو ای دیدۂ تر قدر گہر خاک نہین

گرم جوشی جو ہی اس مستے موہوم پہ یہ
اور فرصت ہمین مانند شرر خاک نہین

ابر مژگان سے رکھا مین نے ہمیشہ سیراب
لیکن اس نخل محبت مین ثمر خاک نہین

آئینہ کیونکہ ترے حسن کا ہو عیب نگر
پڑتی ہان چاند پہ ای رشک قمر خاک نہین

ہمسے ظاہر وہ ہوے صاف تو کیا ہوتا ہی
دل تو صاف انکا ہوا ہمسے ظفر خاک نہین

مجھے تیغ نگہ سے قتل کر تو سوچتا کیا ہی
نگاہ ناز سے تیری زیادہ خونبہا کیا ہی

طبیبون سے علاج دردمند عشق ہو کیونکر
وہ کیا جانے کہ ہی کیا درد اور اسکی دوا کیا ہی

نمک چھڑکے نہ وہ زخمونپہ جبتک کوئی کیا جانے
کہ لذت عشق مین کیا ہی محبت مین مزا کیا ہی

تری آنکھون سے جاری آنسوؤنکا آج ہی دریا
بتا دے مجھکو بھی تو ای ظفر یہ ماجرا کیا ہی

غزل

شکل انسان مین خدا تھا مجھے معلوم نتھا
حق سے ناحق مین جدا تھا مجھے معلوم نتھا

باوجودیکہ دلا مژدۂ نحن اقرب
مین نے قرآن مین سنا تھا مجھے معلوم نتھا

مطلع دل پہ مرے چھایا تھا نگار خوبی
چاند بادل مین چھپا تھا مجھے معلوم نتھا

ہوکے سلطان حقیقت اسی آب و گل مین
دربدر مثل گدا تھا مجھے معلوم نتھا

ہوکے خاموش عجب ہمنے تماشا دیکھا
رنگ بیرنگ ہوا تھا مجھے معلوم نتھا

غزل ظفر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا کہون دل مائل زلف دوتا کیونکر ہوا
یہ بھلا چنگا گرفتار بلا کیونکر ہوا

خاکساری کیا عجب کھوے اگر دل کا غبار
خاک سے دیکھو کہ آئینہ صفا کیونکر ہوا

جو نہ ہونا تھا ہوا ہم تمھارے عشق مین
تمنے اتنا بھی نہ پوچھا کیا ہوا کیونکر ہوا

پاک شی کچھ اور ہی مین قطرۂ ناپاک ہون
بولتا کیا جانے کیا ہی مین تو مشت خاک ہون

ترا حسن ہم جلوہ گر دیکھتے ہین
جہان دیکھتے ہین جدھر دیکھتے ہین

کرین کیونکہ دل کی نہ ہم پاسداری
کہ ہر دل مین ہم تیرا گھر دیکھتے ہین

نہین رکھتے نام اور کو وہ جو اپنے
گریبان مین منہ ڈالکر دیکھتے ہین

ترا رخ ہی یہ صاف حیران ہوکر
ترے منہ کو آئینہ گر دیکھتے ہین

قدم کیونکہ بحر محبت مین ڈالین
کہ ہر موج معرکہ خطر دیکھتے ہین

کہان ہین وہ آنکھین ہماری کہ دیکھین
ظفر اوسکو اہل نظر دیکھتے ہین

وائے ای بیخبر تجکو خبر خاک نہین
کہ سفر سر پہ ہی سامان سفر خاک نہین

تیرے بیمار کی کیا خاک کرے کوئی دوا
ہوتا اکسیر کا بھی اوسکو اثر خاک نہین

برسون گذرے کہ ہوئی خاک ہماری برباد
اب تو اس کوچے مین ای باد سحر خاک نہین

جلکے ہم خاک ہوے عشق مین اوسکے لیکن
اوسکو اب تک اثر سوز جگر خاک نہین

ذرہ ذرہ مین ہی یان خاک کے پیدا خورشید
لیکن آتا تجھے غفلت سے نظر خاک نہین

دے ہی تقدیر سوا اونکو ہنرمندون سے
جنکو جز بے ہنری آتا ہنر خاک نہین

نہ آیا وہ مہر و تو نالون سے اب
جگر آسمان کا ہلا دیجیے

خفا ہی کئی دن سے وہ ای ہنر
ہمین چلکے اوس سے ملا دیجیے

وہ دیکھے کبھی ہمکو سیدھی نظر سے
یہی آرزو ہی یہی بس ہوس ہی

کعبے مین سیکدے مین کلیسا مین دیر مین
جلوے دکھاتی ہی تری قدرت کہان کہان

کس طرح دود نالہ سوزان عیان نہو
ممکن نہین کہ آگ لگے اور دھوان نہو

ای شوخ وہ سنے تری باتین بری بھلی
مچھلی کی طرح جسکے دہن مین زبان نہو

انتخاب دیوان داراب علیخان ہنر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مین ہاتھ مل کے رہگیا پہونچا نہ یار تک
رنگ اپنا پاؤن پڑکے حنا نے جما لیا

آواز مین نے دی تو وہ بولے رقیب سے
چپکے رہو جواب ندو بس خبر نہو

غزل

لبون سے لبون کو ملا دیجیے
اجی جان بلب ہون جلا دیجیے

وہ ہنستا ہی اب جس سے کہتا ہو مین
مرے دل کو اون سے دلا دیجیے

معطر ہون خوشبو سے چین و ختن
جو زلفون کو اپنی ہلا دیجیے

اِسی دست رنگین سے ہو لطف مے
مجھے اِک گلابی پلا دیجیے

رقیبون مین کیجے مجھے سرخرو
گلوری بنا کر کھلا دیجیے

تماشا جنون کا جو منظور ہو
تو زنجیر میری ہلا دیجیے

اگر آپ کو مجھسے ملنا نہین
تو خنجر گلے سے ہلا دیجیے

سناتے ہین غزلین تمھین روز ہم
کسی دن تو اِسکا صلا دیجیے

انتخاب دیوان داراب علیخان ہنر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مین ہاتھ مل کے رہگیا پہونچا نہ یار تک	رنگ اپنا پاؤن پڑکے حنا نے جما لیا
آواز مین نے دی تو وہ بولے رقیب سے	چپکے رہو جواب ندو بس خبر نہو

غزل

لبون سے لبون کو ملا دیجیے	اجی جان بلب ہون جلا دیجیے
وہ ہنستا ہی اب جس سے کہتا ہون مین	مرے دل کو اون سے دلا دیجیے
معطر ہون خوشبو سے چین و ختن	جو زلفون کو اپنی ہلا دیجیے
اسی دست رنگین سے ہی لطف مے	مجھے اک گلابی پلا دیجیے
رقیبون مین کیجے مجھے سرخرو	گلوری بنا کر کھلا دیجیے
تماشا جنون کا جو منظور ہو	تو زنجیر میری ہلا دیجیے
اگر آپ کو مجھسے ملنا نہین	تو خنجر گلے سے ہلا دیجیے
سناتے ہین غزلین تمھین روز ہم	کسی دن تو اسکا صلا دیجیے

تھی لو لگی جو آتشِ رخسارِ یار سے
چنگاریان نکلتی ہین سنگِ مزار سے

حجاب آپس مین کیسا شرم کیسی ہوش مین آؤ
تکلف برطرف ایجا نجان آغوش مین آؤ

جلانے کو دلِ عشاق کے در پردہ روشن ہے
رخِ زیرِ نقاب اوسکا چراغِ زیرِ دامن ہے

تمھاری بیوفائی سے تو آتے شرم آتی ہے
مگر کچھ بس نہین چلتا محبت کھینچ لاتی ہے

خرد کہتی ہے کیا ناقدردان سے ملکے پاؤگے
محبت کہتی ہے دیکھون تو تم کیونکر نجاؤگے

اپنی خوشی سے آپکو کرتا ہون پیار کیا
مجبور ہون مین دل پہ مرا اختیار کیا

قطعہ

صاف طینت دوست دشمن کو نہین پہچانتے
یار و اغیار اپنے اور بیگانے ریحان ایک ہین

عکس کی ہے بات دہنے بائین پر دیکھا خیال
دیکھو آئینے مین ہندو اور مسلمان ایک ہین

غزل

علم کا زور دیا عقل کی طاقت بخشی
خاک کے تپلے کو اللہ نے عزت بخشی

کیا دمِ نزع مین نظارۂ جانان کرتا
موت نے چشم زدن کی بھی نہ مہلت بخشی

التجا شاہ سے کرتی ہی گدا کی پاپوش
اوسکو دولت اوسے مولی نے قناعت بخشی

شعر پُر درد نہ کس طرح کہون اے ریحان
عاشقانہ مجھے خالق نے طبیعت بخشی

ایضاً

لطفِ شبِ وصال تب اے نوجوان ملے
لب سے ملے لب اور زبان سے زبان ملے

پالا نہ بد مزاج سے انسان کا پڑے
معشوق جس کسیکو ملے مہربان ملے

کیا دل کی اصل عاشقِ جانباز کے حضور
دین جان بھی جو ہمکو کوئی قدردان ملے

کم سن حسین لطیف حیادار باوفا
معشوق اس قماش کا ایدل کہان ملے

برباد ہمسے خاک نشینون کو کردیا
خوش ہون جو تو بھی خاک مین اے آسمان ملے

اوسکا مقام دیر مین بھی ہی حرم مین بھی
دونون جگہ تلاش کرینگے جہان ملے

سستا سمجھکے یہ بیوپار یحان ضرور تم
سودا ہے عشق دیکے اگر نقد جان ملے

مطلع

ترک مژگان ترا سے سینے سے جگر پار ہی
جامۂ ہستی مرا سر اسر اپنا سوزن کار ہی

عشقبازی کا ہنر مجکو خدا داد آیا
قیس آیا نہ سکھانے کو نہ فرہاد آیا

ہجر ہو تو بقراری دل ہو جان جائے
عشق پروانے کا جو عاشق ہو وہ پہچان جائے

ہو سوزِ غم بھرا مرے ہر استخوان مین
چھالے بہت پڑینگے ہماکی زبان مین

چہرہ دیا جو برق تو کاکل سحاب دی
جو چیز دی خدا نے تجھے لاجواب دی

غزل ریحان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کوئے صنم سے اُٹھکے ہم اصلا نجائینگے
جنت کے سبز باغ کا دھوکا نکھائینگے

انجام کار آپ ہی عاجز وہ آئینگے
جی کھول کے ستائین کہان تک ستائینگے

خود ہمکو ڈھونڈھ لیگا ہو جسکی تلاش ہمین
دیر و حرم کے گرد نہ چکر لگائینگے

خاطر کا بار جانتے ہین جو حیات مین
کب ہو یقین کہ وہ مرا مردہ اُٹھائینگے

کوئی طلب کریگا جو اعمال کا جواب
تقدیر کا ہم اپنی نوشتہ دکھائینگے

مطلع

مذہب عشق کا پابند ہر انسان دیکھا
شہر الفت مین نہ ہندو نہ مسلمان دیکھا

مثل گل حسن ترا پیرہن رنگین ہو
دایہ نے روز تولد بھی نہ عریان دیکھا

شاهنامه آبادی

غزل آغا حجو شرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عشقبازی کا مزہ لوٹیے کامل ہوکر
چاہیے یار کو اپنے ہمہ تن دل ہوکر

ضبط کیا تو نے کیا ہی متحمل ہوکر
واہ رے دل کہ تڑپتا نہین بسمل ہوکر

دیکھ ہی لینگے ہمین بھی نظر رحمت سے
اب تو آئے ہین گنہگارونمین شامل ہوکر

واجب الرحم ہون رحمت سے نہین بچ آتے
حق تلف کرتے ہو حقدار کا عادل ہوکر

مل گئی مٹی مین اوٹھی تھی جہان سے مٹی
خاک تھے خاک ہوے خاک مین شامل ہوکر

ناتوان ہین کوئی کیا گور سے بڑھکر ہوگا
تنگ رکھتی ہی مسافر کو یہ منزل ہوکر

حاسد ۱۲
بخشے جائینگے گنہگارونکو خلعت ہونگے
حلے دلوائینگی رحمت تری نازل ہوکر

یار نے دولت دیدار کا انکار کیا
منہ دکھانے کے نہ قابل رہے سائل ہوکر

اپنے ہر زخم مین تصویر کا عالم دیکھا
لالہ و گل کا مرقع ہوئے گھائل ہوکر

خاک لیلی کی جو تھک جاتی ہی اوڑتے اوڑتے
تربت قیس بٹھا لیتی ہی محمل ہوکر

ای شرف بہتے ہین آنسو جو تری آنکھون سے
یار کے دل کو یہ لہرائینگے ساحل ہوکر

در شہوار سے بڑھکر وہ سمجھا میرے اشکونکو
یہ وہ خوشرو گہر ہین جو نگاہ یار مین آئے

خود اپنے ہاتھ سے مین پھوڑ ڈالون اپنی آنکھونکو
ذرا بھی جو تفاوت حسرت دیدار مین آئے

کرتا ہی یہ دل تو روز نالے ہی نی سے زیادہ ترخوش آہنگ
مین غنچۂ دل گرفتہ دل تو عقدہ کشائے خاطر تنگ
عاشق ہو اور اضطرار کرنا اک جا نہ کہین قرار کرنا
ہم بھی ہین امیدوار بو کے امید ھر بھی صبا گذار کرنا
مدت تئین عشق دلبہ ور تھا دیکھا تو عبث کا درد سر تھا
پوچھا مین کہ دلکو کیون اجاڑا کہنے لگا خوب اپنا گھر تھا
ای درد جہان کہین مین دیکھا وہ یار مرا ہی جلوہ گر تھا
خاموش ہو مت جبا کسو کو آتا ہی نظر خدا کسو کو

موجود نہ بوجھے کچھ وہ کافر — گر آوے خدا بھی مین تو کیا ہون
آئندہ نہ کیجیے محبت — دنیا ہی نپٹ ہی جاے عبرت
پوچھے کوئی جسکی بات مجھسے — کرنا ہی مجھے ترا ہی مذکور
ایذا مین ہی دیکھ کیا حلاوت — بے نوش نہین ہی نیش زنبور
قائل نہین اختیار کا مین — بندہ ہی سمجھ مین اپنی مجبور
تو عشق کے رنگ کی سیر کر ٹک — واصل ہی کوئی کوئی ہی مہجور
پروانہ و شمع مل گئے یون — ہین بلبل و گل جدا جدا وون
اس زیست کا اعتبار کیا ہی — کوئی دم مین یہ زندگی ہوا ہی

گذرا ہی نظر سے ایک عالم — یہ چشم نہین ہی نقش پا ہی
ڈھاتا تو ہی دل کے تئین ولیکن — تو جان یہ خانۂ خدا ہی
ظاہر ہی تجھی سے تو یہ عالم — تو مجکو بتا کہان چھپا ہی
ہی دید فنا ہی حاصل چشم — عقدہ یہ حباب پر کھلا ہی
دنیا سے امید پائداری — یہ وہم ترا کدھر گیا ہی
جون آئینہ منہ کسی سے مت پھیر — تیرے دلمین اگر صفا ہی
کچھ پائی خبر نہ مین نے دل کی — کسکے وہ خیال مین گیا ہی
ہی میرے تئین ہر اغ دل کا — پھرتا ہون لیے یہ داغ دل کا

مت کہہ کہ فلک مین ہین بڑے ڈھنگ — کس کا ہی سمجھ تو ٹک یہ نیرنگ
ہر عکس سمجھ صفا کو اوسکی — آئینے کے دل مین ہی بھرا زنگ
کرتا ہی تو صلح غیر سے تو — ہمسے ہی مگر ارادۂ جنگ

ای نشہ تیرے ظہور پہ تیری ترنگ ہی

نوبان ہوائے آب ہی نے حرص نان کی
نے دہشت سقر نہ ہوس ہی جنان کی

زاہد یہ باتین سب ہین ترے امتحان کی
فارغ ہو بیٹھ فکر سے دونون جہان کی

خطرا جو ہی سو آئینہ دل پہ زنگ ہی

ترکیب بند

شاہنشہ ملک کفر و دین تو
ہی تخت نشین دلنشین تو

ہون لفظ بمعنی آشنا مین
ہی معنی لفظ آفرین تو

ای زیور دست غیب ہر جا
انگشت نما ہی جون نگین تو

کافر ہون نہون جو کافر عشق
ہی نازبتان نازنین تو

دشمن ہی کہان کدھر کو ہی دوست
ہی گرمی بزم مہر و کین تو

ویرانی وادی گمان تو
آبادی خانۂ یقین تو

بیہات جہان یہ کور چشمان
ڈھونڈھین ہین تجھے تو ہی وہین تو

کرتا ہی یہ کون دیدہ بازی
گر روشنی نظر نہین تو

تو ہی تو ہی دل کی بیحجابی
ہی پردہ چشم شرمگین تو

معشوق ہی تو ہی تو ہی عاشق
عذرا ہی کدھر کہان ہی وامق

اک عمر گذر گئی سمجھتے
معلوم کیا نہ مین نے کیا ہون

تنکا بھی تو ہل سکا نہ مجھسے
شرمندۂ جذب کہربا ہون

بیگانہ جو مجھسے وان پھرے ہی
تقصیر یہ ہی کہ آشنا ہون

حیرت مین وصال آرزو کر — آئینۂ دل کو روبرو کر
دیدار نصیب ہر نظر ہو

ہستی نے کیا ہو گرم بازار — لیکن ہو یہان نگاہ درکار
سختی سے نرکھ قدم تو زنہار — آہستہ گذر میان کہسار
ہر سنگ دکان شیشہ گر ہو

دیدار نما ہی شاہد گل — اور زلف کشا عروس سنبل
جب دل نے مرے کیا تامل — تب پردۂ رنگ و بو گیا کھل
دیکھا تو بہار جلوہ گر ہو

نزدیک و بعید ہی برابر — مت ہو دم یاس سے مکدر
آئینۂ وہم ہو سراسر — مانند نگہ نکل تو باہر
تیرے تئین تجھ تلک سفر ہو

ہر عجز مین کبریا ہی محجوب — ہر نقص مین ہو کمال مطلوب
کوئی نہین ہو جہان مین معیوب — آتے ہین مری نظر مین سب خوب
گر عیب ہی پردۂ ہنر ہو

اے دور رموز کبریائی — کد سمجھے ہی زاہد ریائی
بے عجز نہین ہو وہان رسائی — ہی مجھکو جہان یہ پرکشائی
پرواز شکست بال و پر ہو

نے فکر صبح کی نہ غم شام تھا ہمین — نے شوق باوہ تھا نہ سرجام تھا ہمین
جب تک عدم مین تھے عجب آرام تھا ہمین — اس ہستی خراب سے کیا کام تھا ہمین

کسواسطے چاہیے پرکھا اتنا
دو روز کی زندگی ہی جون کر کاٹی

محبت کے لیے کب تئین مرتے رہیے
کب تک یہ کفر دل مین بھرتے رہیے

اب درد جو کچھ کہ زندگی باقی ہی
اللہ کو اپنے یاد کرتے رہیے

پیری چلی اور گئی جوانی اپنی
ای درد کہان ہی زندگانی اپنی

کل اور کوئی بیان کریگا اسکو
کہتے ہین اب آپ ہم کہانی اپنی

تیرے لیے درد کو کسی سے نہ بنی
بہتیرون نے چاہا پہ بھی سے نہ بنی

یہ خانہ خراب رفتہ رفتہ آخر
ایسا بگڑا کہ اپنے جی سے نہ بنی

کچھ آپ ہی گرا کے آپ ہی کچھ بنتا ہی
کہتا ہی کچھ آپ آپ ہی کچھ سنتا ہی

ای درد ہمیشہ یہ دل دیوانہ
کیا کیا کچھ ادھیڑتا ہی اور بنتا ہی

عاشق ہوے جسکے اوسکے محبوب بنے
دلخواہ سب اوسکے ساتھ اسلوب بنے

تس پر بھی جو کچھ بنی سو دیکھی تمنے
بس درد خدا سے اب تمھین خوب بنے

رباعی مستزاد

گر شوق ہی جمین حق کے پہچاننے کا - ارمان کرو
کہتا ہون سخن چھوٹا سا پر ماننے کا - اک کام کرو

ہی غیر اگر تم مین تو لازم ہی تمھین - پہچان لو اوسے
ور تم ہی ہو تو فائدہ کیا جاننے کا - آرام کرو

مخمسات

باطن سے جنھون کے تئین خبر ہی
ظاہر پہ اونھین تو کب نظر ہی

پتھر مین بھی عشق کا اثر ہی
اس آگ سے سوختہ جگر ہی

ہر سنگ مین دیکھ تو شرر ہی

خاموش ہو ترک گفتگو کر
باطن کی صفا کی جستجو کر

آرام نہ دنکو بیقراری کے سبب
نے رات کو چین آہ وزاری کے سبب

واقف نتھے ہمتوان بلاؤن سے کبھو
یہ کچھ دیکھا سو تیری یاری کے سبب

یون دیکھکے اپنے غم سے مجکو رنجور
کہتا ہی سمجھ تو سہی گر کچھ ہی شعور

اتنا بھی نہ مر کہ ئی دنون جیتا رہ
ملنا ہی تجھے پھر بھی جو مجھے منظور

اے درد اگرچہ مو مین ہی جوش و خروش
رہتے ہین وے اہل تامل خاموش

موجون کو شراب کی وہ پی جاتے ہین
گرداب کے مانند جو ہین دریا نوش

اے درد بہت کیا پر یکھا ہمنے
دیکھا تو عجب جہان کا لیکھا ہمنے

بینائی نہ تھی تو دیکھتے تھے سب کچھ
جب آنکھ کھلی تو کچھ نہ دیکھا ہمنے

غم کھاتے ہین اور آنسو نت پیتے ہین
دن رات مجھے عجب طرح بیتے ہین

گذرے ہی جو کچھ کہ گذرے ہی کیا کہیے
پر تخفگی یہ کہ اب تلک جیتے ہین

جب سے توحید کا سبق پڑھتا ہون
ہر حرف مین کتنے ہی ورق پڑھتا ہون

اس علم کی انتہا سمجھنا آگے
اے درد ابھی تو نام حق پڑھتا ہون

اے درد سبھون سے برا کہتا ہون
توحید نہ مین چھپا چھپا کہتا ہون

ملا کو بھی اسمین نہین چھیے انکار
بندا بندا خدا خدا کہتا ہون

کی بہت طریق زہد مین عمر تباہ
اب کیجیے دل کو معرفت سے آگاہ

جون کوچۂ مسواک اسے مین دیکھا
کوچہ ہی یہ سربستہ نہین اسمین راہ

کب جسمین ہو دنیا کی طلب بیٹھ سکے
جس دل مین ہوس بھری ہو کب بیٹھ سکے

تسکین شہود حق سے ہوتی ہی نصیب
اوٹھ جاے نظر سے خلق تب بیٹھ سکے

مت پوچھ کہ مین نے عمر کیونکر کاٹی
جسطرح سے کٹ گئی یہ دون کر کاٹی

گر جان ہی تو جان کے آزار ساتھ ہی
یان زندگی کے مردن دشوار ساتھ ہی

دنیا وہ فاحشہ ہی کسو سے نہین بچی
دیکھا جسے تو اوسکے یہ مردار ساتھ ہی

گر معرفت کا چشم بصیرت مین نور ہی
تو جسطرف کو دیکھیے اوسکا ظہور ہی

آتی ہی دل مین اور ہی صورت نظر مجھے
شاید یہ آئنہ بھی کسی کے حضور ہی

افراد

اگر عیان ہی تو تو ہی و گر عیان تو ہی
نمر ضکہ دیکھ لیا مین جہان تہان تو ہی

دل کو سب قید و نسے ہوقت مین آزادی ہی
مر چکے اب نہ ہمین غم ہی نہ کچھ شادی ہی

مرا تو جی وہین رہتا ہی نت جہان تو ہی
اگرچہ مین یہ نہین جانتا کہان تو ہی

نہ مرتے ہین نہ نیند آتی نہ وہ صورت بسرتی ہی
یہ جیتے جاگتے ہم پر قیامت شب گذرتی ہی

کیجیے کیا آہ کدھر جائیے
چھوٹیے اس دکھ سے جو مر جائیے

آس طرح جی مین سانس کھٹکے ہی
سانس ہی یا کہ پھانس کھٹکے ہی

عبث دل بیکسی اپنی پہ تو ہر وقت روتا ہی
نکر غم ای دوانے عشق مین ایسا ہی ہوتا ہی

زبس درد جدائی نے مرے بند و نکو مارا ہی
اگر آزار بھی ہوتا ہی تو وجع مفاصل ہی

رباعیات متفرق

پیدا کرے ہر چند تقدس بندا
مشکل ہی کہ حرص سے ہو دل برکندا

جنت مین بھی اکل و شرب سے کب ہی نجات
دوزخ کا بہشت مین بھی ہوگا دھندا

کس کا کون کیا کسو سے کہنا
اپنا اپنا ہر ایک کا ہی لہنا

گذرے ہی اب اسطرح سے ای درد
رونا چپکے پڑے اکیلے رہنا

کہین ہوے ہین سوال و جواب آنکھون مین
یہ بے سبب نہین ہنسے حجاب آنکھون مین

کرے ہی مست نگاہون مین ایک عالم کو
لیے پھرے ہی یہ ساقی شراب آنکھون مین

ہر دم بتون کی صورت رکھتا ہی دل نظر مین
ہوتی ہی بت پرستی اب تو خدا کے گھر مین

ایسا ہی غم نے تیرے پامال کر دیا ہی
کچھ دل رہا نہ دل مین نہ کچھ جگر جگر مین

فرد

افسوس اہل دید کو گلشن مین جا نہین
نرگس کی گو کہ آنکھین ہین پر سو جھتا نہین

رباعیات

ای درد و یان کسو سے نہ دل کو پھنسائیو
لگ چلیو سب سے یون تو پہ جی مت لگائیو

مین دل کے ساتھ کتنین کشتی لڑا کرون
اب اختیار ہاتھ سے جاتا ہی آئیو

آپنے بندے پہ جو کچھ چاہو سو بیدار کرو
یہ نہ آجائے کہین جی مین کہ آزار کرو

مت کہین عیش تمھارا بھی منغص ہووے
دوستان درد کو مجلس مین نہ تم یاد کرو

کیا جانیے کیا دل پہ مصیبت یہ پڑی ہی
اک آگ سی کچھ ہی کہ دہ سینے مین گڑی ہی

اسطرح سے اک لخت جو آنسو نہین تھمتے
معلوم ہوا درد کہین آنکھ لڑی ہی

آیا نہ چین جی کو نہ دل سے ٹپک گئی
مین چپ رہون کہان تئین چھاتی تو پک گئی

اب کون حال دل کہے اس مست ناز سے
اک آہ تھی سو وہ بھی سر اپنا پٹک گئی

دل ہی یہ بیقرار نہووے تو کیا کرے
اپنا جب اختیار نہووے تو کیا کرے

عاشق تو جانتا ہی نہین اور کون ہی
اوسکو پر اعتبار نہووے تو کیا کرے

یہی پیغام درد کا کہنا
گر کوئی کوے یار مین گذرے
کونسی رات آن لیگا
دن بہت انتظار مین گذرے

رباعی

نہ کیا تو نے ایکبار افسوس
حال پہ میرے صد ہزار افسوس

جو کہ ہونا تھا دل پہ ہو گذرا
نہ کرا ہی درد بار بار افسوس

گرچہ ہم مردہ دل ای جان جہان جیتے ہین
تجھ بن ایوا سے جو سمجھے تو کہان جیتے ہین

زندگی جس سے عبارت ہی سو وہ ہے کہان
یون تو کہنے کے تئین کہیے کہ ہان جیتے ہین

بعد مرنے کے بھی وہ بات نہین آتی نظر
جس توقع پہ کہ ہم اب تئین یان جیتے ہین

دل تو سمجھائے سمجھتا بھی نہین
کہیے سودا ہی تو سودا بھی نہین

اوسکی باتین مجھسے کیا پوچھو ہو تم
مدتین گذرین کہ دیکھا بھی نہین

داد کو تو پہونچنا معلوم ہو
کوئی یان فریاد سنتا بھی نہین

مین تو سب باتین نصیحت کی کہین
پر اثر ہوتا ہی دل کے تئین کہین

جسکے بن دیکھے نہ نیند آتی ہین
خواب مین بھی دیکھتے اسکو نہین

صورتین کیا کیا ملین ہین خاک مین
ہی دغا نہ حسن کا زینہار مین

رباعیات

آگے ہی بن سنے تو کہے ہی نہین نہین
کچھسے ابھی تو ہمنے وہ باتین کہین نہین

ہین معنی بلند مرے عرش سے پرے
مت کہہ کہ بات درد کی کرسی نشین نہین

دو نگاہین جو چار ہوتی ہین
برچھیان ہین کہ پار ہوتی ہین

بیوفائی پر اوسکی دل مت جا
ایسی باتین ہزار ہوتی ہین

سیر کر دنیا کی غافل زندگانی پھر کہان
زندگی گر کچھ رہی تو نوجوانی پھر کہان

دیکھ میرے ضعف کو کہنے لگا رو کر طبیب
کوئی دم کو یہ ہی اسکی ناتوانی پھر کہان

دیکھا تو یہ شورش من و ما ہنگامۂ وصل جان و تن ہی
مت جا تر و تازگی پہ اسکی عالم تو خیال کا چمن ہی
سیماب کشتہ کسکا مارا احیات کید ہر گرجی کو مار سکیے ای درد کیمیا ہی

کہیے کو بھی نجائیے دیر کو بھی نہ کیجے منہ دل مین کسو کے درد یان ہووے تو راہ کیجے
دونون جگہ مین معنی مولی ہی جلوہ گر غافل ایاز کون ہی محمود کون ہی
غافل تو کدھر بہکے ہی ٹک دلکی خبر لے شیشہ جو بغل مین ہی اوسی مین تو پری ہی

رباعیات

کچھ کشش نے ترے اثر نہ کیا تجھکو ای انتظار دیکھ لیا
تشنگی اور بھی بھڑکتی گئی جون جون مین آنسو نکو اپنے پیا
زلفون مین کسو کے جو گرفتار نہوتا کچھ کام مجھے تجھسے شب تار نہوتا
مرنا ہی لکھا ہی مری قسمت مین غریزان گر زندگی ہوتی تو یہ آزار نہوتا

ناصح مین دین و دل کے تئین اب تو کھو چکا حاصل نصیحتون سے جو ہونا تھا ہو چکا
زاہد کیا کرے ہی وضو کو کہ روز و شب چاہے کہ دل سے دھوئے کدورت سو دھو چکا

افراد

محبت نے ہمکو تم جو دیا سو یہ ہی کہ سب کام سے کھو دیا
بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا پیمر غیبہ مہربان ہوا تو غضب ہوا

گلہ کرتا نہین مین کچھ تری نامہربانی کا مجھے شکوہ ہی ای ظالم اس بی بخت جانی کا
رسوائیان اوٹھائین جور و عتاب دیکھا عاشق تو ہم ہوے پر کیا کیا عذاب دیکھا
بہین مرے وہ سیمبر آیا نہین ہنوز مقصود میرے دلکا بر آیا نہین ہنوز

بند احکام عقل مین رہنا — یہ بھی اک نوع کی حماقت ہی
ایک ایمان ہی بساط اپنی — نہ عبادت نہ کچھ ریاضت ہی

شخص و عکس اس آئنے مین جلوہ فرما ہوگئے — اوسنے دیکھا آپ کو ہم اوسمین پیدا ہوگئے
آئے تھے اس مجمعے مین قصد کرکے دور سے — ہم تماشے کے لیے آپھی تماشا ہوگئے

تہمت چند اپنے ذمے دھر چلے — جس لیے آئے تھے سو ہم کر چلے
زندگی ہی یا کوئی طوفان ہی — ہمتو اس جینے کے ہاتھون مر چلے
کیا ہمین کام ان گلونسے اے صبا — ایک دم آئے ادھر اودھر چلے
دوستو دیکھا تماشا یان کا بس — تم رہو اب ہمتو اپنے گھر چلے
شمع کے مانند ہم اس بزم مین — چشم تر آئے تھے دامن تر چلے
ڈھونڈھتے ہین آپ سے اسکو پرے — شیخ صاحب چھوڑ گھر باہر چلے
ہم نجانے پائے باہر آپ سے — وہی آڑے آگیا جیدھر چلے
جون شرر ہی ہستیِ بے بود یان — بارے ہم بھی اپنی باری بھر چلے
ساقیا یان لگ رہا ہی چل چلاؤ — جب تلک بس چل سکے ساغر چلے
درد کچھ معلوم ہی یہ لوگ سب — کس طرف سے آئے تھے کیدھر چلے

سب برا کہتے ہین تو کہنے دو — بات لائے ہو تم بھلی ایسی
وہ ملیگا تو ہم بھی ملتے ہین — آپ لگ چلیے کیا چلی ایسی
اوسکے گھر مین کدھر سے پہونچیے جا — دل بتاوے کوئی گلی ایسی

تو چونکتا عبث ہی کسی بات کے لیے — مین آگیا ہون صرف ملاقات کے لیے
ہستی ہی سفر عدم وطن ہی — دل خلوت و چشم انجمن ہی

کس لیے آئے تھے کیا کر چلے

خیر و شر کو سمجھ کہ ہین دو زہر — سانپ کی زیست ہی تجھے سم ہی
سلطنت پر نہین ہی کچھ موقوف — جسکے ہاتھ آوے جام سو جم ہی
نہ ملینگے اگر کہیگا تو — تیری خاطر ہمین مقدم ہی
دل عاشق کی بیقراری کو — وہی سمجھے ہی جو کہ محرم ہی
مراجی ہی جب تلک تری جستجو ہی — زبان جب تلک ہی یہی گفتگو ہی
خدا جانے کیا ہوگا انجام کا — مین بے صبر اتنا ہون وہ تند خو ہی
تمنا ہی تیری اگر ہی تمنا — تیری آرزو ہی اگر آرزو ہی
کیا سیر سب ہمنے گلزار دنیا — گل دوستی ہین عجب رنگ و بو ہی
غنیمت ہی یہ دید و ادید یاران — جہان آنکھ بند گئی نہ مین ہون نہ تو ہی

نظر میرے دل کی پڑی درد کس پہ
جدھر دیکھتا ہون وہی روبرو ہی

غیر سے کیا معاملہ آپھی ہین اپنے دام مین — قید خودی نہ ہوا اگر پھر تو عجب فراغ ہی
حال مرا نہ پوچھیے مین جو کہون سو کیا کہون — دل ہی سو ریش ریش ہی سینہ سو داغ داغ ہی
سنتے ہین یون کہ آہ تو ہم ہی مین چھپ رہا کہیں — اپنی تلاش سے غرض ہمکو ترا سراغ ہی
اپنے تئین تو ہر گھڑی غم ہی الم ہی داغ ہی — یاد کرے ہمین کبھی کب یہ تجھے دماغ ہی
جی کی خوشی نہین گر و سبزہ و گل کے ہاتھ مین — دل ہو شگفتہ جس جگہ وہ ہی چمن ہی باغ ہی

یہ تحقیق ہی یا کہ افواہ ہی — کہ دل کے تئین دل سے یان راہ ہی
اگر بے حجابانہ وہ بت ملے — غرض پھر تو اللہ ہی اللہ ہی
نہ یان علم و دانش نہ فضل و ہنر — فقط ایک دل ہی کہ آگاہ ہی

ہین وہ فتادہ ہون کہ بغیر از فنا مجھے
نقش قدم کیطرح نہ کوئی اوٹھا سکے

قاصد نہین یہ کام ترا اپنی راہ لے
اوسکا پیام دل کے سوا کون لا سکے

غافل خدا کی یاد پہ مت بھول زنہار
اپنے تئین بھلا دے اگر تو بھلا سکے

یارب یہ کیا طلسم ہی ادراک فہم یان
دوڑے ہزار آپ سے باہر نہ جا سکے

گو بحث کرکے بات بٹھائی پہ کیا حصول
دل سے اوٹھا خلاف اگر تو اوٹھا سکے

اطفاے نار عشق نہو آب اشک سے
یہ آگ وہ نہین جسے پانی بجھا سکے

مست شراب عشق وہ بیخود ہی جسکو حشر
اے درد چاہے لائے بخود پر نہ لا سکے

ہی غلط گر گمان مین کچھ ہی
تجھ سوا بھی جہان مین کچھ ہی

دل بھی تیرے ہی ڈھنگ سیکھا ہی
آن مین کچھ ہی آن مین کچھ ہی

بیخبر تیغ یار کہتی ہی
باقی اس نیم جان مین کچھ ہی

اندنون کچھ عجب ہی میرا حال
دیکھتا کچھ ہون دھیان مین کچھ ہی

اور بھی چاہیے سو کہیے اگر
دلِ نامہربان مین کچھ ہی

درد تو جو کرے ہی جی کا زیان
فائدہ اس زیان مین کچھ ہی

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

دید وا دید تو ہوئی دور سے میرے اوسکے
پر جو مین چاہا تھا سو بات نہونے پائی

فرصت زندگی بہت کم ہی
مغتنم ہی یہ دید جو دم ہی

دل پر چاک ہی گلِ خندان
شادی و غم جہان مین توام ہی

دین و دنیا مین تو ہی ظاہر ہی
دونون عالم کا ایک عالم ہی

موت کیا آکے فقیر و نسے تجھے لینا ہی
مرنے سے آگے ہی یہ لوگ تو مر جاتے ہین

آہ معلوم نہین ساتھ سے اپنے شب و روز
لوگ جاتے ہین چلے سو یہ کدھر جاتے ہین

مرتا نہین ہون کچھ مین اس سخت دل کے ہاتھون
پستا ہون آپ اپنے کمبخت دل کے ہاتھون

ہمت رفیق ہووے تو فقر سلطنت ہی
آتا ہی ہاتھ یعنے یان تخت دل کے ہاتھون

کیا فرق داغ گل مین کہ جس گل مین بو نہو
کس کام کا وہ دل ہی کہ جس دل مین تو نہو

ہووے نہ حول و قوت اگر تیری درمیان
جو تجھسے ہو سکے ہی وہ ہم سے کبھو نہو

جو کچھ کہ سہنے کی ہی تمنا ملی مگر
یہ آرزو رہی ہی کہ کچھ آرزو نہو

نہین ممکن کہ ہمسے ظلمت امکان زائل ہو
چھڑا دے آہ کوئی کیونکہ زنگی سے سیاہی کو

نہ لازم ہستی اوسکو نہ ہستی ہی ضروری ہی
بیان کیا کیجیے اسی درد ممکن کی تباہی کو

نہ مطلب ہی گدائی سے نہ یہ خواہش کہ شاہی ہو
الٰہی ہووہی جو کچھ کہ مرضی الٰہی ہو

نگینے کے سوا کوئی بھی ایسا کام کرتا ہی
کہ ہو نام اور کار روشن اور اپنی رو سیاہی ہو

نہین شکوہ مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز
گلہ تب ہو اگر تو نے کسو سے بھی نباہی ہو

اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہی
لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہی

فارغ ہو بیٹھ فکر سے دونون جہان کی
خطرا جو ہی سو آئینہ دل پہ زنگ ہی

حیرت زدہ نہین ہی فقط تو ہی آئنہ
یان ٹک بھی جسکی آنکھ کھلی ہی سو دنگ ہی

کب ہی دماغ عشق بتان فرنگ کا
مجکو تو اپنی ہستی ہی قید فرنگ ہی

عالم سے اختیار کی ہر چند صلح کل
پر اپنے ساتھ مجھکو شب و روز جنگ ہی

ارض و سما کہان تری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہی وہ کہ جہان تو سما سکے

وحدت مین تیری حرف دوئی کا نہ آسکے
آئینہ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے

سر تا قدم زبان ہین جون شمع گو کہ ہم
پر یہ کہان مجال جو کچھ گفتگو کرین

نے گل کو ہی ثبات نہ ہمکو ہی اعتبار
کس بات پر چمن ہوس رنگ و بو کرین

ہی اپنی یہ صلاح کہ سب زاہدان شہر
ای درد آ کے بیعت دست سبو کرین

کدھر بھٹکی پھرتی ہی ای بیکسی تو
ترے جنس کا یہان خریدار مین ہون

اودھر بات کہنا ادھر دیکھ لینا
سمجھتا ہون سب ایک عیار مین ہون

اگر مجھسے ملیے کبھو عیب کیا ہی
نہ بد وضع تو ہی نہ بدکار مین ہون

اون نے کیا تھا یاد مجھے بھولکر کہین
پاتا نہین ہون تب سے مین اپنی خبر کہین

ظالم جفا جو چاہے سو کر مجھپہ تو ولے
پچھتاوے پھر تو آپ ہی ایسا نکر کہین

باغ جہان کے گل ہین یا خار ہین تو ہم ہین
گر یار ہین تو ہم ہین اغیار ہین تو ہم ہین

دریاے معرفت کے دیکھا تو ہم ہین ساحل
گر وار ہین تو ہم ہین در پار ہین تو ہم ہین

وابستہ ہی ہمین سے گر جبر ہی و گر قدر
مجبور ہین تو ہم ہین مختار ہین تو ہم ہین

میرا ہی حسن جگ مین ہر چند موج زن ہی
قسمہ بھی تیرے تشنہ دیدار ہین تو ہم ہین

الفاظ خلق ہم ہین سب مہلات سے ہی
معنی کی طرح رابط گفتار ہین تو ہم ہین

اورون سے تو گرانی یک لخت اٹھ گئی تھی
ای درد اپنے دل کے گر بار ہین تو ہم ہین

جمع مین افراد عالم ایک ہین
گل کے سب اوراق برہم ایک ہین

ہووے کب وحدت مین کثرت سے خلل
جسم و جان گو دو ہین پر ہم ایک ہین

نوع انسان کی بزرگی سے ٹک ایک
حضرت جبریل محرم ایک ہین

کام مردونکے جو ہین سو وہی کر جاتے ہین
جانسے اپنی جو کوئی کہ گذر جاتے ہین

کیا فائدہ درد شور و شر سے
او بجے ہی جو کچھ سو مارجی مین

ہر چند تیری سمت سوا راہ ہی نہین
تسپر بھی آہ یان کوئی آگاہ ہی نہین

وہ مرتبہ ہی اور ہی نہید کے پرے
ہم جسکو بوجھتے ہین وہ اللہ ہی نہین

ہم بھی فلک سے کرتے کسی چیز کی طلب
ڈھونڈھا پر اپنے دلمین تو کچھ چاہ ہی نہین

انسان کی ذات سے ہین خدائی کے کھیل یان
بازی کہان بساط پہ گر شاہ ہی نہین

سو رنگ سے ہین جلوہ نما گو بتان خلق
اپنا ترے سوا کوئی دلخواہ ہی نہین

گر کہتے ہو کہ وہی ہادی و ہی مضل
تو راہ پر ہین سب کوئی گمراہ ہی نہین

ای درد مثل آئینہ ڈھونڈھ اسکو آپ مین
بیرون در تو اپنی مقدمگاہ ہی نہین

ہستی ہی جبتک ہم ہین اسی اضطراب مین
جون موج آپھنسے ہین عجب پیچ و تاب مین

ذی خانۂ خدا ہی نہ ہو یہ بتون کا گھر
رہتا ہی کون اس دل خانہ خراب مین

آئینۂ عدم ہی مین ہستی ہی جلوہ گر
ہی موج زن تمام یہ دریا حباب مین

غافل جہان کی دید کو مفت نظر سمجھ
پھر دیکھنا نہین ہی اس عالم کو خواب مین

ہر جزو کو کل کے ساتھ بھی ہی اتصال
دریا سے دور جدا ہی پہ ہی غرق آب مین

پیری نے ملک تن کو اجاڑا و گر نہ یان
تھا بندوبست اور ہی عہد شباب مین

ہین اور درد مجھ سے خریداری بتان
ہی ایک دل بساط مین سو کس حساب مین

ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کرین
دل ہی نہین رہا ہی جو کچھ آرزو کرین

دامنی پہ شیخ ہماری نہ جا ابھی
دامن نچوڑ دین تو فرشتے وضو کرین

ہستی نے تو ٹک جگا دیا تھا — پھر کھلتے ہی آنکھ سو گئے ہم

گاہیم بخت سیہ سایہ دار رکھتے ہین — یہی بساط مین ہم خاکسار رکھتے ہین

بتون کے جبر اوٹھائے ہزار ہا ہمنے — جو اسپہ بھی نہ ملین اختیار رکھتے ہین

بھری ہو آکے جنھون مین ہوائے آزادی — حباب وار کلہ بھی اوتار رکھتے ہین

نہ برق ہین نہ شرر ہم نہ شعلہ نی سیماب — وہ کچھ ہین پر کہ سدا اضطرار رکھتے ہین

جنھون کے دل مین جگہ کی ہی نقش عبرت نے — سدا نظر مین وہ لوح مزار رکھتے ہین

ہر ایک سنگ مین ہی شوخی تپان نہان — خنک ہین سب یہ پہ دل مین شرار رکھتے ہین

ہر شام مثل شام ہون مین تیرہ روزگار — ہر صبح مثل صبح گریبان دریدہ ہون

آہ مشتاق ترے مفت موے جاتے ہین — اک نظر بھولے سے بھی ہوتے تو جی پاتے ہین

گو سلامت ہون مین ظاہر مین پہ دلکے خطرات — رات دن گھن کیطرح میرے تئین کھاتے ہین

گرد دیکھیے تو مظہر آثار ربنا ہون — ور سمجھیے جون عکس مجھے محو فنا ہون

احوال دو عالم ہی مرے دل پہ ہویدا — سمجھا نہین تا حال پر اپنے تئین کیا ہون

ہون قافلہ سالار طریق قدما درد — جون نقش قدم خلق کو مین راہ نما ہون

نہ ہم غافل ہی رہتے ہین نہ کچھ آگاہ ہوتے ہین — انھین طرحون مین ہم ہر دم فنا فی اللہ ہوتے ہین

اگر جمعیت دل ہی تجھے منظور قانع ہو — کہ اہل حرص کے کب کام خاطر خواہ ہوتے ہین

پر یکھا درد کچھ مت رکھ ترقی اور تنزل کا — کہ اپنے ذہن مین ہین یان تو گدا بھی شاہ ہوتے ہین

تو مجھسے نرکھ غبار جی مین — آوے بھی اگر ہزار جی مین

بیزار ہی مجھ سے تو پہ مجھکو — اب تک ہی وہی پیار جی مین

یون پاس بٹھایے تو جاہے — پر جا گہ ندیجو یار جی مین

شب و روز ای درد در پے ہون اوسکے
کسو نے جسے یان نہ سمجھا ندیکھا

اپنا تو نہین یار مین کچھ یار ہون تیرا
تو جسکی طرف ہووے طرفدار ہون تیرا

تو چاہے نچاہے مجھے کچھ کام نہین ہی
آزاد ہون اس سے بھی گرفتار ہون تیرا

ترے کہنے سے مین ازبسکہ باہر ہو نہین سکتا
ارادہ صبر کا کرتا ہون مین پر ہو نہین سکتا

کرے کیا فائدہ ناچیز کو تقلید اچھون کی
کہ جم جانے سے کچھ اولا تو گوہر ہو نہین سکتا

کہانکا ساقی اور مینا کدھر کا جام و میخانا
مثال زندگی بھر آپ اپنا آپ پیمانا

کسو سے کیا بیان کیجے اس اپنے حال اابتر کو
دل اوسکے ہاتھ دے بیٹھے جسے جانا نہ پہچانا

نظر جب دل پہ کی دیکھا تو مسجود خلائق ہی
کوئی کعبہ سمجھتا ہی کوئی سمجھے ہی بتخانا

حیرت ہی یہ کہ تجھسے ستمگر کے ہاتھ مین
آنکھون نے دلکو کیونکے دیا دیکھ بھال کر

ای درد کر تو آئینۂ دل کو صاف تو
پھر ہر طرف نظارۂ حسن و جمال کر

شادی کی اور غم کی ہی دنیا مین ایکسکل
گل کو شگفتہ دل کہو تم یا شکستہ دل

یارب درست گو نہ ہون تیرے عہد پہ
بندے سے پر نہو کوئی بندا شکستہ دل

کی جسکی جون حباب زمانے نے دل وہی
چھوڑا نہ پھر اوسے نہ کیا تا شکستہ دل

بارے یہ داغ عشق ہوا شہریار دل
مدت سے بے چراغ پڑا تھا دیار دل

تیری کہین گلی کے گیا تھا خیال مین
کرتا ہون اب تلک مین پڑا انتظار دل

اوٹھا ہی بعد مرگ بھی مانند گرد باد
ای درد خاک سے مری ابتک غبار دل

کچھ لائے نتھے کہ کھو گئے ہم
تھے آپ ہی ایک سو گئے ہم

جون آئینہ جسپہ یان نظر کی
ساتھ اپنے دوچار ہو گئے ہم

ماتم کدۂ جہان مین جون ابر
اپنے تئین آپ رو گئے ہم

حرص کرواتی ہی رو بہ بازیان سب ورنہ یان
اپنے اپنے بورنے پر جو گدا تھا شیر تھا

ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحًا لیکن
مین جو پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا

جگ مین کوئی نہ ٹک منہسا ہوگا
کہ نہ ہنسنے مین رو دیا ہوگا

دل زمانے کے ہاتھ سے سالم
کوئی ہوگا کہ رہگیا ہوگا

یک بیک نام لے اوٹھا میرا
جی مین کیا اوسکے آگیا ہوگا

اندازہ ہی سمجھے مرے دلکی آہ کا
زخمی جو کوئی ہوا ہو کسیکی نگاہ کا

ہر چند فسق مین تو ہزارون مین ہین تمین
لیکن عجب مزا ہی فقط دل کی چاہ کا

لیکر ازل سے تا بہ ابد ایک آن ہی
گر درمیان حساب نہو سال و ماہ کا

رحمت قدم نہ رنجہ کرے گر تری ادھر
یارب ہی کون پھر تو ہمارے گناہ کا

شاہ و گدا سے اپنے ہمین کام کچھ نہین
نے تاج کی ہوس نہ ارادہ کلاہ کا

ای درد چھوڑتا ہی نہین مجکو جذب عشق
کچھ کہ بسے بس نہ چلے برگ کاہ کا

دل کسکی چشم مست کا سرشار ہوگیا
کسکی نظر لگی جو یہ بیمار ہوگیا

بیٹھا تھا خضر آکے مرے پاس یکدم
گھبراکے اپنی زیست سے بیزار ہوگیا

سینۂ و دل حسرتون سے چھاگیا
بس ہجوم یاس جی گھبراگیا

تجھسے کچھ دیکھا نہ ہمنے جز جفا
پر وہ کیا کچھ ہی کہ جی کو بھا گیا

کھل نہین سکتی ہین اب آنکھین مری
جی مین یہ کسکا تصور آگیا

تجھی کو جو یان جلوہ فرما نہ دیکھا
برابر ہی دنیا کو دیکھا نہ دیکھا

اذیت مصیبت ملامت بلائین
ترے عشق مین ہمنے کیا کیا نہ دیکھا

حجاب رخ یار تھے آپ ہی ہم
کھلی آنکھ جب کوئی پردا نہ دیکھا



انتخاب دیوان ہندی خواجہ میر درد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدور ہمین کب ترے وصفونکی رقم کا
حقا کہ خداوند ہی تو لوح و قلم کا

اوس مسند عزت پہ کہ تو جلوہ نما ہی
کیا تاب گذر ہووے تعقل کے قدم کا

بستے ہین ترے سایہ مین سب شیخ و برہمن
آباد ہی تجھسے ہی تو گھر دیر و حرم کا

ہی خوف اگر جی مین تو ہی تیرے غضب سے
ور دل مین بھروسا ہی تو ہی تیرے کرم کا

مانند حباب آنکھ تو اے درد کھلی تھی
کھینچا نہ پر اس بحر مین عرصہ کوئی دم کا

جھکتا نہین ہمارا دل تو کسی طرف یان
جی مین سمارہا ہی از بس غرور تیرا

اے درد منبسط ہی ہر سو کمال اوسکا
نقصان گر تو دیکھے تو ہی قصور تیرا

مدرسہ یا دیر تھا یا کعبہ یا بتخانہ تھا
ہم سبھی مہمان تھے واں تو ہی صاحب خانہ تھا

وائے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

ہوگیا مہمان سرائے کثرت موہوم آہ
وہ دل خالی کہ تیرا خاص خلوتخانہ تھا

جگ مین آکر ادھر ادھر دیکھا
تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا

نالہ فریاد آہ اور زاری
آپ سے ہو سکا سو کر دیکھا

اون لبون نے نہ کی مسیحائی
ہمنے سو سو طرح سے مر دیکھا

ما عرفناک کہیں صاحب لولاک جہان
بس وہاں وہم وگمان یارو یہی سب لاشے

نہ تو کچھ بولو نہ دیکھو نہ سنو مثل نیاز
دیدہ وگوش وزبان یارو یہی سب لاشے

کہتے ہیں عشق جسکو ہمارا ہی نام ہی
شور وفغان کی اپنے یہاں دھوم دھام ہی

گر پھونک دون جہان کو تو کچھ عجب نہیں
میں آگ کا بھبوکا ہون میرا یہ کام ہی

ہوش وخرد سے ہمکو سروکار کچھ نہیں
ان دونون صاحبونکو ہمارا سلام ہی

منزل ہماری پاتے ہیں کب شیخ وبرہمن
اسلام وکفر سے پرے اپنا مقام ہی

دیر وحرم میں اور کلیسا کنشت میں
پھرتا ہمارے نام کا دم ہر کدام ہی

پر اک نیاز اپنے سے ہمراز ہی کہ وہ
شاہ نجف امیر عرب کا غلام ہی

بہار چند روزہ سے دل اپنا شاد کیون کیجے
ہوائے حسن پر دلکو عبث برباد کیون کیجے

لگا کر دیدہ ودانستہ اپنے پاؤن پر تیشہ
بکوہ عشق اپنا قتل جیون فرہاد کیون کیجے

لب شیرین کی باتون پر جو کیجے تلخ کام اپنا
گئے اوقات راحت کے تئین پھر یاد کیون کیجے

نہ دیجے خال وخط کے دام ودانے پر میان دلکو
اگر دیجے تو پیچھے نالہ وفریاد کیون کیجے

نہو گر مرغ دل کے آب ودانے کی خبر لینی
تو اپنے دام میں اسکے تئین صیاد کیون کیجے

جو مانگون ہون میں آزادی کہے ہی منسے یون ظالم
جسے لیجے غلامی میں اوسے آزاد کیون کیجے

نیاز اب چپ رہو کوتہ کرو افسانۂ غم کو
جہان سے اوٹھگئی ہی داد بس فریاد کیون کیجے

چھٹا ہاتھ سے چشم خونخوار کے
لیا زلف نے دام مین مار کے

خموشی کا عالم ہی اپنا مقام
نہین آشنا بحث و تکرار کے

جو آزاد ہین کفر و اسلام سے
نہ قیدی ہین سبحہ نہ زنار کے

یہ دل بے بہا جنس ہی اے نیاز
بہامت اِسے بِن خریدار کے

جو ہین آشنا سِرّ اسرار کے
وہ ہین یار ہر یار و اغیار کے

اندھیرا و جالا نہان اور عیان
یہ جلوے ہین سب جلوۂ یار کے

بِنا توڑ ہستی کی لے گنج وصل
بڑا گنج ہی زیر دیوار کے

منہ اپنا جو تو نے دکھایا مجھے
وہین پھر جو دیکھا نپایا مجھے

بسا میری آنکھو نمین تو اسقدر
کہ تجھ بن نظر کچھ نہ آیا مجھے

کہان تک کہون لطف و احسان عشق
کہ جیون جیون گھٹا مین بڑھایا مجھے

یہانتک دیا مجکو حُسن عروج
کہ بندے سے مولا بنایا مجھے

مین قربان ہون تیری نظرونکے یار
ملاتے ہی آنکھین گمایا مجھے

کہان مین کدھر بیخودی کا مقام
وہانسے یہان تو ہی لایا مجھے

نیاز اب یہی ہی دعا و طلب
رکھ اپنا ہی بندہ خدایا مجھے

یہ جو ہی کون و مکان یارو یہ ہی سب لاشے
جسکو کہتے ہو جہان یارو یہ ہی سب لاشے

گرچہ بے نام و نشان کا ہی یہ سب نام و نشان
پر یہ نام اور نشان یارو یہ ہی سب لاشے

نہ تصور مین حق آوے نہ بیان کر سکیے
چہ تصور چہ بیان یارو یہ ہی سب لاشے

سوجھتا ہی وہی جو کچھ کہ تصور بندھ جاے
حق جسے کہیے وہان یارو یہ ہی سب لاشے

کہتے ہین نیاز آپ کو اس شکل مری مین
یہ سچ ہی کہ تو پاک ہے یان نام یہی ہی

غم جدائی کو ہم جانین یا خدا جانے
بلا کشون پہ جو گذرے تری بلا جانے

پڑا ہو جسکو سر و کار عشق سے آکر
وہ جیتے جی میان اپنے تمین ہوا جانے

جب بر در دل حضرت عشق آن پکارے
گوشہ ہوئی عقل اور ہوے اوسان کنارے

بازی وہی لیجائیگا اس کھیل مین اے دل
جو پہلے کٹا مہرۂ سر جان کو ہارے

گر حسن مین مہر ہین تمھارے رخ خورشید
ذرات یہ کیون ہوتے ہین قربان تمھارے

دھیان اپنے کو نہ خاک نہ افلاک سے باندھے
عرفان اگر چاہے دل پاک سے باندھے

گر جلوہ گہ یار نہو آئینۂ دل
پھر اوسکا تصور کوئی کس تاک سے باندھے

مجھے بخشودی یہ تونے بھلی چاشنی چکھائی
کسی آرزو کی دل مین نہین اب رہی رسائی

نہ حذر ہی نہ خطر ہی نہ رجا ہی نہ دعا ہی
نہ خیال بندگی ہی نہ تمنای خدائی

نہ مقام گفتگو ہی نہ محل جستجو ہی
نہ وہان حواس پہونچین نہ خرد کو ہی رسائی

نہ مکین ہی نہ مکان ہی نہ زمین ہی نہ زمان ہی
دل بیخوانے میرے وہان چھاؤنی ہی چھائی

نہ وصال ہی نہ ہجران نہ سرور ہی نہ غم ہی
جسے کہیے خواب غفلت سو وہ نیند مجکو آئی

من و تو اوٹھے جہان ہوں ہوسین و ہان کہان ہون
جو دوئی کے تھے لوازم سو رہائی اُنسے پائی

یہان مین رہا ہون جب تو سخن نیاز بولون
سنوگے زبان فی سے وہی جو کہیگا نائی

ستارے نہین یہ شب تار کے
شرارے ہین آہ شرر بار کے

مبارک رہے تجکو واعظ بہشت
میان ہمتو طالب ہین دیدار کے

عقل کے مدرسے سے اُٹھے عشق کے میکدے مین آ
جام فنا و بیخودی ابتو پیا جو ہو سو ہو

لاگ کی آگ لگتے ہی پنبہ نمط یہ جلگیا
رخت وجود جان و تن کچھ نہ بچا جو ہو سو ہو

دیدۂ و دل ہم ہین ایک سو جہ مین اور بو جہ مین
آنکھون کے سامنے عیان دلبر دلبا جو ہو سو ہو

ہجر کی جو مصیبتین عرض کین اُسکے روبرو
ناز و ادا سے مسکرا کہنے لگا جو ہو سو ہو

ہستی کی اس سرا سے مین رات کی رات بس لیے
صبح عدم ہوئی نمود پاؤن اُٹھا جو ہو سو ہو

دنیا کے نیک و بد سے کام ہمکو نیاز کچھ نہین
آپ سے جو گذر گیا پھر اوسے کیا جو ہو سو ہو

عشق ستاتا ہی کیون آ مجھے ہر آن تو
میرے تو آرام کا لیگیا سامان تو

صبر و قرار و شکیب تاب و توان عقل و دین
سب نے تو لی اپنی راہ رہگئی اک جان تو

دیکھا نہین ہی ہنوز چہرۂ دلدار کو
کسکو تکے ہی بھلا دیدۂ حیران تو

غمنے تو ہمدم بگاڑدی میری سب حیثیت
مانون تجھے مین اگر لے مجھے پہچان تو

پوچھے ہی ہر ایک سے کسکا ہی عاشق نیاز
تجکو نہین ہی خبر ایسا ہی انجان تو

افسانہ مرے درد کا اوس یار سے کہدو
فرقت کی مصیبت کو دل آزار سے کہدو

مین عشق کی ملت مین ہون اے شیخ و برہمن
جا عشق مرا سبحہ و زنار سے کہدو

چھوڑو مجھے بخود میرا آرام یہی ہی
بے نام و نشان رہنے دو بس نام یہی ہی

بیکار و معطل ہی رہون کار جہان سے
فہمید رہین اپنی تو بڑا کام یہی ہی

لے سر سے قدم تک ہون جلا شمع کی مانند
شاید کہ میان عشق کا انجام یہی ہی

کافر ہون جو مین اپنے تئین جانون کہ مین ہون
جبکچھ ہی سو تو ہی مرا اسلام یہی ہی

سوجھے نہین دن رات ترے دھیان مین پیارے
اپنی تو سحر ہی یہی اور شام یہی ہی

مدرسے مین عاشقونکے جبکی بسم اللہ ہو
اوسکا پہلا ہی سبق یارو فنا فی اللہ ہو

یہ سبق طولانی ایسا ہی کہ آخر ہو نہو
بے نہایت کو نہایت کیسے یارو تا ہو

دوسرا پھر ہو سبق علم الفنا کا انتقا
یعنے اس اپنے فنا سے کچھ نہ وہ آگاہ ہو

دوڑ آگے تب چلے جب چور ہو پیچھے مدد
اس دقیقے کو وہی پہونچے جو حق آگاہ ہو

تیسرا اوسکا سبق ہی پھر کے آنا اسطرف
اب بقا باللہ حاصل اوسکو خاطر خواہ ہو

ڈھائی انچہ پیم کے مشکل ہی جنکا ربط و ضبط
حافظ و ملا یہان پر کب دلیل راہ ہو

حضرت عشق آکے ہو وین گر مدرس چند روز
پھر تو علم فقر کی تحصیل خاطر خواہ ہو

ای نیاز اپنے تو جو کچھ ہو تمھین ہو بس فقط
حضرت عشق آپ ہو اور آپ ہی ام اللہ ہو

اک توجہ آپکی وافی و کافی ہی ہمین
کیسا ہی قصہ ہو طولانی تو وہ کوتاہ ہو

وہ یار ہی میرا ارے او دیکھنے ہارو
دیکھا نہو گر تمنے خدا دیکھہ لو یارو

دربار دلم شاہ جنون لائے ہی تشریف
اے عقل و خرد اب چلو باہر کو سدھارو

ہم آگ مین جلنے سے بہت راضی ہین ناصح
لو اپنی بہشتون کو تمھین سرستی مارو

ہم جرم محبت کے گنہگار ہین یارو
پکڑے ہین کیے اپنے کو لوگو نہ مارو

مشکل ہی جو چپ رہتے ہین جی ہووے ہی بیکل
وہ یار برا مانے ہی گر رو رو پکارو

گر راحت و آرام گیا جانے دو ایدل
ثابت رہو ٹک عشق مین ہمت کو نہ ہارو

عشقین تیرے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

پوچھو نہ مجھ خراب سے یارو صلاح کار تم
اپنے تو اب رہے نہین ہوش بجا جو ہو سو ہو

مجھے مریض کو طبیب ہاتھ تو اپنا مت لگا
اسکو خدا پہ چھوڑ دے پھر خدا جو ہو سو ہو

عقل کے مدرسے سے اٹھ عشق کے میکدے مین آ
جام فنا و بیخودی ابتو پیا جو ہو سو ہو

لاگ کی آگ لگتے ہی پنبہ نمط یہ جلگیا
رخت وجود جان و تن کچھ نہ بچا جو ہو سو ہو

دیدۂ و دل بہم ہین ایک سجدہ مین اور بوجھ مین
آنکھون کے سامنے عیان دلمین بسا جو ہو سو ہو

ہجر کی جو مصیبتین عرض کین آپکے روبرو
ناز و ادا سے مسکرا کہنے لگا جو ہو سو ہو

ہستی کی اس سرا سے مین رات کی رات بس لیے
صبح عدم ہوئی نمود پاؤن اٹھا جو ہو سو ہو

دنیا کے نیک و بد سے کام ہمکو نیاز کچھ نہین
آپ سے جو گذر گیا پھر اوسے کیا جو ہو سو ہو

عشق ستاتا ہی کیون آ مجھے ہر آن تو
میرے تو آرام کا لیگیا سامان تو

صبر و قرار و شکیب تاب و توان عقل و دین
سب نے تو لی اپنی راہ رہگئی اک جان تو

دیکھا نہین ہی ہنوز چہرۂ دلدار کو
کسکو تکے ہی بھلا دیدۂ حیران تو

غمنے تو ہمدم بگاڑدی میری سب حیثیت
مانون تجھے مین اگر لے مجھے پہچان تو

پوچھے ہی ہر ایک سے کسکا ہی عاشق نیاز
تجکو نہین ہی خبر ایسا ہی انجان تو

افسانہ مرے درد کا اوس یار سے کہدو
فرقت کی مصیبت کو دل آزار سے کہدو

مین عشق کی ملت مین ہون ای شیخ و برہمن
جا عشق مرا سبحہ و زنار سے کہدو

چھوڑو مجھے بیخود میرا آرام یہی ہی
بے نام و نشان رہنے دو بس نام یہی ہی

بیکار و معطل ہی رہون کار جہان سے
فہمید مین اپنی تو بڑا کام یہی ہی

لے سر سے قدم تک ہون جلا شمع کی مانند
شاید کہ میان عشق کا انجام یہی ہی

کافر ہون جو مین اپنے تئین جانون کہ ہمون
جبکچھ ہی سو تو ہی مرا اسلام یہی ہی

سوجھے نہین دن رات ترے دھیان مین پیارے
اپنی تو سحر ہی یہی اور شام یہی ہی

مدرسے مین عاشقونکے جسکی بسم اللہ ہو
اوسکا پہلا ہی سبق یارو فنا فی اللہ ہو

یہ سبق طولانی ایسا ہی کہ آخر ہو نہو
بے نہایت کو نہایت کیسے یارو تا ہو

دوسرا پھر ہو سبق علم الفنا کا انتقا
یعنے اس اپنے فنا سے کچھ نہ وہ آگاہ ہو

دوڑ آگے تب چلے جب چور ہو پیچھے مدد
اس دقیقے کو وہی پہونچے جو حق آگاہ ہو

تیسرا اوسکا سبق ہی پھر کے آنا اسطرف
اب بقا باللہ حاصل اوسکو خاطر خواہ ہو

ڈھائی انچھر پیم کے مشکل ہی جنکا ربط و ضبط
حافظ و ملا یہان پر کب دلیل راہ ہو

حضرت عشق آکے ہو وین گر مدرس چند روز
پھر تو علم فقر کی تحصیل خاطر خواہ ہو

ای نیاز اپنے تو جو کچھ ہو تمھین بس فقط
حضرت عشق آپ ہو اور آپ ہی ہم اللہ ہو

اک توجہ آپکی وافی و کافی ہو ہمین
کیسا ہی قصہ ہو طولانی تو وہ کوتاہ ہو

وہ یار ہی میرا ارے او دیکھنے ہارو
دیکھا نہو گر تمنے خدا دیکھ لو یارو

دریاک دلم شاہ جنون لائے ہی تشریف
اے عقل و خرد اب چلو باہر کو سدھارو

ہم آگ مین جلنے سے بہت راضی ہین ناصح
لو اپنی بہشتون کو تمھین سرستی مارو

ہم جرم محبت کے گنہگار ہین یارو
پکڑے ہین کیے اپنے کو لوگو نہ مارو

مشکل ہی جو چپ رہتے ہین جی ہووے ہی بیکل
وہ یار برا مانے ہی گر رو رو پکارو

گر راحت و آرام گیا جانے دو ایدل
ثابت رہو ٹک عشق مین ہمت کو نہ ہارو

عشقین تیرے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

پوچھو نہ مجھ خراب سے یارو صلاح کار تم
اپنے تو اب رہے نہین ہوش بجا جو ہو سو ہو

مجھے مریض کو طبیب ہاتھ تو اپنا مت لگا
اسکو خدا پہ چھوڑ دے پھر خدا جو ہو سو ہو

پھانسنے کو دل عشاق کی الفت بس ہی
گھیر لینے کو یہ تسخیر کم از دام نہین

دیکھ لینے ہی تلک مہر کی تھی ہمپہ نگاہ
پھر جو دیکھا تو بجز غصہ و دشنام نہین

راتدن غمسے ترے ہجر کے لڑتا ہی نیاز
یہ دل آزاری مری جان بھلا کام نہین

عاشق زار ہو نہین طالب آرام نہین
ننگ و ناموس سے کچھ اپنے تئین کام نہین

بیسر و پائی سے عشاق کو خطرہ کیا ہی
اثر عشق ہی یہ گردش ایام نہین

نشۂ چشم سے ہون ساقی توحید کے مست
احتیاج اپنے تئین ظرف مے و جام نہین

بوالہوس پاؤن نہ رکھیو کبھی اس راہ کے بیچ
کوچۂ عشق ہی یہ رہگذر عام نہین

بے نہایت ہی کہ پایا نہین جسکا پایان
جس جگہ ہمپہونچے آغاز ہی انجام نہین

عالم عشق کی دنیا ہی نرالی دیکھی
سحر و شام وہان یہ سحر و شام نہین

زاہدا حال مرا دیکھکے حیران کیون ہی
مشرب کفر ہی یہ ملت اسلام نہین

ساقی مست کے دیدار کا سرشار ہو نہین
اسلیے دل کو تمنائے مے و جام نہین

عار کیا ہی تجھے لوگونکی ملامت سے نیاز
عاشقون مین تو اکیلا ہی تو بدنام نہین

نیستی ہستی ہی یارو اور ہستی کچھ نہین
بیخودی مستی ہی یارو اور مستی کچھ نہین

لامکان کی منزلت پاتا ہی کب جن و مکان
ہو کے ویرانے کے آگے ہیسگی بستی کچھ نہین

کچھ نہین سب کچھ ہی یارو اور سب کچھ کچھ نہین
غیر اسکے معنی رمز الستی کچھ نہین

یہ جو کچھ ہونا جسے کہتے ہین ہستی ہی میان
نقد مین پستی یہی ہی اور پستی کچھ نہین

بندگی اور حق پرستی کچھ نہونا ہی نیاز
کچھ نہونے کے سوا اور حق پرستی کچھ نہین

دیکھا پرکھہ پرکھہ کر آخر نظر پڑا یہ — گر نقد ہین تو ہم ہین نقاد ہین تو ہم ہین
اپنا ہی دیکھتے ہین ہم بندوبست یارو — گر داد ہین تو ہم ہین فریاد ہین تو ہم ہین
پھیلاکے دام الفت گھرتے گھراتے ہم ہین — گر صید ہین تو ہم ہین صیاد ہین تو ہم ہین
ٹھہرا ہی عشقبازی دنیا کھیل اپنا — گر قیس ہین تو ہم ہین فرہاد ہین تو ہم ہین
شادی و غم یہ دونون اپنی ہی حالتین ہین — دلگیر ہین تو ہم ہین اور شاد ہین تو ہم ہین
کارگیری کی اپنی یہ سب مصوری ہی — تصویر ہین تو ہم ہین بخیر ہین تو ہم ہین
ہستی کے کاغذون پر اپنے ہی دستخط ہین — گر فرد ہین تو ہم ہین اور صاد ہین تو ہم ہین
جو کچھ کہ یہ گرہست ہی سو ہی ہتھوڑی اپنی — فولاد ہین تو ہم ہین صداد ہین تو ہم ہین
روی زمین کے اوپر مانند گرد بادی — گر خاک ہین تو ہم ہین اور باد ہین تو ہم ہین

تعلیم اور تعلم سب ہی نیاز
شاگرد ہین تو ہم ہین استاد ہین تو ہم ہین

یہ تیری جلوہ گریان آنکھین نہین چھپا رہی ہین — پیاری ادائین تیری دل مین سما رہی ہین
ادھر تو زلفین کھینچہین دل اپنی ہی طرف کو — ادھر اشارتون سے آنکھین بلا رہی ہین
اعجاز کر رہی ہین ناز و ادائین تیری — وہ قتل کر رہی ہین اور وہ جلا رہی ہین
کیونکر نیاز مانے اورون کی خوش کلامی — اسکو پیاری باتین پیار کی بھا رہی ہین
کافر عشق ہون مین نہ بدۂ اسلام نہین — بت پرستی کے سوا اور مجھے کام نہین
عشق کو پوجتا ہون قبلہ و کعبہ اپنا — ایک پل دلکو مرے اسکے بن آرام نہین
ڈھونڈھتا ہی تو کدھر یار کو میرے ایاہ — منزلش در دل ما ہست لب بام نہین
بولا ہون عشق کو تو نمایہ خلاصت بوجھ — اوسکا آغاز تو آسان ہی پہ انجام نہین

کون پا سکتا ہی مجھ گم گشتہ کو
وہین ڈھونڈھے آکے یا دنیا سے دون
جسنے پہچانا ہی اپنے آپ کو
ہی نیاز اپنے قدم پر سرنگون

اگرچہ مین سیر بتان دیکھتا ہون
ولے جلوۂ حق عیان دیکھتا ہون
بنے جسطرح حق پرستی ہون کرتا
مگر خود پرستی زیان دیکھتا ہون
جو رب الحرم ہی صنم بھی وہی ہی
حرم دیر مین ایکسان دیکھتا ہون
اوسے برہمن اور اوسے شیخ مانے
یہ آپس کا جھگڑا یہان دیکھتا ہون
ازل سے ابد تک جو کثرت ہی پیدا
سو وحدت کا دریا روان دیکھتا ہون
نیاز اب کہون کس سے رازِ حقیقت
یہ عالم سراپا گمان دیکھتا ہون

بھلا اک غزل اور بھی ایسی کہیو
تجھے مین فصیح البیان دیکھتا ہون

جدھر دیکھتا ہون جہان دیکھتا ہون
خدا ہی کا جلوہ میان دیکھتا ہون
نہ تن دیکھتا ہون نہ جان دیکھتا ہون
تجھی کو نہان اور عیان دیکھتا ہون
اگر کوئی جانے جہان غیر حق ہی
سو مین اُسکو دھوکا گمان دیکھتا ہون
یہ جو کچھ کہ پیدا ہی سب عین حق ہی
کہ اک بحر ہستی روان دیکھتا ہون
کہان غیر ہی اور کسے غیر بولون
سوے اللہ کدھر اور کہان دیکھتا ہون
جسے ذات بے رنگ و بیچون کہین ہین
ہر رنگ جلوہ کنان دیکھتا ہون

نیاز اب ہوا ناتوانی سے تو پیر
ولی عشق تیرا جوان دیکھتا ہون

ملک خدا مین یار و آباد ہین تو ہم ہین
تعمیر دو جہان کی بنیاد ہین تو ہم ہین

سینے مین میرے آہ دھوان سا اٹھے ہی کچھ
لگتا ہی دلمین جب نگہ گرم کا خدنگ

گرداب دلمین زورق گردون جو غرق ہو
وسعت نہوے اوسکی نیاز ایک ذرہ تنگ

کس پیار کی نگاہ کا دلمین لگا خدنگ
مرگ وحیات اپنی ہوئین دونون ایک رنگ

کیا طرفہ اجتماع نقیضین ہی حکیم
آنکھونکے وہ لڑانے مین کہتا ہی صلح وجنگ

پیٹھا جو ہی تو عشق کے دریا مین اے نیاز
دیکھا نہین ہی اوسکی بلا کا مگر نہنگ

دکھلا رہا ہی شاہد نیرنگ اپنے رنگ
دیکھ اوسکی جلوہ گریونکو مین عقل وہوش دنگ

وہ پارسا ہین دور مین تیرے خراب مست
مستی کے نام سے جنھین آتا تھا عار ونگ

فرش زمین ہی خاک نشینونکا بسترا
بیخانمان عشق کا تکیہ ہی خشت وسنگ

خون جگر روان ہی یہ مجرای چشم سے
کہتے ہو تم نیاز جسے اشک سرخ رنگ

دشت پیمائی سے ہی اپنی بیابان نازان
اپنے پابوس سے ہی خار مغیلان نازان

ٹک ذرا ہوتی ہی کم وحشت دل رونے سے
ہی سزاوار جو ہون دیدۂ گریان نازان

وحدت ایسی ہوئی ہی جلوہ نما
ایک ہی سو ہزار آنکھون مین

ہمکو نقاش ہی نظر آتا
سب یہ نقش نگار آنکھون مین

جسکو سمجھے تھے قطرہ ہی وہ نیاز
قلزم بیکنار آنکھون مین

کچھ نہین کھلتا مجھے مین کون ہون
صورت حیرت ہون یا مشکل جنون

عشق ہی سرمایۂ دیوانگی
سحر کب پاتا ہی اوسکو اور فسون

آہ ونالہ نے مجھے رسوا کیا
ورنہ پنہان تھا مرا راز درون

گر نہ بہتے لخت دل آنکھونکی راہ
رنگ اشک ایسا نہوتا رشک خون

حسن جانان جلوہ گر ہر شے مین ہی
دید مین اپنے نہین کوئی زبون

سوائے ہستی حق کے جو کچھ نظر آوے — یقین جانو کہ دیو خیال کی ہی کھوڑ
ازل سے لیکے ابد تک وہی جو ہی سو ہی — برنگ بحر رواں جسمین ہی نہ توڑ نہ جوڑ
جس یار کی ہو یاد مین گھر بار فراموش — ہوتا ہی کوئی ول سے وہ دلدار فراموش
جو مست ہین تجھ درس کے ایساقی سرشار — ہو کیون نہ اونھین خانۂ خمّار فراموش
گر بادۂ توحید پیین اہل مشارب — ہفتاد و دو ملّت کی ہو تکرار فراموش
پردے کو ٹک ایک مُنہ سے اگر یار اٹھادے — ہو جائین زخود مردم ہشیار فراموش
یہ چہرۂ زیبا جو برہمن کبھی دیکھے — ہو جائے اوسے بت کی پرستار فراموش
جب دلمین کھنچا نیاز کے تجھ حسن کا نقشہ — ہو کیون نہ اوسے صورت اغیار فراموش

غم کو ٹک کرتا ہی کم جریان اشک — طرفہ رکھتا ہی اثر درمان اشک
آہ آتش بار کے شعلون کو دیکھ — آہ پل پل سوکھتی ہی جان اشک
ہین جواہر خانہ یا آنکھین نیاز — جس سے نکلین ہین درِ غلطان اشک
کیا بلا ہی اندنون طوفان اشک — راتدن ہی بارش باران اشک
یا الٰہی زورق گردون سنبھال — بیطرح آمڈا ہی یہ طوفان اشک
پُھک چکے تھے ہمتوای بارو بھی — گر نہوتا اس گھڑی احسان اشک
جنکو آنکھونمین سدا رکھتے تھے ہم — رُل گئے گلیونمین وہ طفلان اشک
تجھین یہ آنکھین منظر ایوان تن — ہو گئین اب مجری عمان اشک

کچھ نہین ہوتا ہی رونے سے نیاز
لغو ہی گر ہو کوئی نازان اشک

آلہٰی جبکہ نشۂ توحید کی ترنگ — دکھلائے ہی تجلی طوری ہر ایک سنگ

ایدل قمار عشق مین ٹک کھیلیو سنبھل
بازی ندیجو ہار مرے یار دیکھنا

گر نقد جان طلب کرے وہ شوخ دلربا
انکار واں نہ کیجیو زنہار دیکھنا

ہرگز دوا نہ کیجیو اس غمکی اے نیاز
سب راحتون سے اسکو نمودار دیکھنا

لشکر غم آپڑا اقلیم دل پر ٹوٹ ٹوٹ
یان ندائے الامان تھی واں صدائے لوٹ لوٹ

دیکھکر نیرنگیان تیری اسیران ملل
ملت و مذہب کی قیدون سے گئے سب چھوٹ چھوٹ

چل سکی ہی کارخانہ ہستی موہوم کا
چل نیاز اب جسسے مل اپنی خودی سے چھوٹ چھوٹ

ہاتھ کو دنیا و دین کے جھاڑ دے اے اہل جد
مت ستا ناحق زمین کو پاؤن اپنے کوٹ کوٹ

پشتی دیوار ہستی ہی شکست و ریختن
گر بنا اپنی بھی چاہے بنا کر ٹوٹ ٹوٹ

کیا کرون راز درونکو آگے چھپ سکتا نہیں
ضبط کر کر تھا چھپایا ابتلک تو گھوٹ گھوٹ

یہ سب ادیان و ملل ہین شاخہائے یکدرخت
ایک جڑ سے ہین یہ نکلین ڈالیان سب پھوٹ پھوٹ

خاک کے پتلے نے دیکھا کیا ہی مچایا ہی شور
جن و ملک کے اوپر کر رہا ہی اپنا زور

عشق کے میدان مین آ صورت انسان بنا
عاشق مولا ہوا چاند کا جیسے چکور

سینے مین تلذم کو لے قطرہ کا قطرہ رہا
بل بے سمائی تری اور سے سمندر کے چور

جب وہ ہوا جلوہ گر تخت خلافت اوپر
عالم ملکوت کے اوٹ گئے ہاتھونکے مور

دلمین ہم اپنے نیاز رکھتے ہین سو طرز ناز
سو سجھے ہی یہ بھید اوسے جسکی نہو چشم کور

نہین کو تیری نہین ہی نہ ہی کو تیری نہین
زمانہ ٹوٹ پڑے پر نہ پلٹے تیری ہوٹ

صنم کو پوجے برہمن حرم کو مانے شیخ
یہ دونو ایک ہین ہانون کسے کسے دون چھوٹ

تجھے عشق دل ہی سے کام تھا نہ کہ استخوانو کا پھونکنا
غضب ایک شیر کے واسطے تو نے نیستان کو جلا دیا

تیری ناصحا یہ چنان نہین کہ ہین خود پسند ی سب قرین
نہ دکھائی دیگی تجھے کبھی کہین جو کسی نے سُجھا دیا

تو نے اپنا جلوہ دکھانیکو جو نقاب مُنہ سے اُٹھا دیا
وہین محو حیرت و بیخودی مجھے آئینہ سا بنا دیا

وہ جو نقش پا کیطرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی
سو کشش سے دامن ناز کی اُو سے بھی زمین سے مٹا دیا

کیا ہی چین چین اب عدم مین تھا نہ تھا لف یار کا کچھ خیال
سو جگا کے شور ظہور نے مجھے اس بلا مین پھنسا دیا

ذرا چھپ نگاہ رقیب سے پڑی اس گلی مین تھی میری خاک
تو نے ایک جھونکے مین ایسا اوڑے وہانسے اُڑا دیا

رگ و پے مین آگ بھڑک اُٹھی پگھلے ہڈیا سبھی تن بدن
مجھے ساقیا مے آتشین کا یہ جام کیسا پلا دیا

یہ نہال شعلۂ حسن کا ترا بڑھکے سر فلک ہوا
مری کاہ ہستی نے مشتعل ہو اُسے یہ نشو و نما دیا

جبھی جا کے مکتب عشق مین سبق مقام فنا لیا
جو لکھا پڑھا تھا نیاز نے سو وہ صاف دل سے بھلا دیا

معمور ہو رہا ہی عالم مین نور تیرا
از ماہ تا بماہی سب ہی ظہور تیرا

ہر آنکھ تک رہی ہی تیرے ہی مکھ کو پیارے
ہر کان مین ہون پاتا معمور شور تیرا

جب جمیعن یہ سمائی جو کچھ کہ ہی سو تو ہی
پھر دیسے دور کب ہو قرب و حضور تیرا

بھاتا نہین ہی واعظ جز دید حق مجھے کچھ
تجکو رہے مبارک حور و قصور تیرا

وحدت کے ہین یہ جلوے نقش و نگار کثرت
گر ہو سکے معرفت کو پاوے شعور تیرا

گر حرف بے نیازی سرزد نیاز سے ہو
تلوے مین خاک کے ہی پیارے غرور تیرا

اے دل کہین نجائیو زنہار دیکھنا
اپنے ہی بیچ یار کا دیدار دیکھنا

خوبان اس جہان کا تماشا جو تو کرے
آئینہ وار طلعت دلدار دیکھنا

نیرنگیون سے یار کی حیران ہو جیو
ہر رنگ مین اوسیکو نمودار دیکھنا

گھر کو تو اپنی ہستی کے ویران کر نیاز
ہستی سے حق کے پھر وہ رہیگا بسا ہوا

دل خانۂ خدا ہی صنم اسکو مت گرا
ممکن نہین جو پھر بنے یہ گھر کھا ہوا

اے مرغ دل اوکھڑ گئے جب بال و پر ترے
کہہ کیا کریگا دام سے چھٹکر پھنسا ہوا

سُن سُنکے شور عشق کے حالات اے نیاز
ڈر ڈر کے دل بغلمین ہی جاتا دھسا ہوا

دیکھتا آپ ہی سنے ہی آپ
نہ کوئی اوسکے ماسوا دیکھا

دید اپنی کی تھی اوسے خواہش
آپ کو ہر طرح بنا دیکھا

شمع ہو کر کے اور پروانہ
آپ کو آپ مین جلا دیکھا

کر کے دعوی کہین انا الحق کا
بر سر دار وہ کھنچا دیکھا

تھا وہ برتر شما و ما سے نیاز
پھر وہی اب شما و ما دیکھا

یار کو ہمنے جا بجا دیکھا
کہین ظاہر کہین چھپا دیکھا

کہین ممکن ہوا کہین واجب
کہین فانی کہین بقا دیکھا

کہین عاشق نیاز کی صورت
سینہ بریان و دل جلا دیکھا

تمھارے دور مین ہمنے ساقی عجب ہی دور شراب دیکھا
اِدھر تو واعظ گرج رہا ہی اُدھر کو زاہد خراب دیکھا

جو ایک چھپکی مین جز سے کل ہو اور ایک قطرے سے موج دریا
تمام عالم مین تو نے ہمدم کوئی بھی مثل حباب دیکھا

نہین ہی دھوکا کچھ اسمین ایدل کہ ہی یہ دھوکا طلسم عالم
جو کچھ سنا تھا سو ہی فسانہ جو کچھ کہ دیکھا سو خواب دیکھا

جو ہین مدار آمد عشق کا مجھے دلنے مژدہ سنا دیا
خرد حواس شکیب نے وہین کوس کوچ بجا دیا

جسے دیکھنا ہی محال تھا نتھا اوسکا نام نشان کہین
سو ہر ایک ذرہ مین عشق نے ہمین اسکا جلوہ دکھا دیا

کروں کیا بیان مین نیاز شہین اثر اسکے لطف نگاہ کا
کہ تعینات کی قید سے مجھے ایک دم مین چھڑا دیا

میرے چکھنے کے لیے ایک جرعہ بھی اس شراب کا تھا بہت
تو نے بیخودی سے ساقیا سر خم کو لیکے چھکا دیا



دیوان ہندی حضرت شاہ نیاز احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گر کون و مکان مظہر نیرنگ نہوتا
ہر آن مین اوسکا یہ نیا ڈھنگ نہوتا

ہوتا نہ اگر اوسکے تماشے مین تحیر
حیرت سے مین آئینہ نمط دنگ نہوتا

اسرار حقیقت کے خبردار جو ہوتے
ہنگامۂ دہر و ملت مین کبھی جنگ نہوتا

امکان سے باہر ہے تری کنہ کا پانا
ورنہ دل آگاہ مرا تنگ نہوتا

چادر سے موج کی نہ چھپے چہرہ آب کا
برقع حباب کا نہو برقع حباب کا

اپنا ہی کچھ تصرف اوہام ہے کہ ہم
چہرے پہ تیکے پاتے ہین پردہ نقاب کا

آنکھین موندی ہوئی ہون تو پھر دن بھی رات ہے
اسمین قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

کس کام کی یہ ہستیٔ موہوم کائنات
سیراب کب کرے تجھے دھوکھا سراب کا

اپنا حجاب آپ ہے تو آسمان نیاز
اٹھنے مین تیرے ہوتا ہے اوٹھنا حجاب کا

تمھارے عشق مین گر جانکنی سے مین ڈرتا
کوئی دن جیکے آخر موت سے مرنا ہی پھر پڑتا

کہان یہ عشق کا مرنا کہان وہ موت سر پٹنا
یہان اب روح قدسی ہون وہان زیر زمین مٹی پڑتا

اگر پروانہ بلبل کیطرح مرنے سے تھم رہتا
یہ رونا شمع کو اوسکے لیے تا صبح کیون پڑتا

گنجایش خیال طلسم جہان کہان
آنکھون مین جسکے جلوۂ حق ہو بسا ہوا

گفتم بفراق تو از خواب و خورم فارغ
گفتا که دم از عشقم آنگاه خورد خوابی

گفتم ز لعل تو از هوش چرا رفتم
گفتا که نمیدانی لب بهت می ناب بی

گفتم که ز وصل تو دارم هوسی در دل
گفتا که مجو هرگز این گوهر نایابی

گفتم که مرا بیخود از بهر چه فرمائی
گفتا که نمی بینم در عشق تو آدابی

گر وصل خواهی با یار جانی
خود را نه بینی غیرش ندانی

در جست و جویش هر سو دویدیم
جائی ندیدیم ازوی نشانی

چون بر در دل کردیم منزل
شد ده آشکارا راز نهانی

زاهد چه خوانی از زهد و تقوی
خوابم رباید زین قصه خوانی

تا گشته فانی سرم را زنی
آمد بگوشم تا لن ترانی

تا یار با ما دارد قرانی
زیبا ست بر ما صاحبقرانی

باقی و فانی دانیم بیخود
عشقست باقی عقل ست فانی

وی پیش آمد شاهی براهی
از خویش رفتم در یک نگاهی

از کشور عشق فرمود شرحی
کز رهروانش گم کرده راهی

در هر قدم سر بر کف نهادن
در هر دمم آنجا حال تباهی

سوز دل آتش خاکست خواری
آب و هوایش اشکی و آهی

شرع و شریعت نامی ندارد
جز بیخود میخوارگی راهی

آب ست وجود تو و انها ر شهود تو | امواج فنود تو اے قطرهٔ دریائی
خبرم نبود با تو صبرم نبود بی تو | حیرت زده ام بے تو هوشم نه شکیبائی
زیبا خدو رعنا قد خار نگر دلها شد | ختم ست بتو جانان زیبائی و رعنائی
ای دلبر ترسائی گر ترس خدا داری | بر این لب خشک من آئی لب ترسائی
در میکدهٔ امکان نامیست ز آسایش | برکن قدح باده تا بگذرد دم آسائی
یار ست درون دل جوی تو در آب و گل | حاجی چه کنی حاصل زین بادیه پیمائی

خود را چو نمیدانی از دوست چه برخوانی
بیخود نشدی فانی ایوای ز خود رائی

دو جهان وهم سرا بست تو هم میدانی | زندگی نقش بر آب ست تو هم میدانی
رخ مهتاب از من شیدا که ندارم تابی | جان و دل در تب و تاب ست تو هم میدانی
بوسه بشمرده دهی عیب بود شاها نرا | بذل شه را چه حساب ست تو هم میدانی
شیخ در صحبت ما غرق خجالت گردی | بزم ما عالم آب ست تو هم میدانی
دم آبی ست تمنای دل از شمشیرت | تشنه لب طالب آب ست تو هم میدانی
زاهدا نیست بجز باده علاج غفلت | آب را دافع خواب ست تو هم میدانی
چشم خونبار بود باعث ویرانی دل | خانه از سیل خراب ست تو هم میدانی
تیغ را آخته باز چه ترسی ز عذاب | قتل عشاق ثواب ست تو هم میدانی

چه عجب گر سخنی گفتی و بیخود گردی
لب لعلت می ناب ست تو هم میدانی

گفتم که ز سوز دل در جان نبود تابی | گفتا که بدان آتش از دیده بران آبی

نسبتی کو سرو را با قامتش — چوب خشک و آن قد زیبای او
ادعای عشق و انگه بیم جان — صادقم کاذب بود دعوای او
چشم مستش هر که بیند مے شود — دیده و دل ساغر و مینای او

هر که خود را دید بیخود در خدا
خام باشد سر بسر سودای او

بر سرم گر رود جفای تو — از دلم کے رود وفای تو
نه یکے من قتیل نازتوام — عالمے کشتهٔ ادای تو
بدہد کس برایگان جانرا — جان من میدہم برای تو
معنی نام سرمدست کہ نیست — ابتدائے و انتهائے تو
خون عاشق چکار مے آید — نشود گر حنای پائے تو
هیچ کارت مدان کہ پنهانست — همه پیداست بر خدائے تو
همه جا جلوهٔ تو مے بینم — در دلم نیست ماسوائے تو
مظهر تو حواس و اعضایم — بینم از تو روم بپائے تو
هر چه بینم و انچه مے شنویم — صورت تست و هم صدائی تو
زاهد ارهست گو ز صوم و صلوٰة — همه میدانم افترائے تو

وصف خود خود بگو و خود بشنو
کے ز بیخود شود ثنائے تو

جائی تو کجا جویم ای شاهد هر جائی — جانی همه تنها را با این همه تنهائی
زلفست تباه دست جان دل مارا ست — هر نام بود نامت هم اسم و مسمائی

افتخارم بود غنای من | افتخارم بود غنای من
جار مجرای سیل شد اشکم | بیتو این ست ماجرای من
شیشهٔ دل شکسته شد صد بار | نه شنیدی یکے صدای من
بیوفا خوگرِ جفا شده ام | امتحان تا بکی وفای من
آتش عشق سوخت پاک مرا | خاکسار یست کیمیای من
بارقیب التفات بیجا یت | هردم آزردگی بجای من
انتهایم به پیش تو مردن | پس تو دانی ز ابتدای من
دوش در گوش میفروشم گفت | بگذر از خویشتن برای من

بیخودی فارغ از مسیحا کرد
درد من بود خود دوای من

صاحب این خانه تن کیست آن | هیچ نفهمیده شد این چنان
یک عددی واحد و کردی شمار | این صد و پنجه چهل و بیست آن
این همه حیران مشو اندر صفات | ذات تو باز یگر و بازیست آن
هرکه زبانش بدروغ آشناست | مانده خجالت زده تا زیست آن

بیخود اگر دیدهٔ حق بین بود
دیده شود این چه و هم چیست آن

هرکرا در سر بود سودای او | میشود امروز او فردای او
هرکه راهے یافت در کوی حبیب | جنت الماوا شود ماوای او
وای بر زاهد که منع عشق گفت | عاشقان را کی بود پروای او

هر کمالے کہ ماسوائے حق ست — در حقیقت زوال میدانم
اصل و فرع ست پیش من یکسان — تخم را هم نهال میدانم
چون بجز یار نیست اغیارے — هجر را هم وصال میدانم
بگذر از ژاژ خائی اے ناصح — من هم این قیل و قال میدانم
هر که می را حرام میگوید — خون او را حلال میدانم

حال فردا و دی مپرس از من
بیخودم حفظ حال میدانم

شد فدای پای جانان جانِ من — مصحف رویش بود ایمانِ من
سجده گه مستانه ام باشد نماز — در دل با تو بود قرآنِ من
از سر و سامان بود دردِ سرم — بی سر و سامانیم سامانِ من
در سرم هر دم سر آزادگیست — قید تن باشد کنون زندانِ من

بیخودم ای کوهکن جان میکنم
جوی شیرت به که شیرین جانِ من

خوردن غم شود غذای من — عیب پوشی بود روای من
اشک گرم آبروی من باشد — آه سرد ست خوش هوای من
صحت عقل بود بیمارے — مرض عشق شد دوای من
سوخت یکسر و ساخت خاکستر — آتش عشق ماسوای من

بیخودم لیکن اینقدر دانم
که قضایش بود رضای من

از نام و ننگ دنیا ست مارا — نور فخر ظاهر عاریم در دل
با سوز هجران سازیم تا کی — بی نور رویش ناریم در دل
بان پخته کاران خامیم در عشق — گر جنبه وصالش آریم در دل
دل غنچه سان ست در هجر آن گل — وز خار خارش خاریم در دل

چون دیده تر نمناز عشق ست
پوشیده بیخود زاریم در دل

تا که لطفت گشت زین ناکام کم — میطپد دل میکند آرام رم
بسکه در هجر تو آب از دیده رفت — نیست در چشمم ز بهر نام نم
سر نبه بر کاسه زانوی خویش — گر نمیخواهی که بینی جام جم
عاشق از شادی نمیگنجد بپوست — یافت تا از تیغ خون آشام شم

ماجرای گریه بیخود مپرس
هست چشمانش درین ایام نم

آبروی فقرم کو گر چو آب پاک نیم — خاک بر سر فقرم تا که مثل خاک نیم
می شناسد عالم را هر که خویش را شناخت — در دکس نمیدانم تا که دردناک نیم
درد عشق پیدا کن تا دوا رسد از غیب — از رفوست استغنا تا که سینه چاک نیم
تهمتی ز عشق او بسته اند بر سر من — تا بپای قاتل خود کشته و هلاک نیم

پاک سوخت آتش غم خاکسار بیخود کرد
به تعجبم که چرا خالی از تپاک نیم

همه عالم خیال میدانم — بیخودی را کمال میدانم

برگنه ناکرده کردم اعتراف

نشود نفس زآرزو تا پاک — نرود جان من زدل تا پاک
سبب حزن بیم ناپاکی ست — پاک شو پاک تا شوی بیباک
رنج وراحت بدهر شد توام — شاد گردد هر آنکه شد غمناک
بروافتادگی زخاک آموز — شد چو پامال رفت بر افلاک
نحن اقرب که بود مترخفے — منجلے شد زصاحب لولاک
لیس فی الدار غیر نا دیار — فهم کن گر ترا بود ادراک

ساخت آدم زخاک ایزد پاک
بیخود آدم شوی چو گردی خاک

ازلالہ خدی داغ نیم دردل — وزسرو قدی پائیم درگل
فردوس ورضوان تاکے شناسیم — درکوی جانان داریم منزل
ازسرگذشتن باریست آسان — وزتو گسستن کاریست مشکل
دل بردن ازتو جان دادن ازمن — دادوستد را هستیم کامل
بیخوابی آموخت عینک برچشم — بیتابی آموخت سیماب ازدل
باخودپرستی کو عشق وستی — ازخودپرستی هستی توعاقل

درکوی جانان هرسو به بینی
صد همچو بیخود مقتول وبسمل

عشق تو پنهان داریم دردل — تخم محبت کاریم دردل
بینم جمالت درهر مظاهر — غیر ازخیالت ناریم دردل

بیتو بنیم باغ و بستانرا چو زاغ | با تو دارم از گل و گلشن فراغ
بید ما غم کو شمیم زلف او | بوی گل را بر نمتیابد دماغ
لاله زار دانعمای دل ببین | گر بود در سر هوای سیر باغ
گر کند تقلید رفتارت تذرو | صادق آید قصهٔ کبک و کلاغ
یار ساقی فصل گل مینای مُل | باغ خالی بر کن از صهبا ایاغ
یوسف گم گشته را بیرون مجوی | در درون چاه دل یابی سراغ

کی دوای آخرین جز کی بود
کن علاج درد بیخود از دماغ

تا نکردی سینه را از کشته صاف | دعوی فقرت بود لاف و گزاف
دوست دارم هر کس و بیگانه را | دشمنان خویش را کردم معاف
اتفاقم هست با هر ملتے | در جهان با کس ندارم اختلاف
مستقیم و مستوی در عشق باش | گو نماید دوست از تو انحراف
سیر شد خاطر ز سیر بوستان | خوش نمی آید کنون جز اعتکاف
قطرهٔ ذاتش چو یابی لب بنبد | آب کے گوهر شود بے انصداف
سر بسر باشد خطر هم بیم سر | سر سلطان گر نمائی انکشاف
بدلهٔ نیکے بدی شد در جهان | مهر را از ماه گردد انکشاف
کاملان از ناقصان خائف تراند | دیدهٔ گاهی بجز بد را نخساف
منتهای عقل باشد علم تو | هر چه دانستی بران دانش ملاف

علم ربد تر بود بیخود از گناه

گر بود بر خاطرت از دی غبار

خود خدائی اگر نداری آز
بهر زر است بندگی و نیاز

خسته گردی ز ناز یار مناز
آز را سوز و با قناعت ساز

گر نمانی نماز میخوانی
با خودی با خدا نه و نماز

از خودی میرها ندم دردم
از نماز تو به بود به نیاز

بیخود ا لیل عمر تو کوتاه
قصهٔ زلف اوست دور و دراز

خویش را بشناس کار اینست و بس
صید دلها کن شکار اینست و بس

زهر قاتل خواهش دنیا بدان
نفس سرکش کش که مار اینست و بس

دل مبند بر دار فانی جز خدا
ما سوی اغیار و بار اینست و بس

گلشن گیتی ندارد غیر گل
دهم خود بگذار خار اینست و بس

سم و تریاق ست بیخود عقل تو
نور هم اینست و نار اینست و بس

اگر ترا غم عشق ست اشک ریزان باش
بجز خیال وصال از همه گریزان باش

بپیچ در سر زلفش که بس پریشان ست
رخش در آئینهٔ دل بدین حیران باش

چو غنچه تنگدلی چیست بهر مشتی زر
چو گل کشاده دل و دست شاد و خندان باش

ز شادی و غم دنیا که در گذر باشد
ز جا مرو و بکش جام می و شادان باش

هدایتی ست ز صائب برای تو بیخود
ز خار راه تعلق کشیده دامان باش

بیتو بنیم باغ و بستانرا چوزاغ | با تو دارم از گل و گلشن فراغ
بید ما غم کو شمیم زلف او | بوی گل را بر نتابد دماغ
لاله زار دانعمای دل ببین | گر بود در سر هوای سیر باغ
گر کند تقلید رفتارت تذرو | صادق آید قصهٔ کبک و کلاغ
یار ساقی فصل گل مینای مُل | باغ خالی بر کن از صهبا ایاغ
یوسف گم گشته را بیرون مجوی | در درون چاه دل یابی سراغ

کی دوای آخرین جز کی بود
کن علاج درد بیخود از دماغ

تا نکردی سینه را از کشته صاف | دعوی فقرت بود لاف و گزاف
دوست دارم هر کس و بیگانه را | دشمنان خویش را کردم معاف
اتفاقم هست با هر ملتے | در جهان با کس ندارم اختلاف
مستقیم و مستوی در عشق باش | گو نماید دوست از تو انحراف
سیر شد خاطر ز سیر بوستان | خوش نمی آید کنون جز اعتکاف
قطرهٔ ذاتش چو یابی لب بنبد | آب کے گوهر شود بے انصداف
سر بسر باشد خطر هم بیم سر | سر سلطان گر نمائی انکشاف
بدلهٔ نیکے بدی شد در جهان | مهر را از ماه گردد انکشاف
کاملان از ناقصان خائف تراند | دیدهٔ گاهی بجز بد را نخساف
منتهای عقل باشد علم تو | هر چه دانستی بران دانش ملاف

عذر بدتر بود بیخود از گناه

اگر بود بر خاطرت از وی غبار

خود خدائی اگر نداری آز — بهر زر است بندگی و نیاز
خسته کردی ز ناز یار نباز — آز را سوز و با قناعت ساز
گر نمانی نماز میخوانی — با خودی با خدا نه و مناز
از خودی میرهاندم دردم — از نماز تو به بود به نیاز

بیخود الیل عمر تو کوتاه
قصهٔ زلف اوست دور و دراز

خویش را بشناس کار انیست و بس — صید دلها کن شکار انیست و بس
زهر قاتل خواهش دنیا بدان — نفس سرکش کش که مار انیست و بس
دل منه بر دار فانی جز خدا — ما سوی اغیار و بار انیست و بس
گلشن گیتی ندارد غیر گل — وهم خود بگذار خار انیست و بس

سم و تریاق ست بیخود عقل تو
نور هم انیست و نار انیست و بس

اگر ترا غم عشق ست اشک ریزان باش — بجز خیال وصال از همه گریزان باش
مپیچ در سر زلفش که بس پریشان ست — رخش در آئینهٔ دل ببین حیران باش
چو غنچه تنگدلی چیست بهر مشتی زر — چو گل کشاده دل و دست شاد و خندان باش
ز شادی و غم دنیا که در گذر باشد — ز جا مرو و بکش جام می و شادان باش

هدایتی ست ز صائب برای تو بیخود
ز خار راه تعلق کشیده دامان باش

برد دلم اگر نیاز بازیم اوست جان نواز
بیخود و سر بسر نیاز گرد که کرد یار کرد

مهر بپای تو گر فدا گردد
باری این بار سرادا گردد

سر ز پایت نمیتوان برداشت
سایه از مهر کے جدا گردد

رخ نمالب کشا که این گل قند
دردهای مرا دوا گردد

طوف دیر و حرم بود بیجا
گرد سر گشتنم بجا گردد

چشم بی نور من منور شود
گر سر شکم چو با جرا گردد

دهی از ناز گر تو دشنامے
بهر من به ز صد دعا گردد

طرفه شوریست در شراب عشق
هر که بیخود شود خدا گردد

رنج و راحت را چو میدانم ز یار
شاکی و شاکر نیم از روزگار

در حریمش دیگری را بار نیست
اعتبارم کن که گفتم مار مار

در سر بلبل بود سودائے گل
نشتر فصدش سزد از نوک خار

میروی با غیر و میگوئی بیا
چون کنم این جبر جانان اختیار

برقراری نیست چون گردون دون
بر مدارش چشم امیدی مدار

نشئه دار فنا را کو بقا
سر چو صهبا اول و آخر خمار

خاک تیره کرد خیره چشم تو
ورنه در گردست پنهان شهسوار

ننگ و نام عاشقان ننگ و نام نیست
ننگ از نام ست و از ننگ ست عار

میدهد بر باد بیخود خاک خود

دوست چو هست روبرو چیست ضرور جستجو — یار و خیال غیر او میشود این نمیشود
خواب و خیال شد جهان دزدنظر که دید جان — وحدت ذات واین و آن میشود این نمیشود
گر بدلت بود صفا وعدهٔ او شود وفا — شرک و دانش خدا میشود این نمیشود
از رخ و زلف آن صنم واعجبا بحیرتم — شام و سحر مگر بهم میشود این نمیشود
زاهد خشک و چشم تر هر صدفی دُرِ گهر — ور همه خاک سیم و زر میشود این نمیشود
دوش بگوش من سروش گفت تو سر و می نوش — واعظ و انگبی خموش میشود این نمیشود

زاهد دین و حور عین بیخود و یار نازنین
عشق و عقل دور بین میشود این نمیشود

جان و دلم اسیر غم کرد که کرد یار کرد — آب و گلم خمیر هم کرد که کرد یار کرد
از سر من خیال غیر برد که برد یار برد — خار غم از حرم و دیر کرد که کرد یار کرد
درد فراق در دلم داد که داد یار داد — از غم عشق بسملم کرد که کرد یار کرد
راز نهان بگوش جان گفت که گفت یار گفت — وین همه ظاهر و عیان کرد که کرد یار کرد
درد من است از حبیب جان مرا هم او طبیب — از ازلم غمش نصیب کرد که کرد یار کرد
تیر نگاه تیز پران سپرش دل و جگر — در ره عشق بی سپر کرد که کرد یار کرد
عابد و بندهٔ خدا زاهد و کندهٔ ریا — عاشق و وردلا و وا کرد که کرد یار کرد
در خد و خال آن نگار بود که بود یار بود — زار و نزار و دلفگار کرد که کرد یار کرد
حسن و عتاب بحیاب حسن و عذاب بحیاب — عاشق و خانمان خراب کرد که کرد یار کرد
عشق و آه آتشین عشق و شورش زمین — عشق و خاطر حزین کرد که کرد یار کرد
گر تو شوی عشق هست هست که هست یار هست — صوفی و رندمی پرست کرد که کرد یار کرد

آن که منصور وار بر دار است

عاشقی تا بر تنِ خود جستنِ جانان عجب
تا که در دل نداری خواهش درمان عجب

با قناعت ساز و پیش کس مبر دست نیاز
بهر دونان اینقدر همت دونان عجب

میروی در کعبه زاهد زود از راهِ تری
زهد خشک و صوم تو بی دیده گریان عجب

ای سرت گردم قدم رنجه نفرمودی گهی
سوختم در انتظارت این دل بریان عجب

ساختی آئینه تا بینی جمال خویش را
خوب میدانم نباشد خلقتِ انسان عجب

عیسیا بیمار عشقم نیست جز وصلم علاج
میزنی تا چند نشتر بر رگ شریان عجب

از خدا کردت جدا و هم تو باشد دشمنت
لعن طعن تست بر بیچارهٔ سلطان عجب

باش گریان مثل شبنم تا رسی بر آسمان
میشود بهر دو روزه عمر گل خندان عجب

بودهٔ آزاد خواهش قید و بندی شد گران
ماندهٔ بیخود چرا از خود درین زندان عجب

خویشتن را می ندانم الغیاث
اشک حسرت می فشانم الغیاث

تا نیابم مرشدِ آئینهٔ دل
دیدن روئے تو انم الغیاث

شد یقینم انچه دانم ماسوا
از چه گه گه در گمانم الغیاث

آتش عشق تو در جانم فتاد
سوخت مغز استخوانم الغیاث

سوختی دل را و بیخود ساختی
در فراقت خسته جانم الغیاث

ذکر خدا و قلب نان میشود این نمیشود
عشق بتان و بیم جان میشود این نمیشود

صاف کن اول اے نفس خانهٔ دل ز رجس خس
شاه و منزلش نجس میشود این نمیشود

زهد و عبادت و ورع کردکه کرد یار کرد
بیخود از شراب عشق مست که مست یار است

از خیال روی نیکویت رهائی مشکل است
ور نهال قدد دلجویت مرا پا در گل است

ناقصی در عشق تا در بیم جان افتاده‌ئ
خوش سپارد جان بجانان آنکه مرد کامل است

ره نوردان محبت را پیام ما رسان
کاندرین ره یکقدم از خود گذشتن منزل است

در دبستان محبت ابجد از خود رفتگی ست
معنی بسم الله آن فهمد کسی کو بسمل است

بر در دل سر بنه بیخود و مجو از این و آن
هر که فهمد این معما دانش اهل دل است

بیماری عشق را دوا نیست
جز خون جگر دگر غذا نیست

ملبوس شهان همه لباس ست
خوشتر ز برهنگی ردا نیست

صد بار شکسته‌ئ دلم را
لیکن این شیشه را صدا نیست

عشق ست بلای جان عاشق
خوشحال کسی که مبتلا نیست

با خود جوید کجاست جایش
بیخود گوید که او کجا نیست

از می عشق هر که سرشار ست
زنده باحق بخلق مردار ست

کار و بار دگر بجز یادش
همه بیکار و بر دلش بار ست

غیر را در حریم عزت او
گفتمت بار بار کے بار ست

یار شد چون زبان او با دل
در دلش یار و بر زبان یار ست

هست سردار عاشقان بیخود

حضرت عشق ست فیاض زمان — با وجود او کسی ناکام نیست
سر بسر خامی ست در کار جهان — پخته مغز از خیال خام نیست

هر چه آید گو بیا بر چشم ما
بیخود از خواهش دو آرام نیست

دیده و دل را تمنای شماست — در سر شوریده سودای شماست
با پریرویان نه آساید دلم — در دل دیوانه ام جای شماست
از می چشمت بود سرشارم — سجده مستانه بر پای شماست
کشته جاد و نگاهان گشته ام — مرده دل را چشم احیای شماست

از برای قتل ما تدبیر چیست
رای بیخود تابع رای شماست

کار دنیا انتشاری بیش نیست — فخر و عاری اعتباری بیش نیست
لت مخور مهر حصول جاه و مال — نشاه دولت خماری بیش نیست
خود گلی چون غنچه دلتنگی چرا — آرزو ها خارخاری بیش نیست
علت عالم محقق شد بما — جزو خانی و بخاری بیش نیست

کار و بار این جهان جز بیخودی
بر دل وارسته باری بیش نیست

دل بگیرد زلف خود بست که بست یار بست — عاشق دردمند را خست که خست یار بست
عالم غیب و بی نشان بود که بود یار بود — در همه کون و هم مکان هست که هست یار هست
بند تعینات ساخت که ساخت یار ست — باز ز قید این و آن رست که رست یار رست

عین ذاتست جلوه گر بر جا | وهم غیرست آفریدهٔ ما

شد فراموش من سکت سلم
بیخود ما دهن دریدهٔ ما +

کبریائی هست شان یار ما | بی نشانی هانشان یار ما
از لب شیرین او خورده شکر | طوطی گویا زبان یار ما
نقطهٔ موهوم باشد آن دهان | خط مفروضی میان یار ما
ابروانش قاب قوسین دلم | چشمهٔ حیوان دهان یار ما

با خودی در این و آن افتاده ام
هر که بیخود شد ازان یار ما

گر بگوئی تو با نیست مرا | جز خیال تو کار نیست مرا
بسر زلف بسته پایم | سر سیر و شکار نیست مرا
بکنارم بیا بیا یکبار | زندگانی دو بار نیست مرا
جلوه فرما مرا ز من برها | طاقت انتظار نیست مرا
چون برآرم نفس ز دلتنگی | با تو صحبت برآر نیست مرا
خاک من پاک کرد آئنه را | بر دل از کس غبار نیست مرا

میکشد یار سوی خود جبراً
بیخودم اختیار نیست مرا

تا که نفس سرکش ما رام نیست | در جهان ما را دمی آرام نیست
همچو سیماب نمیباشد قرار | در برم گر یار سیم اندام نیست

انتخاب دیوان بیخود

بسم الله الرحمن الرحیم

رخت بمیخانه کشیدیم ما
ساغر مستانه چشیدیم ما

چاک نمودیم گریبان نام
پیرهن ننگ دریدیم ما

راست چو تیریم بعشق بتان
گرچه کمان وار خمیدیم ما

سوی خرابات ز مسجد شدیم
از خود و بیگانه رهیدیم ما

وحشتی از هر دو جهان داشتیم
بیخود و دیوانه رهیدیم ما

طفل اشک ست نو رسیدهٔ ما
آه ما قامت کشیدهٔ ما

جز خیال جمال او مائل
نه شود خاطر کبیدهٔ ما

کی شود رام و آید اندر دام
باز آن آهوی رمیدهٔ ما

روی دارم کنون بسوی خاک
بنگرید از قد خمیدهٔ ما

نفس شد رام و یافتم آرام
جز ذا حال آرمیدهٔ ما

غزلم مطلع رخ و زلف ست
بیت ابرو و سر قصیدهٔ ما

از ازل منصب ظلوم و جهول
ثبت کردند در جریدهٔ ما

تا نه عشقش فروختم دل را
عقل شد بندهٔ خریدهٔ ما

وحده لا شریک خواهد گفت
سبزه از خاک هر دمیدهٔ ما

کرا یارا که بگذارد قدم پیش — که آن آهو رمد از سایهٔ خویش
جعفر بوستان جهان دم غنیمت ست — شادی نصیب گر نشود غم غنیمت ست
حلوا اگر بمنت دونان رسد بدست — نزدیک اهل غیرت ازان سم غنیمت ست
دل با ستد لال بستم ماندم از مقصود دور — نردبان کردم تصور راه ناهموار را
قدسی ندانم چون شود سودے ابازار جزا — او نقد آمرزش بکف من جنس عصیان در بغل

مدعی آمد عیادت از زبان یار کرد — آه این پرسش مرا با رو گر بیمار کرد
هم اسم توئی و هم مسمے — عاجز شده عقل زین معما
کوتاه همتی که پئی حاصل دو کون — دست دعا بحضرت بیچون کند دراز
نمیگویم که از عالم جدا باش — بهر کاریکه باشی با خدا باش

از راستیست جای الف در میان جان — واو از کجی همیشه بود در میان خون
علم ملک غیب را نسخه کجاست — مترحق در سینهٔ ما و شماست
غیر تش نخیر در جهان نگذاشت — لاجرم جمله عین آشیا شد
باطن آرائی چه پرکاری بود — ظاهر آرائی دکانداری بود

اردو

ہین مکان ہو سلاطین گذشتہ کے بیوت — گور مین قیصر مکین موران تربت کاہی قوت
کل تھا شور در و باش اور آج ہر جانب سکوت — پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت

بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

گر دلے از عمزهٔ دلدار بری بُرد ببرد | در میان جان و جانان جرمی نیست رخصت

بے مگس هرگز نماند عنکبوت | رزق را روزی رسان پر میدهد
پرده بر خ افگنده بردن از حیا بخش | تا نکهت گل بخیته آید بدماغش
گر شود لطف و کرم درشان من | جلوهٔ طاعت دهد عصیان من
زن بد در سرای مرد نکو | همدرین عالم ست دوزخ او
چو مستور باشد زن خوبروی | بدیدار او در بهشت ست شوی
بر تواضع های دشمن تکیه کردن ابلهی ست | پا بموس سیل از پا افگند دیوار را
اسیر شر نخواهد رهائی ز بند | شکارش نجوید خلاص از کمند

چندین فنون شیخ نیرزد به نیم خس | راحت بدل رسان که همین مشرب ست و بس
دشمن زندگیست موی سپید | روے دشمن سیاه باید کرد
طفل رضیع مادر خود را شناخت ست | نشناختی هنوز تو پروردگار خویش
حباب وار ز بهر تماشا آمده ایم | که سر کشیم و نگاهی کنیم و آب شویم
ثنای خود بخود گفتن نمی زیبد ترا صائب | چو زن پستان خود مالد حفظ نفس کے یابد
چون از دو گشتی همه چیز از تو گشت | چون از دو گشتی همه چیز از تو گشت
چون محبت میل کشف وحدت ست | پرده سوز غیریت از غیرت ست

تا کی از هجر تو گریم زار زار | ده مرا از شربت وصلت قرار
مردان خدا خدا نباشند | لیکن ز خدا جدا نباشند
مزاج حسن نازک آنچنان ست | که بوی گل بود بار گران ست

اشتیاقی که بدیدار تو دارد دل من | دل من داند و من دانم و دارد دل من

آسودگی بگوشهٔ هستی ندیده ایم | جان داده ایم و کنج مزاری خریده ایم

ازین دردر آید ازان بگذرد | زمانه بدرودم همی بشمرد
کار دنیا کسی تمام نکرد | هرچه گیرید مختصر گیرید
غم دین خور که غم غم دین ست | همه غمها فرودتر زین ست
تویی مقصود گر مشغول نخیرم | توئی معبود گر نزدیک دیرم
اگر هر موی من گردد زبانی | نه تو را نم بهر یک داستانی
نیارم گوهر شکر تو سفتن | سر موی ز احسان تو گفتن

درد خواه و درد خواه و درد خواه | گر تو هستی اهل درد و مرد راه
زادهٔ ظالم ستمگر می شود | تیغ چون بشکست خنجر می شود
چون ازان اقبال شیرین شد دهان | تلخ شد بر آدمی ملک جهان

بسودای جانان ز جان مشتغل | بذکر حبیب از جهان مشتغل
نه سودای خود شان نه پروای کس | نه در کنج توحید شان جای کس
ندارند چشم از خلائق بسند | که ایشان پسندیدهٔ حق بسند

حرص قانع نیست صائب ورنه اسباب معاش | انچه ما در کار داریم اکثری در کار نیست
عیش دنیا چند روزی بیش نیست | حاصل از کشتم بغیر از نیش نیست
بدانش ترا رهنمون کرده اند | که بر مال تو حکم خون کرده اند
تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن | که خواجه خود روش بنده پروری دارد
ره عقل جز بیچ بر پیچ نیست | بر عارفان جز خدا هیچ نیست
دل بی تحصیل یار و یار در دل بوده است | حاصل تحصیل ما تحصیل حاصل بوده است

بغیر سبزه نپوشد کسے مزار مرا
که قبر پوش غریبان همین گیاه بس است

عشق من فاش شد از گریهٔ زار من الفرید
من باین پرده دری روی بجانان چه کنم

هلالی که بر آسمان جای اوست
ترا شیدهٔ ناخن پای اوست

آهن که بپارس آشنا شد
فی الحال بصورتِ طلا شد

ای تماشاگاه عالم روی تو
تو کجا بهرِ تماشا میروی

آن شوخ چنان ربود از من
گویا که دلم نه بود از من

بوسه بمن دادی و رنجیده
بازستان گر نه پسند دیده

حمد را با تو نسبتی ست درست
بر در هر که رفت بر در تست

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری
آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری

بی چاشنیِ درد کسے مرد نباشد
نامرد بود هر که در درد نباشد

بی تو ای ماه چه سازم چه کنم
چه کنم آه چه سازم چه کنم

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

دردم ز حد گذشت بدرمان خبر کنید
کارم بجان رسید بجانان خبر کنید

نه چندان بخور که دهانت برآید
نه چندانکه از ضعف جانت برآید

هر که کاه و جو خورد قربان شود
هر که نور حق خورد قرآن شود

زائد از لقمهٔ حلال اندر دهان
میل خدمت عزم رفتن انجمان

تن ز سر گین خویش چون خالی کنی
پر ز گوهرهای اجلالی کنی

هر که صاحب همت آمد مرد شد
همچو خورشید از بلندی فرد شد

آب حیات آتش افسرده دامن ست
مجنون عبث بدامن صحرا نمیرود

به طبعم هیچ مضمون به زلب بستن نمی آید | خموشی معنی دارد که در گفتن نمی آید
سینها را خامشی گنجینهٔ گوهر کند | یادوارم از صدف این نکتهٔ سربسته را

در پی جانان جان هم رفت | این هم رفت و آن هم رفت
زمان خوشدلی دریاب دریاب | که هردم در صدف گوهر نباشد
دلم در زلف او گم شد بجا شد | پریشان با پریشان آشنا شد
حاشا که زبان سگی گزنده است | در حبس دهان از و فگنده است
به بینیم که تا کردگار جهان | درین آشکارا چه دارد نهان
نفس را مرشد خود کردهٔ حیف | بلا را در بغل پروردهٔ حیف
مرید نفس دون گردیدن از چیست | ندانم سگ پرستی مذهب کیست
ظاهرا برزن چو آب ارغالبی | باطناً مغلوب وزن را طالبی

من شنیدم یار من فردا رود در راه شتاب | یا الهی تا قیامت بر نه آید آفتاب
سرو در باغ بیک پای ستاده است نگر | در رکاب تو دو دگر بودش پای دگر
این بنده چه داند که چه میباید خواست | دانندهٔ توئی هر انچه بهتر آن ده

خدا میدهاند خدا میدهد | نه کس میدهاند نه کس میدهد

چه نسبت خاک را با عالم پاک | که ادراکست عجز از درک ادراک

خداوندا ز هستی ساده بودیم | ز بیم نیستی آزاده بودیم

سرگذشتم را چه پرسی شبنوا از من سرگذشت | موی سر از پا گذشت و خار پا از سر گذشت
چه میپرسی ز من حال دل غمدیدهات چون شد | دلم شد خون و خون شد آب و آب از دیده بیرون شد
زهی سعادت آنکس که یارش آرد یاد | کند ز بند غم و محنت و الم آزاد

مرگ هر کس در حقیقت نقش حال زندگیست — هر چه کس بیند به بیداری همان بیند بخواب
تا در نرسد وعدهٔ هر کار که هست — سودی نکند یاریِ هر یار که هست

ریاضت کش از بهر نام و غرور — که طبل تهی را رود بانگ دور
بگو دل را که گردد غم نگردد — که زیرا غم زخوردن کم نگردد

ز ضعف رشتهٔ آهم گسسته می آید — نفس ز سینه دو صد جا شکسته می آید
خاک باش و خرس باش و یا سگ مردار باش — هر چه خواهی باش عرفی اندکی زردار باش
بغض و عداوت و حسد و کینهٔ وریا — این جمله شد حلال مگر می حرام شد
می که بدنام کند اهل خرد را غلط است — بلکه می میشود از صحبت نادان بدنام
گذشته خواب و آینده خیال است — غنیمت دان همین دم را که حال است
نور جهان گرچه بصورت زن ست — در صف مردان زن شیر افگن ست
ز بیدردان علاج درد خود جستن بدان ماند — که خار از پا برون آرد کسی از نیشهٔ عقرب

بخور مے تا ز خویشت وارهاند — وجود قطره با دریا رساند
شراب شوق او خوردن حلال ست — دمی بی یاد او بودن حرام ست
گر تو میخواهی که باشی خوشنویس — مینویس و مینویس و مینویس
کسے مرد تمام ست کز تمامی — کند با خواجگی کار غلامی

می خوردن و خاموش نشستن سهل ست — گر بدولت برسی مست نگردی مردی

بنام آنکه او نامے ندارد — بهر نامی که خوانی سر برآرد
خونی نکرده ایم و کسی را نکشته ایم — جرم همین که عاشق روی کشته ایم
نه مونسی نه رفیقی نه همدمی دارم — حدیث دل بکه گویم عجب غمی دارم

حق جان جهان ست جهان جمله بدن — توحید همین ست دگرها همه فن

نخورد شیر نیم خورده سگ — گربه سختی بمیرد اندر غار

خیالات نادان خلوت نشین — بهم برکند عاقبت کفر و دین

دُر ابلق کسی کم دید موجود — مگر اشک تابان سرمه آلود

آنانکه چشم خویش بیک حیله وا کنند — خر را ولی کنند مگس را رها کنند

هزاران عاقل و فرزانه گشتند — ولے از عاشقی بیگانه گشتند

اگر دنیا و عقبے پیش آید — نظر کردن دران هرگز نشاید

مقام فقر بس عالی مقام ست — منی و ما دران منزل حرام ست

مائیم پر گناه تو دریای رحمتی — جائیکه عفو تست چه باشد گناه ما

گهر فشان شده ابر سیه چو گرد قمر — شفق زد از من شب دانمود روی سحر

سرا نیده هرگز نگردد خموش — ولیکن نه هر وقت باز ست گوش

فراوان خزینه فراوان غم ست — کم ست انده آنرا که دنیا کم ست

وصف دهن تنگ ترا هیچ نگفتم — یک قطره بود پیش دهانت یم قلزم

در خرمن کائنات کردم چو نگاه — یک دانه محبت ست و باقی همه کاه

سنگین دل ست آنکه بظاهر ملایم ست — پنهان درون پنبه نگر پنبه دانه را

زبان بر جای خود ماند زبان ست — اگر یک نقطه زائد شد زیان ست

ماه من در نیم شب گر بگذرد اندر چمن — خورشید ریزد بر زمین از ماه نو سیارها

چار بودم سه شدم اکنون دوم — از دوئی گر بگذرم یکتا شوم

نیست غیر از نیک صنعم در پرده دیر و حرم — کی شود آتش دورنگ از اختلاف سنگها

مفردات

بسم الله الرحمن الرحیم

منم مجنون بسی در کوه و صحرا خوش وطن دارم
نه هجر دوست می میرم چه پروای وطن دارم

دو گونه رنج و عذاب ست جان مجنون را
بلای صحبت لیلی و فرقت لیلی

تو بر کره توسنی برکمر
نگذرتا نه پیچد ز حکم تو سر

نیش عقرب نه از پی کین ست
مقتضای طبیعتش این ست

نه بم داند آشفته حالی نه زیر
برآواز دولاب رقصد فقیر

پشت پناه من بود دیوار دلبر ما
از گریه بر من افتادای خاک بر سر ما

بدان خوبی رخ بت را که آراست
که گشتی بت پرست از حق نمیخواست

بهشت آنجا که آزاری نباشد
کسی را با کسے کاری نباشد

چه نامی که مولاے نام توام
درم ناخریده غلام توام

ساقیا برخیز و دردہ جام را
خاک بر سر کن غم ایام را

تو آن نه که دل از صحبت تو برگیرم
وگر ملول شوی دلبر دگر گیرم

داد حق را قابلیت شرط نیست
بلکه شرط قابلیت داد اوست

ای برادر تو همین اندیشهٔ
ما بقی تو استخوان و ریشهٔ

چو خون خداوند ریزد کسی
در نگش نباشد بدنیا بسی

عقل انسانی پذیرائی خطاست
انچه در عقلت نیاید آن خداست

قطعات

به آب دیده پروردم نهالے
بامید یکه باری خواهد آمد
بوقت گل گل دیگر شگفته
بوقت بار بار خاطر آورد

زشت و زیبا هرچه بینی دست و بروی منه
عیب صنعت در حقیقت غیب صنعتگر ست
گرچه مذهب مختلف شد هیچکس نومید نیست
باغبانرا در چمن هر گل برنگ دیگر ست

ضیائی بی ضیا گر کافرم خواند
چراغ کذب را بنود فروغی
مسلمان خوانمش من در مکافات
دروغی را جزا باشد دروغی
خسرو از راه کرم بپذیرد
انچه من بنده حسن میگویم
سخنم چون سخن خسرو نیست
سخن انیست که من میگویم
شریعت را مقدم دار اکنون
طریقت از شریعت نیست بیرون
کسی کو در طریقت راسخ آید
حقیقت راه بروی خود کشاید

صاحب کمال را چه غم از نقص مال و جاه
چون ماه پیکری که برو سرخ و زرد نیست
مرد یکه هیچ جامه ندارد باتفاق
بهتر که جامه که در و هیچ مرد نیست

هر که چون کاغذ و قلم باشد
دو زبان و دو رویه گاه سخن
همچو کاغذ سیاه کن رویش
چون قلم گردنش به تیغ بزن

درین امید بسر شد دریغ عمر عزیز
که انچه در دلم ست از درم فراز آید
امید بسته برآمد ولی چه فائده زانکه
امید نیست که عمر گذشته باز آید
دل را اگرچه صاف کنی همچو آئینه
بیشک جمال دوست به بینی هر آئینه
او در دل من ست و دل من بدست او
چون آئینه بدست من و من در آئینه

متصل با دقایق جبروت | مشتمل بر حقایق ملکوت

رباعی

ای دل برما مباش بی دلبرما | یک دلبر ما به از دو صد دلبرما
نے دل برما نه دلبر اندر برما | یا دلبر ما فرست یا دل برما
کم ماند ز اسرار که مرقوم نشد | در پرده سخن نیست که مفهوم نشد
در معرفتش چو نیک فکری کردم | معلوم شد که هیچ معلوم نشد
صنمارہ قلندر سزد ار بمن نمائی | که دراز دور بینم ره ورسم پارسائی
بقمارخانه رفتم همه پاکباز دیدم | چو بصومعه رسیدم همه یافتم دغائی
یا بم اورا یا نیابم جستجوئی میکنم | حاصل آید یا نیاید آرزوئی میکنم
رازهای دل بیان سازم بپیش یار خود | بشنود یا نشنود من گفتگوئی میکنم

وای بر شاعران نادیده | غلطی را بخود پسندیده
سرو را قد یار میگویند | سرو چو بیت ناتراشیده

سعدیا مشهور در عالم بس ست | خانهٔ سعدی همین خار و خس ست
قافله رفت ست ما هم در پئیم | از برای چند روز انیهم بس ست

نظم

شبلی سوال کرد بدرگاه رب کریم | منصور را بدار چرا داده حکیم
منصور بود واقف پنهان راز دوست | هر کس که راز فاش کند این سزای اوست

رباعی

آنانکس که ترا تاج جهانبانی داد | ما را همه اسباب پریشانی داد
پوشاند لباس هر کرا عیبی دید | بی عیبان را لباس عریانی داد
افسوس که گلدرخان کفن پوش شدند | وز خاطر یکدگر فراموش شدند
آنانکه بصد زبان سخن میگفتند | آیا چه شنیدند که خاموش شدند
شاها ز کرم بر من درویش نگر | بر حال من خسته و دلریش نگر
هر چند نیم لائق بخشایش تو | بر من منگر بر کرم خویش نگر
گه راست کند صورت مردی و زنی | گه بشکند این طلسم جانی و تنی
کس نیست که او ستاد قضا را پرسد | کز بهر چه سازی و چرا می شکنی
شرط است که در امر قضا دم نزنی | زین نوع که گفتی نه تو مردی نه زنی
گل را چه مجال ست که پرسد ز کلال | کز بهر چه سازی و چرا می شکنی
ای سوخته سوخته سوختنی | وی آتش دوزخ ز تو افروختنی
تا کی گوئی که بر عمر رحمت کن | حق را تو کئی بر رحمت آموختنی
نورم نارم حدیقه ام گلزارم | دیرم صنمم برهمنم زنارم
نی نی غلطم ازین میان هیچ نیم | بوی گلم و طبیعت بیمارم
واجب چو تنزل کند از حضرت ذات | پنجست مراتبات او را درجات
غیبست و شهادت بوسط روح مثال | الخامس جمعیت تلک الحضرات

نظم

آدمی چیست برزخ جامع | صورتش خلق و حق در و لامع

رباعی

آین هستی تو هستی مست دگرست — وین مستی تو مستی مست دگرست
مغرور مشو جود ست جودی داری — کاین دست تو آستین دست دگرست

سرمد گله اختصار میباید کرد — یک کار ازین دو کار میباید کرد
یا تن برضای دوست میباید داد — یا قطع نظر زیار میباید کرد

خونابه دل خور که شرابی به ازین نیست — دندان بجگر نه که کبابی به ازین نیست
در کنز و هدایه نتوان یافت خدارا — دل دفتر عشقست کتابی به ازین نیست

اگر خواهم غم دل باتو گویم جانمی یابم — اگر جائی شود پیدا ترا تنهانمی یابم
اگر یابم ترا تنها و جائی هم شود پیدا — زشادی دست و پاگم میکنم خودرانمی یابم

سرمد اگر تش وفاست خود می آید — گر آمدنش رواست خود می آید
بیهوده چرا در پی او میگردی — بنشین تو اگر خداست خود می آید

سرمد گله چو نشد نکو شد که نشد — دل بهیده گو نشد نکو شد که نشد
منت کش چرخ میشدن آخر کار — کاری که نکو نشد نکو شد که نشد

ما ئیم بلطف تو تو لا کرده — وز نیک و بد خویش تبرا کرده
آنجا که عنایت تو با شد باشد — هر کرده چو ناکرده و ناکرده چو کرده

فرزانه شدیم و یار با ما نه نشست — دیوانه شدیم و یار با ما نه نشست
گفتند که بیگانه شو از خویش و تبار — بیگانه شدیم و یار با ما نه نشست

سر نوشت ما بدست خود نوشت — خوشنویس ست او نخواهد بد نوشت
این تن ما بدیا ب زه رنوشت — یک جهان گردد و نگردد سر نوشت

اردو درد منت کش دوا نہوا ۔ میں نہ اچھا ہوا برا نہوا ۔

رباعیات

بسم الله الرحمن الرحیم

رباعی

سرمد غم عشق بوالهوس را ندهند
سوز دل پروانه مگس را ندهند
عمری باید که یار آید بکنار
این دولت سرمد همه کس را ندهند

باز آ باز آ هر آنچه هستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگه ما درگه نومیدی نیست
صد بار اگر توبه شکستی باز آ

از شبنم عشق خاک آدم گل شد
صد فتنه و شور در جهان حاصل شد
سرنشتر عشق بر رگ روح زدند
یک قطره فرو چکید نامش دل شد

من بنده عاصیم رضای تو کجاست
تاریک دلم نور صفای تو کجاست
مارا تو بهشت اگر بطاعت بدهی
آن بیع بود لطف و عطای تو کجاست

ناکرده گناه در جهان کیست بگو
آنکس که گنه نکرد چون زیست بگو
من بد کنم و تو بد مکافات دهی
پس فرق میان ما و تو چیست بگو

هر نقش که در پرده هستی پیداست
این صورت آنکس است کاین نقش نگاشت
دریای کهن چو بر زند موج نو
موجش خوانند و در حقیقت دریاست

جاهل چو رسد بجهل خود باید کرد
برقع برخ سخن فرو باید کرد
با هیچ مفهم لاف معنی چه زنی
طفلانه بطفل گفت و گو باید کرد

مرا گویند چرا بت می پرستی | چو یارم بت بود من می پرستم
کسی را چیست من در خانهٔ خود | مسلمان سیر تم با بت پرستم

مثنوی

چو مجنون را سپردند در تهِ خاک | ندا آمد چنین از ایزد پاک
که ای مجنون چه آوردی بدرگاه | برآمد از دل مجنون یکے آه
که چندان شور لیلے در سرم بود | کجا پروائے روز محشرم بود

غزل حضرت مولانا نظام الدین

دل میکشد بدین دلدار میرویم | هر صبحدم بجانب گلزار میرویم
مستم ز جام عشق تو ناخورده باده ایم | خوشدل شده بخانهٔ خمّار میرویم
صد بار میرویم و نکردی مرا قبول | بی ننگ عاشقیم که هر بار میرویم
درویش انا الحق همین بانگ میزنند | منصور وار هر دمی بر دار میرویم
ترک کُلَه گرفتم و جامه دریده ام | در آرزوی حُبه و دستار میرویم
یکبار دیده بودم آنروی همچو ماه | واله شدم بکوی تو هر بار میرویم
پرسند دوستان که کجا میروی نظام | مشتاق را چه پرسی بر یار میرویم

همه خوبی عشرت باشد ایدوست | دران خانه که مهمانش تو باشی
مپرس از کفر و ایمان بهدینی را | که هم کفر و هم ایمانش تو باشی
عراقی طالب دردست دائم | به بوی آنکه درمانش تو باشی

غزل اسیر جلال

تیغ در کفش دیدم خون من بجوش آمد | خنده زد گل زخمم ناله در خروش آمد
در چمن گل و غنچه داد میکشی دادند | این سبو بدوش آمد وان پیاله نوش آمد
پیر دیر را دیدم سر نوشت پرسیدم | گفت آیت رحمت بهره باده نوش آمد
چشم او نگاهی کرد لعل او حدیثی گفت | هوش مست و بیخود شد بیخودی بهوش آمد
چون اسیر دیوانه توبه از ریا کردم | پند ناصحان ما را اینقدر بگوش آمد

غزل عرفی

هوشم بنگاهی برد جانانه چنین باید | یک جرعه خرابم کرد پیمانه چنین باید
بیرون ز درون من شد صورت او پیدا | در حضرت کفرستان بتخانه چنین باید
من رهرو میخانه نی کعبه و بتخانه | در کوی خراباتی مستانه چنین باید
صد چاک سپردم من ناکرده قبا در تن | در مستی و جوش اندر دیوانه چنین باید
من هم دل واعظ با هیچ نمی سنجم | در کافری و رندی فرزانه چنین باید
ناکرده بیان عشقت افسانه هجرانرا | در خواب فنا رفتم افسانه چنین باید
در خون جگر عرفی میغلطد و میرقصد | در آتش خود سوزان پروانه چنین باید

غزل

اگر چه کافرم یا بت پرستم | قبولم کن نگارا هر چه هستم

غزل

نگارا بتیو برگ جان که دارد — سر کفر و غم ایمان که دارد
بامید وصالت میدهم جان — وگر نه طاقت هجران که دارد
غمت هر لحظه جانی خواهد از من — چه انصافست چندین جان که دارد
نیاید جز خیالت در دل من — بجز یوسف سر زندان که دارد
مرا گوئی که فردا روز وصلست — امید زیستن چندان که دارد
نشاط عشق میجوید عراقی — ببین تا چشم خون افشان که دارد

ایضاً

نخستین بادک اندر جام کردند — ز چشم مست ساقی وام کردند
حریفان را مگر هشیار دیدند — شراب بیخودی در جام کردند
جو گوی حسن در میدان فگندند — بیک چوگان دو عالم رام کردند
بعالم هر کجا درد و الم بود — بهم کردند و عشقش نام کردند
برای صید مرغ جان عاشق — ز زلف خوبرویان دام کردند
چو خود کردند راز خویشتن فاش — عراقی را چرا بدنام کردند

ایضاً

خوشا دردی که درمانش تو باشی — خوشا راهی که پایانش تو باشی
خوشا چشمی که رخسار تو بیند — خوشا جانی که جانانش تو باشی
گل و گلزار خوش آید کسی را — که گلزار و گلستانش تو باشی
خوشی و خرمی و کامرانی — کسی دارد که خوابانش تو باشی

مناجات مولوی نظامی

چو ما با ضعفِ خود در بند آنیم — که بگذاریم خدمت تا توانیم
تو با چندین عنایتها که داری — ضعیفان را کجا ضایع گزاری
بدین امیدهای شاخ در شاخ — کرمهائے تو ما را کرد گستاخ
وگرنه ما کدامین خاک باشیم — که از دیوار تو گردے تراشیم

غزل

ای سرو خوش رفتار من گاهی نظر بر من فگن — زیباتری در انجمن گاهی نظر بر من فگن
تو بردهٔ ایمان من دعوی کنی بر جان من — مشکل کنی آسان من گاهی نظر بر من فگن
ابرو کمان چون ساختی تیر غمزه انداختی — با غیر دل پرداختی گاهی نظر بر من فگن
آنگه که دیدم سوی تو عاشق شدم بر روی تو — مجنون شدم در کوی تو گاهی نظر بر من فگن
ای در غمت جان من خسرو همی گوید سخن — بر من فگن بر من فگن گاهی نظر بر من فگن

غزل

هر دم ز آزردگی غیر سبب را چه علاج — ما گذشتیم ز لطف تو غضب را چه علاج
فرض کردم که بیاید تو دلم خرسند ست — لیکن این دیدهٔ دیدار طلب را چه علاج
میتوان عشق نهان داشت ز مردم لیکن — زردیٔ رنگ رخ و خشکی لب را چه علاج
گیرم از هر دو جهان چشم بپوشد صاحب — دل شوریدهٔ معشوق طلب را چه علاج



قصیدهٔ نظامی

بسم الله الرحمن الرحیم

چه بندی دل درین دنیا که روزی چند مهمانی
چو ناگه مرگ پیش آید خوری آندم پشیمانی

چه مغروری ازین سیم و زر ای طفل زن صورت
نیاید کار تو هرگز از انچه نیکتر دانی

ز بردستی مکن چندان مر نجان زیردستان را
در آنوقتی که مرگ آید پشیمان چال درمانی

نیاد آری ازان ساعت که در گورت فرود آیند
عزیزان جمله باز آیند تو تنها اندران مانی

کجا آدم کجا حوا کجا یوسف کجا موسی
کجا ایوب زکریا کجا شد نوح طوفانی

خلیل الله کجا رفته ذبیح الله کجا رفته
همه را خاک در خورده تو میدانی که میدانی

کجا شد عیسی مریم که مرده زنده میکردے
کجا رخت سلیمان خود کجا تخت سلیمانی

چو ختم الانبیا هم رفت دیگر کس کجا ماند
بجز ذات مقدس قادر قیوم سبحانی

چو پنجاه رفتی و آخر یکی نیکی بدست آری
دگر نه هیزم دوزخ تو اول این یقین دانی

نظامی گر تو میدانی که روز مرگ درپیش است
غم روز قیامت خور چه چندین قصه میخوانی

بسی بادام چشمانند زداغ مرگ نابینا — بسی پسته دهانانرا تو بربسته دهان بینی
احد گویان بسی بینی که در گنج لحد خفته — بسی خوبان مه رویان بخاک اندر میان بینی
ستر تابوت شاهانرا اگر در گور بگشایند — کنون در گنج تابوتش دو هشت استخوان بینی
وزیرانیکه در دستش کلید گنجها بودی — کنون در کاسهٔ چشمش ز موران کاروان بینی
چو چاهی کندهٔ در دل که خلقی را درانداری — نمیترسی ازان روزی که خود را اندران بینی
الا خاقانی مسکین چه بندی دل درین دنیا — که تا بر هم زنی دیده نه این بینی نه آن بینی

قصائد خاقانی

بسم الله الرحمن الرحیم

وقت آنست کزین دار فنا در گذریم — کار روان رفته و ما بر سر راه سفریم
توشهٔ راه نداریم چه تدبیر کنیم — سفر دور و دراز آمد و ما بی بصریم
پدر و مادر و فرزند و عزیزان رفتند — وه چه ما غافلی هستیم چه کوته نظریم
دمبدم میگذرند از نظر ما یاران — این قدر دیده نداریم که بر خود نگریم
خانهٔ اصلی ما گوشهٔ گورستانست — خرم آن روز که ما رخت بدان خانه بریم
خانه و خانقه و منزل ما زیر زمین — ما به تدبیر سر اساختن بام و دریم
گر همه مملکت و مال جهان جمع کنیم — ما بجز یک کفن هیچ ز دنیا نبریم
بادشاها تو کریمی و رحیمی و غفور — دست ما گیر که درماندهٔ و بی بال و پریم
یارب از لطف و کرم عاقبت خاقانی — خیر گردان که همه در طلب خواب و خوریم

ایضاً

دمی بجزام در بستان که تا سرو روان بینی — دلت بگرفت در خانه برون شو تا جهان بینی
چو دیدی بوستانها را یکی بگذر بگورستان — که گورستان همیگوید بیا تا بوستان بینی
ز موی روشن پیران دمیده یاسمن بینی — ز خط سبز مزبانان شگفته ارغوان بینی
تو هم گامی که برداری طوافی کن بگورستان — که تا در زیر هر خاکی جمال دلستان بینی

از کتاب غزلیات قدیم

سرمست در آمد از خرابات — با عقل خراب در مناجات
در خاک فگنده خرقهٔ زهد — وانش زده در لباس طامات
دل مردهٔ شمع مجلس او — پروانهٔ مشتری سعادات
جان در ره او بعجز میگفت — کای مالک عرصهٔ کرامات
از چون تو پیادهٔ چه خیزد — ای کرده بر رخ هزار شه مات
حقا و بجانت ار توان کرد — با تو هزار جان ملاقات
گر چشم دلم بصبر بودی — جز عشق نبودی ام مهمات
تا باقی عمر بر چه آید — بر باد شد انچه رفت بیهات
صافی نبود بدور سعدی — زین پس من و دردی خرابات

بخاک پای عزیزت که عهد نه شکستم — زمن بریدی و با دیگری نه پیوستم
شگفت مانده ام از بامداد روز وداع — که بر نخاست قیامت که بیتو بنشستم
نماز کردم و از بیخودی ندانستم — که با خیال تو عقد نماز چون بستم
نماز بیخودی از روی شرع جائز نیست — نماز من که پذیرد که روز و شب مستم
طهارت ار نه بخون جگر کند عاشق — بقول مفتی عشقش درست نیست نماز
چنین که دست خیالت گرفت در دل من — چه بودی ار برسیدی بدانست دستم
من از کجا و تمنای وصل تو ز کجا — اگرچه آب حیاتی بلاک خود جستم
بکش چنانکه تو دانی که سعدی آنکس نیست — که با وجود تو دعوی کند که من هستم

کتاب خواتیم

دیر آمدی ای نگار سرمست — زودت ندهیم دامن از دست
بر آتش عشق آب تدبیر — چندانکه زدیم باز نه نشست
از رای تو سر نمیتوان تافت — وز روی تو در نمیتوان بست
ای سرو بلند بوستانی — در پیش درخت قامتت پست
چشمت بکرشمه خون من ریخت — از قتل خطا چه غم خورد است
سعدی ز کمند خوبرویان — تا جان دارد نمیتوان رست
در سر نهی بر آستانش — دیگر چه کنی در دگر است

ولهٔ ایضاً

تو آن نه که دل از صحبت تو برگیرند — وگر ملول شوی صاحبی دگر گیرند
وگر ببخشم برانی طریق رفتن نیست — کجا روند که یار از تو خوبتر گیرند
به تیغ اگر بزنی بیدریغ و برگردی — چو روی بازکنی دوستی ز سر گیرند
هلاک نفس به نزدیک طالبان مراد — اگرچه کار بزرگ است مختصر گیرند
روا بود همه خوبان آفرینش را — که پیش صاحب ما دست بر کمر گیرند
قمر مقابله با روی او نیارد کرد — وگر کند همه کس عیب بر قمر گیرند
بچند سال نشاید گرفت ملکی را — که خسروان ملاحت بیک نظر گیرند
وصال کعبه میسر نمیشود سعدی — مگر که راه بیابان پرخطر گیرند

امید واران دست طلب دامن دوست — اگر فرو گسلانند ور که آویزند +
اگر تو روی بپوشی و گر نه ممکن نیست — که اهل معرفت از تو نظر بپرهیزند
بگیر جامهٔ صوفی بیار جام شراب — که نیکنامی و مستی بهم نمیزند +
رضای دوست بدست آر و دیگران بگذار — هزار فتنه چه غم باشد ار برانگیزند
مرا که با تو چو مقصود آشتی افتاد — رواست گر همه عالم بجنگ برخیزند
اگر هلاکت سعدی بتیغ فرقت است — حلال باشد خونی که دوستان ریزند
طریق ما سر هجر است و آستان رضا — که از تو صبر نباشد چو با تو بستیزند

وله ایضاً

من خود ای ساقی ازین شوق که دارم مستم — تو بیک جرعه دیگر ببری از دستم
هر چه گوته نظر آنند بر ایشان پیمای — که حریفان زُمل و من ز تامل مستم
بحق مهر و وفای که میان من و تست — که نه مهر از تو بریدم نه بکس پیوستم
پیش از آب و گل من در دل من مهر تو بود — با خود آوردم از آنجا نه بخود بربستم
سخن مهر و وفای که میان من و تست — هیچ دانی که بیک جرعه بگیری دستم
من غلام تو ام از روی حقیقت لیکن — با وجودت نتوان گفت که من خود هستم
همه وقتی صفتم گوشه نشینی بودی — تا تو برخاستهٔ از طلبت ننشستم
تو بلولی و مرا طاقت تنهائی نیست — تو جفا کردی و من عهد وفا نشکستم
سعدیا با تو نگفتم که مرو از پی دل — نروم باز گر این بار که رفتم جستم

وله ایضاً

من بی مایه که باشم که خریدار تو باشم — حیف باشد که تو یار من و من یار تو باشم

کتاب طیبات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چگند بندہ کہ گردن نہد فرمان را
چگند گوی کہ عاجز نشود چوگان را

سرو بالاے کمان ابرو اگر تیر زند
عاشق آنست کہ بر دیدہ نہد پیکان را

دست من گیر کہ بیچارگی از حد بگذشت
سر من دار کہ در پای تو ریزم جان را

کاشکے پردہ برافتادی ازان منظر حسن
تا ہمہ خلق بہ بینند نگارستان را

ہمہ را دیدہ باوصاف تو حیران ماند
تا دگر عیب نگویند من حیران را

لیکن آن نقش کہ در روی تو من می بینم
ہمہ را دیدہ نباشد کہ بہ بینند آن را

چشم گریان مرا حال بگفتم بطبیب
گفت یکبارہ بیوس آن دہن خندان را

گفتم آوخ کہ درین درد نجواہم فرسود
کہ محالست کہ حاصل کنم این درمان را

افسوس ۱۲

پنجہ با ساعد سیمین نہ بعقل افگندم
غایت جہل بود دشت زدن سندان را

سعدی از سر زنش خلق نترسید بہیچ
غرقہ در بحر چہ اندیشہ کند طوفان را

سر بہ گر سر میدان ارادت داری
ناگزیرست کہ گوئی بود این چوگان را

ولہ ایضاً

گرفتگان ارادت بجور نگریزند
کہ شرط عشق بود گرد بلا نہ پرہیزند

گویند چرا سعدی از عشق نه پرهیزد
مستم من ازین معنی هشیار سری باید

آن نه عشق است که از دل بزبان می آید
وان نه عاشق که ز معشوق بجان می آید

کشتی هر که درین لجّه خونخوار افتاد
نشنیدیم که دیگر بکران مے آید

عاشق آنست که خویشتن از ذوق سماع
پیش شمشیر بلا رقص کنان می آید

اندرون با تو چنان انس گرفتست مرا
که ملالم ز همه خلق جهان می آید

شرط عشق است که از دوست حکایت نکند
لیکن از شوق حکایت بزبان می آید

سعدیا اینهمه فریاد تو بیدردی نیست
آتشی هست که دود از سر آن مے آید

از تو دل برنکنم تا دل و جانم باشد
میکشم جور تو تا جهد و توانم باشد

گر نوازی چه سعادت بهازین خواهم یافت
ور کشی زار چه دولت به ازانم باشد

چون مرا عشق تو از هر دو جهان بازستد
چه غم از سرزنش هر دو جهانم باشد

تیغ قهر ار تو زنی قوّتِ روحم گردد
جام زهر ار تو دهی قوّتِ روانم باشد

بقیامت چو سر از خاک لحد بردارم
گر دسودای تو بر دامن جانم باشد

گر ترا خاطر مانیست خیالت بفرست
تا شبے محرم اسرار نهانم باشد

هر کسے را ز لبت چشم تمنّائے هست
من خود این بخت ندارم که زبانم باشد

جان برافشانم اگر سعدی خویشم خوانی
سر این دارم اگر طالع آنم باشد

تا خبر دارم ازو بیخبر از خویشتنم
با وجودش ز من آواز نیاید که منم

پیرهن مے بدرم دمبدم از غایت شوق
که وجودم همه اوگشت و من این پیرهنم

هرگز حسد نبردم بر منصبے و مالے
الّا بر انکه دارد با دلبرے وصالے

دانے کدام دولت در وصف می نیاید
چشمے که باز باشد هر لحظه بر جمالے



کتاب البدائع

امروز دیگرم بفراقِ تو شام شد — در انتظارِ وصلِ تو عمرم تمام شد
آمد نمازِ شام و نیامد نگارِ من — ای دیده پاس دار که خوابت حرام شد
بیش احتمال سنگ جفا خوردنم نماند — کز رقّت اندرون ضعیفم چو جام شد
افسوس خلق میشنوم در قفای خویش — کاین پخته بین که بر سرِ سودای خام شد
تنها نه من بدانهٔ خالت مقیدم — کاین دانه هر که دید گرفتار دام شد
گفتم دمی بگوشهٔ چشمش نظر کنم — چشمم در و بماند و زیادم مقام شد
ای دل نگفتمت که عنانِ نظر بتاب — اکنونت افگند که زدستت لگام شد
از من بمشقِ روی تو میزاید این سخن — طوطی شکر شکست که شیرین کلام شد
ابنای روزگار غلامان بزرخند — سعدی باختیار ارادت غلام شد
آن مدعی که دست ندادی به بندگی — این بار در کمندِ تو افتاد رام شد
شرح غمت بوصف نخواهد شدن تمام — جهدم بآخر آمد و دفتر تمام شد

و له ایضاً

هر کس سر سودائی دارند و تمنائی — من بندهٔ فرمانم تا دوست چه فرماید
حقّا که مراد دنیا بید دست نمی باید — با تفرقهٔ خاطر دنیا بچه کار آید

از قصائد فارسیه سعدی
فی الموعظة

ترا ز کوے اجل کے فرار خواہد بود
قرار گاہ تو دار القرار خواہد بود

اگر تو ملک جہان را بدست آوردی
مباش غرہ کہ ناپایدار خواہد بود

بمال غرہ چہ باشی کہ یکدو روزی چند
ہمہ نصیبہ میراث خوار خواہد بود

ترا بتختہ و تابوت در کشند از تخت
گرت خزانہ و لشکر ہزار خواہد بود

ترا بکنج لحد ساکنہا بباید خفت
تن تو طعمہ ہر مور و مار خواہد بود

اگر تو در چمن روزگار ہمچو گلے
دمیدہ بر سر خاک تو خار خواہد بود

نیازمندی یاران ندارد سودے
مگر عمل کہ ترا با زیار خواہد بود

بسا سوار کہ آنجا پیادہ خواہد شد
بسا پیادہ کہ آنجا سوار خواہد بود

بسا امید کہ آنجا اسیر خواہد شد
بسا اسیر کہ فرمان گذار خواہد بود

بسا امام ریائی و پیشوای بزرگ
کہ روز حشر دجزا شرمسار خواہد بود

چرا ز حال قیامت دمی نیندیشی
کہ حال پیغمبران سخت زار خواہد بود

بہشت منزل پرہیزگار خواہد بود
بہشت میطلبی از گنہ نہ پرہیزے

گذر ز باطل و مردانہ حق پرستی کن
ز حق پرستی بہتر چہ کار خواہد بود

بسا ز چارہ رفتن چو رہروان رفتند
کہ سعدی از تو سخن یادگار خواہد بود

بقطرہ قطرہ جمعت عذاب خواہد داد
بذرہ ذرہ عالمت شمار خواہد بود

مثنوی

مرا پیر دانای فرخ شهاب | دو اندرز فرمود بر روی آب

مثنوی

یکی آنکه بر خویش خود بین مباش | دوم آنکه بر غیر بدبین مباش

مثنوی

دوام دولت اندر حق شناسی است | زوال نعمت اندر ناسپاسی است
اگر تو فضل حق بر خود بدانی | بماند بر تو نعمت جاودانی
چه ماند از لطف و احسان و نکوئی | حرامست باد اگر شکرش نگوئی

از کلیات سعدی

دانی که برنگین سلیمان چه نقش بود — دل در جهان مبند که با کس وفا نکرد
خرم تنی که حاصل عمر عزیز را — با دوستان بخورد و بدشمن رها نکرد

یاد دارم ز پیر دانشمند — تو هم از من بیاد دار این پند
هر چه بر نفس خویش نپسندی — نیز بر نفس دیگری مپسند
خدایا فضل کن گنج قناعت — چو بخشیدی و دادی ملک ایمان
گرم روزی نماند تا بمیرم — به از نان خوردن از دست لئیمان

مثنوی

چه نیکو گفت ابراهیم ادهم — چو ترک ملک و دولت گفت و خاتم
نباید بستن اندر چیز کس دل — که دل برداشتن کاریست مشکل

رباعی

چون جمال بدم در نظر دوست نکوست — دشمن بجفا گو ز تنم بر کن پوست
چون دشمن بیرحم فرستادهٔ اوست — بد عهدم اگر ندارم این دشمن دوست

ما چاکر آنیم که دل برباید — یا دل بکسی دهد که جان آساید
آنکس که نه عاشق و نه معشوق کس است — در ملک خدای اگر نباشد شاید

شعر

آنکہ حظ آفرید و روزی سخت — یا فضیلت ہمی دہد یا بخت

بیت

جوانِ گوشہ نشین بہتر از راہ خداست — کہ پیر خود نتواند ز گوشۂ برخاست

رباعی

از تو بگریم کہ دگر داور نیست — وز دست تو بیچ دست بالاتر نیست
آنرا کہ تو رہ دہی کسے گم نکند — وانرا کہ تو گم کنی کسی رہبر نیست

شعر

ہر کہ پرہیز و علم و زہد فروخت | خرمنے گرد کرد و پاک بسوخت

بیت

بیفائدہ ہر کہ عمر درباخت | چیزے نخرید و زر بیندا خت

شعر

معشوق ہزار دوست را دل ندہی | ور میدہی آن دل بجدائی بنہی

فرد

سخنے در نہان نباید گفت | گر ان سخن بر ملا نشاید گفت

شعر

بشوای خردمند ازان دوست دست | کہ با دشمنانت بود ہم نشست

شعر

با مردم سہل گوے دشوار مگوی | با آنکہ در صلح زند جنگ مجوے

شعر

چو دست از ہمہ حیلتے در گسست | حلال ست بردن بشمشیر دست

بیت

دشمن چو بینی ناتوان لاف از بروت خود مزن | مغز بسیست در ہر استخوان مرد بسیست در ہر پیرہن

بیت

ہزار بار بیرگاہ خوشتر از میدان | ولیکن اسپ ندارد بہشت خویش عنان

مثنوی

علم چندانکہ بیشتر خوانے
چون عمل در تو نیست نادانے

نہ محقق بود نہ دانشمند
چار پائے بر و کتابے چند

آن تہی مغز را چہ علم و خبر
کہ بر و ہیزم است یا دفتر

پیشتر از سخن گفتن اندیشہ کن
کہ بینے کہ در کار گیرد سخن

کمالست در نفس انسان سخن
تو خود را بگفتار ناقص مکن

پدر چون دور عمرش منقضی گشت
مرا این یک نصیحت کرد و بگذشت

کہ شہوت آتش است از وی بپرہیز
بخود بر آتشِ دوزخ مکن تیز

دران آتش نداری طاقت سوز
بصبر آبی برین آتش زن امروز

عام نادان پریشان روزگار
بہ ز دانشمند ناپرہیزگار

کان بنا بینائی از راہ اوفتاد
وین دو چشمش بود و در چاہ اوفتاد

دامش مدہ آنکہ بی نمازست
گرچہ دہنش زفاقہ بازست

کو قرض خدائے گذارد
از قرض تو نیز غم ندارد

رقم بر خود بنادانی کشیدے
کہ نادان را بہ صحبت برگزیدے

طلب کردم ز دانایان یکی پند
مرا گفتند با نادان مپیوند

کہ گر دانای و ہری خر باشی
وگر نادانی ابلہ تر باشی

موحد چہ در پای ریزی زرش
چہ شمشیر ہندی نہی بر سرش

امید و ہراسش نباشد ز کس
برین است بنیاد توحید و بس

ولی ز باطنش ایمن مباش و غره مشو — که خبث نفس نگردد بسالها معلوم
تا نیک ندانی که سخن عین صواب است — باید که بگفتن دهن از هم نگشائی
گر راست سخن گوئی و در بند بمانی — به از آنکه دروغت دهد از بند رهائی

یکی را که عادت بود راستی — خطائی رود در گذارند ازو
وگر نامور شد بقول دروغ — وگر راست باور ندارند ازو
سگی را لقمه هر گز فراموش — نگردد ور زنی صد نوبتش سنگ
وگر عمری نوازی سفله را — بکمتر چیزی آید با تو در جنگ
گه اندر نعمتی مغرور و غافل — گه اندر تنگدستی خسته و ریش
چو در سختی او ضرا حالت اینست — ندانم کی بحق پردازی از خویش
گر به محشر خطاب قهر کند — انبیا را چه جای معذرت ست
پرده از روی لطف گو بردار — کاشقیا را امید مغفرت ست
نرود مرغ سوی دانه فراز — چون دگر مرغ بیند اندر بند
پند گیر از مصائب دگران — تا نگیرند دیگران بتو پند
شب تاریک دوستان خدای — می بتابد چو روز رخشنده
وین سعادت بزور بازو نیست — تا نه بخشد خدای بخشنده
دونان نخورند و کوش دارند — گویند امید به که خورده
روزی بینی بکام دشمن — زر مانده و خاکسار مرده
کس نه بیند بخیل فاضل را — که نه در عیب گفتنش کوشد
ور کریمی دو صد گنه دارد — کرمش عیبها فرو پوشد

باب هشتم گلستان سعدی

بسم الله الرحمن الرحیم

قطعه

درخت کرم هر کجا بیخ کرد — گذشت از فلک شاخ و بالای او
گواسید داری کز و برخوری — بمنّت منه ازره بر پای او

شکر خدای کن که موفّق شدی بخیر — زانعام و فضل او نه معطل گذاشتت
منت منه که خدمت سلطان همیکنی — منت شناس ازو که بخدمت بداشتت
پسندیدست بخشایش ولیکن — منه بر ریش خلق آزار مرهم
ندانست آنکه رحمت کرد بر مار — که آن ظلم ست بر فرزند آدم

الا تا نشنوی مدح سخنگوی — که اندک مایه نفعی از تو دارد
اگر روزی مرادش برنیاری — دو صد چندان عقوبت برشمارد

قطعه

مرغک از بیضه برون آید و روزی طلبد — آدمی زاده ندارد خرد و عقل و تمیز
آنکه ناگاه کسی گشت بچیزی نرسید — وین بتمکین و فضیلت بگذشت از همه چیز

چون نداری کمال فضل آن به — که زبان در دهان نگهداری
آدمی را زبان فضیحه کند — جز بمغز اسبکساری

توان شناخت بیکروز در شمائل مرد — که تا کجایش رسیدست پایگاه علوم

همین توکل کن ملرزان پای دست	رزق تو بر تو زتو عاشق ترست
کار ساز ما بفکر کار ما	فکر ما در کار ما آزار ما
همین مشو نومید و خود را شاد کن	بیش آن فریاد رس فریاد کن
از چنین محسن نشاید ناامید	دست در فتراک این رحمت زنید
بسجان گفت باید نفس بر نفس	که شکرش نه کار زبانست وبس
نکو سیرت بے تکلف برون	به از نیک نام خراب اندرون
به نزدیک من شب رو راه زن	به از فاسق پارسا پیرهن
نه خود میرود هر که جویان اوست	بعشقش کشان میبرد لطف دوست
توانائے تن مدان از خورش	که لطف حقت میدهد پرورش
چو روی بخدمت نهے بر زمین	خدا را ثنا گوی و خود را مبین
خراب انکه این خانه گردد تمام	که با هم نسازند طبع و طعام
مزاجت تر و خشک و گرمست و سرد	مرکب ازین چار طبع ست مرد
برد بوستان بان به ایوان شاه	به تحفه ثمر هم زبستان شاه
تکبر مکن بر ره راستے	که دستت گرفتند و برخاستے
غنیمت شمار این گرامی نفس	که بے مرغ قیمت ندارد قفس
چو دی رفت فردا نیاید بدست	حساب از همین یک نفس کن که هست

از سراج السالکین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گر از حق نہ توفیق خیرے رسد
کی از بندہ خیرے بغیرے رسد

چہ برخیزد از دست کردار من
مگر دست لطفت شود یار من

نگہدار فرصت کہ عالم دمیست
دمی پیش دانا بہ از عالمیست

چو گاہ و یکہ عصار چشمش ببست
دوان تا بشب شب ہمانجا کہ ہست

چہ برخیزد از دست تدبیر ما
ہمین نکتہ بس عذر تقصیر ما

ہمہ ہر چہ کردم تو بر ہم زدے
چہ تہمت کند با خدای خودے

گرم رہ نمائی رسیدم بمیہ
وگر گم کنے باز ماندم زسیر

جہان آفرین گر نہ یاری کند
کجا بندہ پرہیزگاری کند

ز لطفت ہمین چشم داریم نیز
بدین بے بضاعت بخش ای عزیز

بضاعت نیاوردم الا امید
خدایا ز محرومم مکن ناامید

ندامت اگر سر برین در نہے
کہ باز آیدت دست حاجت تہے

زاہد کہ درم گرفت و دینار
زاہد ترازو و گر بدست آر

اگر جرم بخشی بمقدار جود
نماند گرفتاری اندر وجود

وگر خشم گیری بقدر گناہ
بدوزخ فرست و ترازو مخواہ

نه زین رشته سر میتوان تافتن | نه سر رشته را میتوان یافتن
که داند که فردا چه خواهد رسید | ز دیده که خواهد شدن ناپدید
درین دم که داری بشادی بسیج | که آینده و رفته هیچ است و هیچ
سکندر بنالید کای تاجدار | سکندر منم چاکر شهریار
چه بودی که مرگ آشکارا شدی | سکندر هم آغوش دارا شدی
بیاموز ازین مهرهٔ لاجورد | که با سرخ مُرغست با زرد و زرد
کسی خانه هم خانه زاد شود | بباد آمده هم بباد شود

با نوعی وصاحب خانه ۱۲ زن های فاحشه ۱۲

سخن کان به ابرو برارد گره | اگر آفرین است ناگفته به
زمانه جز ین خود نه بیند صواب | که این را کند خوب و آنرا خراب
چه خوش گفت جمشید بارامی زن | که یا پرده یا گور به جای زن
مشو ایمن از زن که زن پارساست | که خربسته به گرچه دزد آشناست
شه آسایش خواب را کار بست | دو لختی دران چار دیوار بست

چنین زد مثل شاه گویندگان — که یابند گانند جویندگان
چنان زی کزان زیستن سالیان — ترا سود و کس را نباشد زیان
بقصے نه بینے درین باغ کس — تماشا کند هر یکے یک نفس
وزیرے چنین شهریاری چنان — جهان چون نگیرد قرار چنان
جهان بینم از میل جوینده پر — یکے سوے دریا یکے سوے دُر
نه بینم کسے را درین روزگار — که میلش بود سوے آموزگار
نه هر آدمی سر فرازی کند — سزان شد که مردم نوازی کند
جوانمرد پیوسته با کس بود — کس آنرا نباشد که ناکس بود
مزن فال بد کاورد حال بد — مباد اکسے کو زند فال بد

آدمی را بچشم حال نگر — از خیال پری ودی بگذر
با هستگی کار عالم برار — که در کار گرمے نیاید بکار

شکیب آورد بندها را کلید — شکیبنده را کس پشیمان ندید

مرا و ترا مایه باید نخست — که تا زو بسازیم چیزی درست

هر انچه آفرید او با سباب نیست — بدریافتش عقل را تاب نیست

پر از حکمت و حکم او شد جهان — بحکم آشکارا بحکمت نهان
فرامیدن لاجوردی سپهر — بهمان گردِ برگشتن ماه و مهر
بپندار کز بهر بازی گریست — سراپردهٔ این چنین سرسریست
درین پرده یک رشته بیکار نیست — سرِ رشته بر ناپدیدار نیست
نه دریرده بارم و بد پرده دار — نه این پرده بردارد از زردی کار

سکندرنامهٔ نظامی

بسم الله الرحمن الرحیم

پناهِ بلندی و پستی توئی — همه نیستند انچه هستی توئی
ستانی زبان از رقیبان راز — که تا راز سلطان نگویند باز
نشاید ترا جز بتو یافتن — عنان باید از هر دری تافتن
سپردم بتو مایهٔ خویش را — تو دانی حساب کم و بیش را
شنیده ز پیران دینار سنج — که زر زرکش در جهان گنج گنج
زهی پیشم آور که انجام کار — تو خوشنود باشی و من رستگار
چه خواهی زمن باچنین بود و دست — همان گیر نابود بودم نخست
نکو کن چو کردار خود کار من — مکن کار با من چو کردار من
بساطی چه باید برآراستن — کزو ناگزیر است برخاستن
جوانی شد و زندگانی نماند — جهان گو ممان چون جوانی نماند
جوانی بود خوبی آدمی — چو خوبی رود کی بود خرمی
نمایم چو گندم آرم بجای — نه چون جو فرو شان گندم نمای
ندانم که دوران چه سان میرود — چه نیکو چه بد در جهان میرود
چو در چار بالش ندیدم درنگ — نشستم درین چار دیوار تنگ



به نیک و به بد هر دو خرسند باش	همیشه چو شاخ برومند باش
کرا روز برگشت دانش چه سود	نوشته چنان بود و بود انچه بود
نبود است گردون بکام کسے	ز کردار او آزمودم بسے

خاتمه

همانا که کوبست دولت بچشم
به بد نیک باشد به نیکان بخشم

بیا ای که سال از چهل برگذشت
ز سر برگذشته بسے سرگذشت

جوانی گذر کرد و پیری رسید
سمن جامه بر روی سنبل کشید

کرا بر کشد گردش روزگار
که روزی ز خاکش نیاید غبار

گهر چهره شد آئینه شد بنید
که آید در و خوب و زشتی پدید

تهی دستی و ایمن از بیم و رنج
بسی بهتر از بیم با ناز و گنج

اگر چند پنهان کند مرد راز
پدید آرد ش روزگار دراز

سخن کو گذشت از زبان و دهن
پراگنده شد بر سر انجمن

همی تا بود جان تو آن یافت چیز
چو جان شد نیز ز دهان یک بپشیز

گرت بهره نوش ست بی نیش نیست
ولے نیست کز نیش او ریش نیست

جهان چاره ساز ست بی ترس و باک
بجان بردن تاش چاره پاک

یکی چاره هر زمان نماید همے
بدان چاره مان جان ربایدهمے

خدای جهان گر دهد گنج و رخت
چو بیداد جوئی بگیرد به سخت

چو دی رفت و فردا نیامد به پیش
مده خیره بر باد اوقات خویش

چو خواهد کسے را رسیدن زمان
گواهی دهد دل بران هر زمان

دل اندر وفای زمانه مبند
که یکسان نگردد سپهر بلند

چه گفت آن گرانمایهٔ نیک‌رای — که بیداد را نیست با داد پای
هر آنکس که پوشید در داز پزشک — ز مرگان فزون‌رنجت خونین سرشک
بکن کار و کرده به یزدان سپار — بخر با چه بازی چو ترسی ز خار
بهر کار یزدان پیروز و پاک — بخوان و مدار از کم و بیش باک
که گر خر نیاید به نزدیک بار — تو بار گران سوی پشت خر آر
هر آن دل که از آز شد دردمند — نیاید ز پند خرد سودمند
نیاید جهان ای برادر بکس — نماند جز از نام نیکو و بس
چنین گفت کانکس که دشمن ز دوست — نداند مبادا ورا مغز و پوست
بکشتی ویران گذشتن بر آب — به آید که در کار کردن شتاب
جهان دار تا این جهان آفرید — کلید در راز او کس ندید
چو بایسته کاری بود ایزدی — به یکسو رود دانش و بخردی
همه بندهٔ سیم و زر اند بس — کسی را نیابی تو فریادرس

سگ آن به که خواهندهٔ نان بود — چو سیرش کنی دشمن جان بود

ترا یار کردار ها با دو بس — که با شد بهر جات فریادرس
چه بندی دل اندر سرای فسوس — که هرزمان بگوش آید آوای کوس
خروشی برآید که بر بند رخت — نه بینی جز از تختهٔ گور تخت
چنان دان که شاهی و پیغمبری — دو گوهر بود در یک انگشتری
ز هجرت شده پنج هشتاد بار — که گفتم من این نامهٔ شاهوار
بدو ماندم این نامه را یادگار — بشش بیور ابیاتش آمد هزار

درشتی نباشد چو باشد درست | انوشه کسی کو درشتی نجست

کسی کو جز از تو پرستد همی | روان را بدوزخ فرستد همی

نباشد خرد جان نباشد رواست | خرد جان جانست ایزد گواست

میانه گزین در همه کار کرد | به پیوستگی هم به ننگ و نبرد

چنان دان که یکسر فریب است و بس | بلندی و پستی نماند بکس

هر آنکس که از بد هراسان شود | درم خوار گیرد تن آسان شود

نفس جز بفرمان او نگذرد | پی مور بی او زمین نسپرد

چو تو بزم جوئی مرا نیست رزم | نخرّد کسی رزم هرگز به بزم

خردمند گوید که در یک سرای | چو فرمان دو گردد نماند بجای

نباشد جز از رای یزدان پاک | ز خشنده خورشید تا تیره خاک

نه آن ماندای پیر دانا نه این | ز گیتی همه شادمانی گزین

هر آنکس که از مردگان دل شست | نباشد همان دوستی او درست

فزونی بجوید تن آسان شود | چو بیشی سگالد هراسان شود

نمرد آنکه او نیک کردار مرد | بیاسود و جان را به یزدان سپرد

چو گوید بباش آنچه خواهد بهست | همو بود تا بود و تا هست هست

تو از آز باشی همیشه برنج | که هموار ه سیری نیابی ز گنج

نزاید جز از مرگ را جانور | سرای سپنج است و بار گذر

هر انکس کجا ترسد از کردگار | نه بیند دو چشمش بد روزگار

ز خوی بد آید همه بدتری | نگر تا سوی خوی بد ننگری

بس ایمن مشو بر نگهدار خویش | چو ایمن بوی راست کن کار خویش

سر انجام مرگ آیدت بیگمان | اگر تیره گر چه فراغ زمان
دل مرد طامع بود پُر ز درد | بگرد طمع تا توانی مگرد
بساز و بناز و ببازو مرنج | چه بازی بکین و چه نازی بگنج
ز نیک و بد یها به یزدان گرای | چو خواهی که نیکیت ماند بجای
اگر ز و شناسی همه خوب و زشت | بیابی بپاداش خرم بهشت
که بهر تو این است ازین تیره گوی | هنر جوی و راز جهان را مجوی
که گر بار یابی به پیچی ز درد | پژوهش مکن گرد رازش مگرد
سخن بهتر از گوهر آبدار | چو بر جائگه بر برومندش بکار
ز شاه و ز درویش هر کو بمرد | ابا خویش زشتی و نیکی ببرد
نخستین نشانِ خرد آن بود | که از بد همه سال ترسان بود
نماند برین خاک جاوید کس | ترا توشه از راستی باد و بس
هر انگه که گوئی که دانا شدم | بهر دانشی بر تو انا شدم
چنان دان که نادان تری آن زمان | مشو بر تنِ خویش بر بدگمان
چو عیبِ تنِ خویش داند کسی | ز عیبِ کسان بر نگوید بسی
که آزاده داری تنت را رنج | تن مرد بی آز بهتر که گنج
از امروز کاری بفردا ممان | چه دانی که فردا چه گردد زمان
گلستان که امروز باشد ببار | تو فردا چنین گل نیابی بکار

سخن گفتن کژ ز بیچارگیست | به بیچارگان بر بباید گریست

چو نومید گردد ز یزدان کسی | ازو نیک بختی نیاید بسی
که پیش زنان راز هرگز مگوی | چو گوئی سخن باز یابی بکوی
سخن هر چه بر گفتنش روی نیست | درختی بود کش بر و بوی نیست
ندانی که مردان پیمان شکن | ستوده نباشند در انجمن
بپرهیز یکره آید کسی را زمان | به پیچد دلش کژ بگردد گمان
تو تا زنده ئ سوی نیکی گرای | مگر کام یابی بدیگر سرای
اگر بودن این است شادی چراست | شد از مرگ درویش با شاه راست
بخور هر چه داری و بر بد مکوش | ز گیتی بمرد خرد دار گوش
بد و نیک هر دو ز یزدان شناس | وز و دار تا زنده باشی سپاس
دو گیتی پدید آمد از کاف و نون | چرا نه بفرمان او در نه چون
چنان دان که بیدار آنکس بود | که از گیتیش اندکی بس بود
پیامی ست از مرگ موی سفید | ببودن چه داری تو چندین امید
چو گوید بباش آنچه خواهد بدست | کسی کو جز این داند او بیهدست
بباشد کسی در جهان پایدار | همه نام نیکی بود یادگار
ز گفتار نیکو و کردار زشت | ستایش نیابی نه خرم بهشت
چه جوئی چه گوئی چه شاهد بدن | برین داستانی نشاید زدن
سر مردمی بردباری بود | چو تیزی کند تن بخواری بود
وگر آز گیرد دولت را بچنگ | بماند روانت بکام نهنگ
جهان را چنین است آئین و شان | همیشه بمار از و دارد نهان

که بخت بد است اژدهای دژم
بدام آورد شیر شرزه بدم

بمردی نیابد بکس زورها
چنین آمد این تیز چنگ اژدها

چنین است کردار این پرفریب
چه مایه فراز است و چندین نشیب

خردمند را دل زکردار وی
بماند همی خیره در کار وی

هر انگه که سال اندر آمد بشصت
بباید کشیدن ز پیشینه دست

زهفتاد و برنگذرد بر کسی
ز دوران چرخ آزموده بسی

وگر بگذرد آن هم از بد تریست
بران زندگانی بباید گریست

چنین است رسم سرای سپنج
بدان کوش تا دور مانی ز رنج

اگر بودنی بود دل را بغم
سزد گر نداری نباشی دژم

چنین است رسم سرای سپنج
نمانی در و جاودانی مرنج

چنان دان که گیتی ترا دشمن است
زمین بستر و گور پیراهن است

همه رفتنی ایم و گیتی سپنج
چرا باید این درد و اندوه و رنج

جهان را چنین است آئین و شان
بگردد همین زان بدین زین بدان

بباده درون گوهر آید پدید
که فرزانه گوهر بود یا پلید

چو چوگان فلک ما چو گو در میان
بر نجیم از دست سود و زیان

سرمایهٔ مردمی راستیست
ز تاری و کژی بباید گریست

چنین است گیهان ناپایدار
درو تخم بد تا توانی مکار

که دشمن که دانا بود به ز دوست
ابا دشمن و دوست دانش نکوست

بد آید برویش ز گفتار بد
بد آید بسویش ز کردار بد

همے بگذرد بر تو ایام تو ❊ سرائے جز این باشد آرام تو

جهان پر شگفتست چون بنگری ندارد کسے آلتِ داوری

که جانب شگفتست و تن هم شگفت نخست از خود اندازه باید گرفت

گرا از پسِ پرده دخته بود اگر تاج دارد بداخته بود

که گر بر خرد نپسندد گرد و هوا نیابد ز جنگ هوا کس رها

خردمند کارد هوا را بزیر ❊ بود داستانش چو شیر دلیر

چنین است رسم سرای سپنج گهے ناز و نوش و گهے درد و رنج

چنین است گردندهٔ کوز پشت چو نرمی نمودی بیابی درشت

کسے کو بگنج و درم ننگرد همه روز او بر خوشے بگذرد

برآید ز خاک و شود باز خاک همه جای ترس است و بیم و باک

اگر خود بمانے بگیتے دراز ز رنج تن آید بر فتن نیاز

یکے ژرف دریاست بن ناپدید در گنج راز شش ندارد کلید

چو دانے که بر تو نماند جهان چه رنجانے از آز جان و روان

پرستندهٔ آز و جویاے کین بگیتی ز کس نشنود آفرین

زبانے که اندر سرش مغز نیست اگر دربارد همان نغز نیست

هر آنگه که موے سیه شد سپید نبودن نماند فراوان امید

گرا گر وش روز با کام نیست ورا مرگ با زندگانے یکیست

چنین است گردار گردان سپهر ببرد ز پروردهٔ خویش مهر

چو جوئی سرش پاے یابی نخست وگر پاے جوئی سرش پیش تست

بپوئیم و رنجیم و گنج آگنیم | بدل در همه آرزو بشکنیم
سرانجام ازو بهره خاک است بس | رهائی نیابد ازین روز کس
گرش زآرزو باز دارد سپهر | همان آفرینش نخواند بمهر
ورا هیچ خوبی نخواهد بدل | شود زآرزوهای او دل گسل
بکوشیم و از کوشش ما چه سود | کز آغاز بود انچه بایست بود
سرانجام هر زنده مردن بود | خود این زندگی دم شمردن بود
اگر ترسی وگر نه ترسی یکیست | بباید شدن ما کزین چاره نیست
ز رخشنده خورشید تا تیره خاک | همه داد بینم زیزدان پاک
که مرد از برای زنانند و زن | فزون تر ز مردش بود خواستن
گلستان که امروز گردد بهار | تو فردا چنین گل نیابی بکار
به پرهیز از اندیشهٔ نابکار | زما برنگردد بدِ روزگار
که کارِ خدائی نه کاریست خرد | قضای نبشته نشاید سترد
بدین مژده گر جان فشانم رواست | که این مژده آسایشِ جان ماست
زنا آمده کار دل را بغم | سزد گر نداری نباشی دژم
چنین است رسم سرای فریب | گهی بر فرازو گهی بر نشیب
ببین ای خردمند روشن روان | که چون باید او را ستودن توان
همه دانشِ ما یه بیچارگیست | به بیچارگان بر بباید گریست
همی دان تو او را که هست و یکیست | روان و خرد را جز این راه نیست
سخن هیچ بهتر ز توحید نیست | بنا گفتن و گفتن ایزد یکیست

چنین است رسم سرای درشت — گهی پشت زین و گهی زین به پشت
مگر تا چه کار ست همان بدروی — سخن هرچه گوئی همان بشنوی
درشتی ز کس نشنود نرم گوی — سخن تا توانی بآزرم گوی
ز سُم ستوران دران پهن دشت — زمین شش شد و آسمان گشت هشت
فرو رفت و بر رفت روز نبرد — بماهی نم خون و بر ماه گرد
زن و اژدها هر دو در خاک به — جهان پاک زین هر دو ناپاک به
چنین است سوگند چرخ بلند — که بر بیگناهان نیاید گزند
نخواهد بدن بی گمان بودنی — نه کاهد به پرهیز افزودنی
بداد ار کن پشت و اندوه مدار — گذر نیست از حکم پروردگار
ز خورشید تابنده تا تیره خاک — گذر نیست از حکم یزدان پاک
چنین است کردار چرخ برین — گهی این بران و گهی آن برین
نهادن چه باید بخوردن نشین — برامید گنج جهان آفرین
کسی را که سالش بدوسی رسید — امید از جهانش بباید برید
چو آمد به نزدیک سر تیغ شصت — مده می که از سال شد مرد دست
بپوش و بپاش و بنوش و بخور — ترا بهره این است ازین رهگذر
به نیکی گرای و بیازار کس — ره رستگاری همین است و بس
جهان را چنین است ساز و نهاد — ز یکدست بستد بدیگر بداد
بدردیم ازین رفتن اندر فریب — ز مانی فراز و ز مانی نشیب
کمی نیست در بخشش داد گر — همی شادی آرای و اندوه مخور

شاه نامهٔ فردوسی طوسی

بسم الله الرحمن الرحیم

قضا گفت گیر و قدر گفت ده | فلک گفت احسن ملک گفت زه
ستایش کنم ایزدِ پاک را | که گوید و بیناکند خاک را
بمورے دهد مالش نرّهٔ شیر | کند پشّه بر پیلِ جنگی دلیر
جهان را بلندی و پستی توئی | ندانم چه‌ٔ انچه هستے توئی
چه گفت آن سخن گوی آزاد مرد | که آزاده را کابلی بنده کرد
بکشتش بسے دشمنان بے شمار | که آمخته بُد از پدر کار زار
بکشتش همه پاک مردان من | سرافراز ترکان و گردان من
دلاور که نندیشد از پیل و شیر | تو دیوانه خوانش مخوانش دلیر
که چون آزگردد ز دلها تهے | همان خاک و هم گنج شاهنشهے
جهان کشت زاریست بارنگ و بوی | درو مرگ و عمر آب و ما کشت ادی
چنان دان که هر کو جهان را شناخت | درو جای آرام بودن نه ساخت
هر انکس که دل بند داند جهان | هشیوار خوانندش از ابلهان
ازین پنج شین روی رغبت متاب | شب و شاهد و شهد و شمع و شراب
برین دو بران روز هم بگذرد | خردمند مردم چرا غم خورد

منطق الطیر فرید الدین عطار

بسم الله الرحمن الرحیم

کس چه داند تا درین بحر عمیق — سنگ ریزه قدر دارد یا عقیق
کار عالم عبرت است و حسرت است — حیرت اندر حیرت اندر حیرت است
سوی کنه خویش کس را راه نیست — ذرّه از ذرّه آگاه نیست
هست با هر ذرّه درگاهے دگر — پس ز هر راهے بدو راهے دگر
تو چه دانے تا کدامین ره روی — وز کدامین ره بدین درگه روی
من که باشم تا زنم لاف شناخت — او شناخت اورا که او خود را شناخت
از تبر او تو لاپاک شو ❊ — تو کف خاکی درین ره خاک شو
نیست شو تا هست از پے در رسد — تا تو هستی هست در تو کے رسد
تو کف خاکی سخن از خاک گو — جمله را پاکیزه گو و پاک گو
من ندانم تو منے یا من توئی — محو گشتم در تو و گم شد دوئی

پند نامه ایضاً

تا تو انگر باشی اندر روزگار — نفس را از آرزوها دور دار
هر که او را معرفت بخشد خدائے — غیر حق را در دل او نیست جائی

شمس تبریز

بسم الله الرحمن الرحیم

در عشق نه جسمم و نه جانم
چیزی عجبم نه این و آنم

هر جا که روم خراب عشقم
من کعبه و بتکده ندانم

او بیشک و بیگمان یقین است
من بیشک و بیگمان گمانم



مثنوی بوعلی شاه قلندر

بسم الله الرحمن الرحیم

زهد و تقوی چیست ای مرد فقیر — لاطمع بودن ز سلطان و امیر
دل چو آلوده ست از حرص و هوا — کی شود مکشوف اسرار خدا
صد تمنا در دل ست ای بوالفضول — کی کند نور خدا در دل نزول
دین و دنیا هر دو کی آید بدست — این فضولیها مکن ای خودپرست
گر برافتد پرده از روی مجاز — نفرتی گیری ز زال حیله ساز
زشت روی او چو آید در نظر — از خدا خواهی امان ای بیخبر
بهر طاعت لقمهٔ باید حلال — تا نیفزاید ترا رنج و ملال
گر شوی از عصمهٔ شبه نفیر — نفس را سازی بفضل حق اسیر
نفی گردان از دل خود ما سوا — تا نگنجد در دلت غیر از خدا
تا توئی کی یار گردد یار تو — چون نباشی یار باشد یار تو
تو مباش اصلا کمال اینست و بس — تو در و گم شو وصال اینست و بس
هر که او از خویشتن بیزار گشت — بیشک آنکس محرم اسرار گشت
چشم بند و گوش بند و لب به بند — گر نه بینی سر حق بر ما بخند
دل مکن از فکر با طلها سیاه — از خدا غیر از خدا دیگر مخواه
گر ترا از عشق او باشد خبر — از تو مشتاق ست او مشتاق تر
گاه در جنت روی ای خوشخرام — گاه در دوزخ روی سازی مقام

تن میان خلق و جان نزد خداوند جهان | تن گر فتار زمین و روح در هفت آسمان
قطره برداشت ابر قدرت از دریای جود | باز آن قطره بدریا رفت و شد همرنگ آن
من نمی گویم انا الحق یار میگوید بگو | چون نگویم چون مرا دلدار میگوید بگو
اگر بچشم حقیقت وجود خود بینی | قیام جملهٔ اشیا بود خود بینی
وجود هیچ نیست نار موسوی گردد | اگر برون کنی از سر تو دود خود بینی
من نه جانم نه دلم نی بدنم چند مرا | گه ز جان گاه ز دل گه ز بدن میطلبی
بر سر عرش دویدم که بگو یار کجاست | گفت با تست شب و روز ز من میطلبی
چو از جمال نقاب بطون براندازی | دران ظهور وجود مرا عدم سازی
سپاه درد و بلا صف کشند از چپ و راست | بقلب با علم عشق چون برافرازی
درخت هستیت از نار عشق پاک بسوز | که تا تمام نسوزی مقیّد دودی
زیان و سود چو در دست اختیار تو نیست | زیان تو هم ازان شد که طالب سودی
بخدا غیر خدا در دو جهان نیست کسی | صد دلیلست ولی واقف ازان نیست کسی
لاجرم عاشق و معشوق ز خود ساخت پدید | تا که بر وی بجز از وی نگران نیست کسی
اینهمه زمزمه کز سینهٔ خود میشنوی | تو چه گوئی که درین خانه نهان نیست کسی
دمی ز هستی خود بگذری به از صد سال | که روز روزه بداری شب نماز کنی

هستیم رفت و کنون هستی مطلق باقیست — اینهمه بحر بامید وصالے دیدم

تا معین ذره صفت رفت پی نور ازل — نه طلوع و نه غروب و نه زوالے دیدم

سوی من آ که ترا یار وفادارم منم — هر چه داری بمن آور که خریدارم منم

گر تو شاوی و دولت عزم تماشا دارد — برمن آئی که باغ و گل و گلزارم منم

بیدلی کم کن و از بیکسی خویش منال — که ترا در همه جا دلبر و دلدارم منم

من یار ترا دارم و اغیار نمیخواهم — غیر از تو که دل بردی دلدار نمیخواهم

تو دانی و من دانم اظهار نمیخواهم — تر ے که مرا باتست باغیر تو چون گویم

اندر حرم جانم کس را نبود منزل — غیر از تو درین خلوت دیار نمیخواهم

من باده نمی نوشم اما چو توئی ساقی — اندر تن خود یک گ هشیار نمیخواهم

دنیا طلبد غافل عقبی طلبد عاقل — من عاشقم و بیدل جز یار نمیخواهم

صفات و ذات چو از هم جدا نمی بینم — بهر چه می نگرم جز خدا نمے بینم

ز من بهر چه کنی یاد را ضیم حقّا — که هر چه از تو رسد جز عطا نمے بینم

تو خاصه زما باش که ما نیز ترائیم — در هر دو جهان مقصد و مقصود تو ائیم

گر یکقدم از کوی طلب سوی من آئی — ما صد قدم از راه کرم پیش تو آئیم

من نمیدانم درین بحر عمیق — شسته ام استاده ام یا میروم

گر وصل دوست میطلبی جان بده معین — زیرا که سود عاشقی آمد زیان جان

گر بچشم عاشقان بینی جمال خویشتن — همچو من آشفته گردی در خیال خویشتن

باده خواهم که بستاند مرا از من تمام — تا چو منصور آن زمان یابم وصال خویشتن

دلا بچشم حقیقت جمال دوست ببین — ز مظهر همه اشیا ظهور اوست ببین

من اگر خود نرومم او کشدم جانب خود
هم ازان سلسلهٔ عشق که با ما دارد

گه بخود خواند و گاهی ز خودم میراند
آه ازین غمزه که با عاشق شیدا دارد

عاقبت چهرهٔ دلدار عیان خواهد دید
هر که آئینه ز زنگار صفا دارد

روزیکه یار جام صفا پر زمی کند
عاشق دران وفا ز جفا یاد کی کند

اسرار عشق درد مدان در نفی دلم
خود نغمها سراید و منسبت به نی کند

هر کسے را در ازل رزقی مقدر کرده اند
وز برای هر یکے کارے مقرر کرده اند

سر بسر ذرات عالم مظهر انوار اوست
جمله را آئینه دار حسن دلبر کرده اند

ما نمیگوئیم نعمت یا بلا خواهیم و بس
بلکه ما دائم رضای دوست را خواهیم بس

هر کسے از تو بقدر خود مرادی خواستند
ما مراد خویشتن از تو ترا خواهیم و بس

هر کسے خواهد که ماند در جهان باقی ولیک
ای معینی ما فنا اندر فنا خواهیم و بس

دل ز سوز عشق و داغ یار یا بد پرورش
چون زر خالص که اندر نار یا بد پرورش

اصبعین عشق اندر دل تصرف میکند
خوشدلی کاندر کف دلدار یا بد پرورش

وانکه در دار وجودش غیر حق دیار نیست
همچو منصور آن زمان بر دار یا بد پرورش

ای معین از سرزنش های حسودان غم مخور
چون دل عشاق از آزار یا بد پرورش

تبه سر بر خط فرمان و خطی در جهان درکش
مشو لوح من و ما را قلم در این و آن درکش

بر و پای هوا پی کن هوای صحبت نی کن
بساط نه فلک طی کن قدم در لامکان درکش

انسان ز این سلالهٔ آب و گل است و بس
در سلک دُر کسے نکشد مهرهٔ خزف

از صد هزار قطرهٔ باران یکی مگر
گوهر شود بتربیت اندر دل صدف

اندر آئینهٔ جان عکس جمالی دیدم
همچو خورشید که در آب زلالی دیدم

این چه سودا است که اندر سر ما می جنبد
این سر رشته ندانم ز کجا می جنبد

جنبش سایه چو از جنبش شخص ست مدام
سایه از شخص مپندار جدا می جنبد

مرا در دل بغیر از دوست چیزی در نمی گنجد
بخلوت خانهٔ سلطان کسی دیگر نمی گنجد

درون قصر دل دارم یکی شاهی که گر گاهی
ز دل بیرون ز مد خیمه به بحر و بر نمی گنجد

حساب عمر صد عاقل بمحشر بگذرد یکدم
حساب یکدم عاشق بصد محشر نمی گنجد

رموز عشق اگر خواهی ز لوح دل توان خواندن
که حرفی از روایاتش بصد دفتر نمی گنجد

ز بحر عشق یک قطره ظهور مهر منصور ست
بظرف همت عاشق ازین کمتر نمی گنجد

معینی گر همی خواهی که سرّ عشق بر زبان رانی
مقام آن سر دار ست و بر منبر نمی گنجد

هر آنچه آید ت از غیب نیک و بد منگر
همین بس ست که از سوی دوست می آید

ازین مصائب و دران منال شادان باش
که تیر دوست به پهلوی دوست می آید

فیض خدا که بر دل آگاه می رسد
ایدل بهوش باش که ناگاه می رسد

بگذر ز فکر روزی و رزاق را شناس
هنگر چگونه رزق تو دلخواه می رسد

ز پی یک عشق حلقهٔ محمد بر در دلم
آورد مژدهٔ که شهنشاه می رسد

در شاهراه سینه در افتاد غلغله
گفتند شاه عشق ازین راه می رسد

گفتم چه پیشکش کنمش پیک عشق گفت
بدین ما حضر بیار که از راه می رسد

یعنی شراب اشک و کباب جگر بیار
با آه و ناله کز دل او آه می رسد

جائیکه زاهدان بهزار اربعین رسند
مست شراب عشق بیک آه می رسد

نه عقل ماند و نه عشق و نه رفت ظلمت و نور
بسوخت آتش غیرت هر آنچه بود نبود

ز رنگ غیر چو جام دلم مصفی شد
ز روزنه روزنهٔ من نور حق جمال نمود

آنکه خود بر خود تجلی میکند بس خود بخود — عشق میباز د بنام عاشقان پیداست کیست
رشتهٔ جان مرا بگسیخت مقراض فراق — تا امید وصل تو پیوند جان شد عاقبت
هر دلی کز بی نشان میجوید تا یابد نشان — چون معین در بی نشان بی نشان شد عاقبت
ذرهٔ عشق تو ام درد تو همراه بس است — مونس خلوت دل آه سحرگاه بس است
همچو خورشید مکن جانب هر ذره نگاه — زانکه در صحت دل منزل یکماه بس است
آن حمد ناقصی که بگویند بندگان — کی در خور خدای حق عز و شان بود
او بی نشان محض چه جوئی از و نشان — هر ذره بر خدائی او صد نشان بود
آنرا که پرده بار نظر بر گرفته اند — در صد هزار پردهٔ دیگر نهان بود
گنجی که شاه عشق نهد در دل خراب — نقد دو کون در عوضش رائگان بود
هر نصف دوزخ از تف دل یک شراره ایست — هر هشت خلد یک گل ازین بوستان بود
از ذره ذره اش بچکد قطره خون — با هر دلی که عشق تو در امتحان بود
دل بیغم همی خواهی دل غمگین بدست آور — چو دل غمگین عشق آمد ز غمها جمله بیغم شد
اگر با یار خود باشی تراد وزخ بهشت آمد — وگر بی یار خود مانی ترا جنت جهنم شد
ز هستی چون جدا گشتم حریم کبریا گشتم — چون من از خود فنا گشتم چگویم هر چه گویم شد
چشم بکشائی که دیدار خدا جلوه نمود — دیده شو یکسر و بر بند و رفت و شنود
دل چو آئینهٔ حق آمد و صیقل غم عشق — ای خوش آن دل که می عشق غبارش بزدود
آن دلی کز ظلمات بشری یافت خلاص — عکس انوار خدا بود در و هر چه نمود
عکس حقی تو و عکس تو در آئینهٔ جان — عکس عکس تو یقین دان که همان عین تو بود
باده صاف است پندار که رنگین شده است — آن ز همرنگی جام است که شد سرخ و کبود

چشم بگشائی که آفاق پر از نور خداست
خالی از نور خدا در همه آفاق کجاست

گفتمش چند بود حسن تو پنهان گفته
حسن پیداست ولی دیده بیننده کراست

مستم امروز ازان باده که در جام دل است
تا ابد چاشنی عشق تو در کام دل است

اضطراب دلم آرام نگیرد به بهشت
دیدن روی دل آرام من آرام دل است

چون دل از عالم پاک آمده در کشور خاک
هم بآنجا رود آخر که سر انجام دل است

طائر عشق که از کون و مکان آزاد است
مرغ زیرک صفت آویخته در دام دل است

نکته عشق که بر لوح بیان ثبت نبود
بر معینی همه معلوم به اعلام دل است

آتشی افروخت عشق و جسم و جان من بسوخت
گفتم آهی بر کشم کام و زبان من بسوخت

آتش دوزخ ندارد تابش سوز فراق
آه ازین آتش که پیدا و نهان من بسوخت

نار دوزخ گرچه سوزد پوستهای عاصیان
آتش هجر انش مغز استخوان من بسوخت

اهل عقبی سود برد و طالب دنیا زیان
گرمی بازار او سود و زیان من بسوخت

صد هزاران پرده بود اندر میان ما و دوست
جمله از یک شعله آه و فغان من بسوخت

کسیکه عاشق و معشوق خویشتن همه اوست
حریف خلوت و ساقی انجمن همه اوست

مگو که کثرت اشیا نقیض وحدت گشت
تو در حقیقت اشیا نظر فگن همه اوست

تعین است مگر از اعتبار ما و من است
ز اعتبار گذر کن که ما و من همه اوست

چو نائی که نهد بر دهان نی لب خویش
نهاده بر دهن عاشقان دهن همه اوست

چه جای باده و جام و کدام ساقی مست
خموش باش معینی و دم مزن همه اوست

یارب این صورت که در مرآت جان پیداست کیست
آنچنان حسنی درین پرده نهان پیداست کیست

آنکه اندر بزم جان هر دم بآواز دگر
مینوازد پرده صاحبدلان پیداست کیست

براق عشق برای تو صد قدم طی کرد | تو هم مضایقه بگذار و یک قدم پیش آ
تو چند در طلب یار در بدر گردی | بخود نگر که توئی مظهر همه اسما
نقاب هستی خود را تو از میان بردار | دگر به بین که بجمال که میشود پیدا
بگیر مصقلهٔ عشق و زنگ تن بزدای | به بین در آیینهٔ جان جمال جانان را
هر که روزی یکقدم برداشت اندر راه ما | عاقبت ره برد سوی بزم عشر تگاه ما
آفتاب از اوج عزت رخ نهد بر خاک پاش | هر که بر رویش نشیند گرد از درگاه ما
بر دواند اسپ همت بر فراز نه سپهر | هر گدای کو نهد رخ بر بساط شاه ما
یک نشان با من بگوی از ره روان راه عشق | تا مگر باشد براه آید دل گمراه ما
پردهٔ هستی اگر سوزی بنار لا الله | آن زمان بی پرده بینی نور الا الله ما
جان بر افشاندن بیادش از خدا میخواست دل | شد بحمد الله میسر عاقبت دلخواه ما
معین بخشیم غرد حسن دوست نماید | به بین بدیدهٔ مجنون جمال لیلی را
ظهور نور ربوبیت از برای تو شد | ازان زمان که ترا گفته ام است بر رب
تو بندهٔ منی و من رب تو بحشر بس است | ز مادر و پدرت چون کنیم قطع نسب
هزار بار جواب تو گفته ام لبیک | بدان امید که یکبار گوئیم یا رب
نظر بر حمت ما کن مخور فریب عمل | چو شد پدید سبب معطل است سبب
مرا مجو که نیابی بباغ عالم قدس | درون سینهٔ سوزان عاصیان بطلب
معین ز نام و نشان در گذر که در ره عشق | غلامی سگ کویش ترا بس است لقب
شهود حق طلبی از وجود خود بگذر | که جز وجود تو اورا حجاب دیگر نیست
چو محو تست معین نام او چه می پرسی | که جز خموشیش اکنون جواب دیگر نیست

دیوان حضرت خواجہ معین الدین چشتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربود جان و دلم را جمالِ نامِ خدا
نواخت تشنہ لبان را زلالِ نامِ خدا

وصالِ حق طلبی ہمنشین نامش باش
بہ بین وصالِ خدا در وصالِ نامِ خدا

میان اسم و مسمّٰی چو فرق نیست بہ بین
تو در تجلی اسما کمالِ نامِ خدا

یقین بدان کہ تو با حق نشستہ شب و روز
چو ہمنشین تو باشد خیالِ نامِ خدا

ترا سزد طیران در فضای عالم قدس
بشرط آنکہ بپری ببالِ نامِ خدا

چو نام او شنوم گر بود مرا صد جان
فدای اوست بعز و جلالِ نامِ خدا

معین ز گفتن نامش ملول کے گردد
کہ از خدا است ملالت ملالِ نامِ خدا

غزل

ما طلبگار تو ایم و تو گریزانی زما
ما بسویت مقبل و تو روی گردانی زما

گفتمش تا چند در پردہ نہان خواہی شدن
وقت آن آمد کہ دیگر رو نپوشانی زما

گفت من بی پردہ ام گر پردہ بینی آن توئی
تا تو ہستی در ہزاران پردہ پنہانی زما

دلا بجلقۂ رندان بزم عشق در آ
کہ جرعۂ ز شراب بقا دہند ترا

تو با دشاہی و از دست شاہ پرّیدی
بغیر شاہ مکن میل و سوی شہ باز آ

ز ظلمت بشریت چو بگذری برسی
ازین حضیض دنائت بر اوج او ادنیٰ



دیوان حضرت غوث الاعظم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تا ابد یارب تو من لطفها دارم امید
از تو گر امید ببرم از کجا دارم امید

زیستم عمر بسے چون دشمنان دشمن مگیر
بیوفائی کرده ام از تو وفا دارم امید

هم فقیرم هم غریبم بیکس و بیمار و زار
یک قدح زان شربت دار الشفا دارم امید

تا امیدم از خود و از جملهٔ خلقِ جهان
از همه نومیدم اما از تو میدارم امید

منتهای کار تو دانم که آمرزیدن است
زانکه من از رحمتِ بی منتها دارم امید

هر کسے امید دارد از خدا او جز خدا
لیک عمری شد که از تو من ترا دارم امید

هم تو دیدی من چها کردم تو پوشیدی بلطف
هم تو میدانی که از تو من چها دارم امید

ذره ذره چون جدا گردانده ام خاکِ لحد
بهر هر هر ذرهٔ فضلِ خدا دارم امید

هم بدم بدگفته ام بد مانده ام بد کرده ام
با وجودِ این خطاها من عطا دارم امید

روشنیِ چشم من از گریه کم شد ای حبیب
این زمان از خاک کویت توتیا دارم امید

بهمت دفع هر بلائے که دهد بان پیدا شود

محی میگوید که خونِ من حبیب من بریخت
بعد ازین کشتن انبون لطفها دارم امید

هر روز هفت بار بخواند

بگرد آب آفات افتاده ایم — نباشی اگر ناخدا چون رهیم
بقید تن و بند جسم اسیر — منم پای در گل توئی دستگیر
توئی داور داد و فریادرس — توئی بیکس و زور را زور و کس
درِ معرفت بر دلِ من کشای — که ناید نظر جز تو از ما سوای
بگیر از من و ما من و مائیم — که این است گبری و ترسائیم
خطے بر گناهِ وجودم بکش — خلاصم بفرما ازین کشمکش
شرابِ محبت بنوشان مرا — جدا ساز از اهل هوشان مرا
ندانم که من کیستم خلق کو — بجز تو ندارم بکس گفتگو
خبر ده اگهے مرا زان مقام — که بے صوت میرویدآنجا کلام
ز دنیا و دینم همین است و بس — نمن دانم و نه مرا هیچکس
تجلے ده ای شعلهٔ نور من — بسوزان بیک جلوهٔ طور من
ز خود بنیودم سازای ذوالجلال — فراموشیم ده ز هر قیل و قال
بده تاب اے نور جان بالعجل — ازان پیشتر که بیاید اجل
سحابِ نمودِ مرا دور کن — تنم را ز نورت پُر از نور کن
نماند مرا ز اسم و رسمے اثر — ندارد کسے از نشانم خبر
تو باشے همیشه بملکِ وجود — شهنشاه و سلطان تخت شهود
بعجز و نیاز من اے بے نیاز — تلطف بفرما و با من بساز

تمام شد مناجات حضرت نیاز قدس سرّه

عالم صوت از وظهور گرفت | از حضورش بساط نور گرفت
گر باظهار رو نیاوردے | نام آواز در جهان نبندے
بشنو آن بانگ پُر سرور از گوش | کن فراموش خویش را ز دیهوش
غرق شود در میان بحر محیط | ذات بے کم و کیف نور بسیط
نور بے رنگ هست وحدت ذات | وین تعین بود همه ظلمات
دیده هاے دلت که نابین است | پیش تو نور سر بسر این است
ورنه وحدت کجا و کثرت کو | بوے عنبر کجا کجا بد بو
تو که هرگز ندیدۂ آن نور | چه بدانے حقیقت مستور
تا نیفتد شعاع نور خدا | بر دلت کے شود ترا پیدا
کاین همه ظلمت است و نور دگر | کے شود این و آن بهم همسر
ذات مطلق مثال کُل باشد | مبدء فیض جزو و کُل باشد
وین دوئے و تعین است چو خار | میکشد هر یکے از و آزار
کل شوے گر نظر بکل آرے | دامن جان کس نیازارے
ور بتقلید خار درمانے | خود بر نجے جهان بر نجانے
تو نه آنے هر انچه فهمیدے | گل نه دیدے تو خار را دیدے
تو ئی نو خاسته گل از گلشن | خار دانستی و شدے گلخن
اندران خار و گل تو فرق مکن | گرچه هستند از یکی گلشن

بسم الله الرحمن الرحیم

بهر مشکلاتے که داریم ما | بفضل خود آسان بکن ای خدا

طرفہ تر اینکہ رائے و مرآت — جز یکے نے چگونیت ہیہات
لیک اندر جہان کہنہ و نو — جستجوے نمود با تگ و دو
ہیچکس را نیافت این قابل — کہ ظہورش بود در و کامل
آخر الامر سوے آدم دید — بہتر و خوب تر ز عالم دید
متصف با صفات تنزیہے — ہم در و وصف نعت تشبیہے
زین سبب شد خلیفہ اش انسان — دیگرے کس نبود لایق آن
اوست آئینہ صاحب الوجہین — گر بہ بینی تو با حقیقت عین
روے سوے خصائص ربے — وجہ طرف نقائص عبدے
سجدہ اش با نقائص عبدے — جانب آن خصائص ربے
پس ہمون ساجد است و ہم مسجود — نیست در دہر غیر او موجود
جز عدم نیست غیر ذات خدا — پس بود عین او ہمہ اشیا
مجملے ہست انچہ گفت نیاز — کرد کوتاہ قصہ ہاے دراز
امر ربے است روح و سر خدا است — ذکر بے کام و بے زبان او راست
حیف در بند جسم درمانے — نشنوے صوت پاک رحمانے
یار ما ہر دم است با تو کلیم — حیف تو نشنوی کلام قدیم
ہمہ عالم پر است از آواز — لیک در ہاے گوش خود کن باز
باز کردن ہمین بس است ترا — بند سانے رہ شنیدن را
بشنوی یک کلام نا مقطوع — از حدوث و فنا بود مرفوع
اول و آخرش چو بیحد شد — زان سبب نام او بی احد شد

ز وحدت سوے کثرت چون برآیم
همو ندم باز گردم تیز گامے

بهر آنے بشانے دیگر آیم
نمے دارم بیک شانے قیامے

گهے بر صورتِ بلبل بنالم
گهے شکلِ گل آیم خنده فامے

بکعبه شیخ و در دیرم برهمن
منم در میکده هم مے و جامے

بهر مشرب که بینے نیست جز من
ز من شنو بهر ملت کلامے

بباطن ناز در ظاهر نیازم
بمعنے خواجه در صورت غلامے

یار من با کمال رعنائے
خود تماشا و خود تماشائے

عشقبازے بخویشتن دارد
غیرتش تاب غیر کے آرد

در ازل دیده بر رخش وا کرد
خویشتن را بخویش شیدا کرد

در بطونش نمود عشق مقام
شد مسافر سکونت و آرام

شد چو حب نظاره دامنگیر
گشت مطلق بدامِ قید اسیر

از تقاضاے حب جلوه گرے
آمد اندر حصار شیشه پرے

خواست آن حسن بے نظیر و مثال
متجلّی شدن باین امثال

تا گهان کرد امر کن فیکون
نقش بسته جهان بوقلمون

شد هزاران هزار شکل غریب
از تجلّیِ نورِ ذاتِ حبیب

یک جهانے ز جنس جن و ملک
وان دگر از عناصر است و فلک

خود برآمد بشکل این اکوان
حسبِ درخواست حضرتِ اعیان

هست عالم تمام مرآتش
کاندرو ظاهر است آیاتش

ای زاهدِ افسرده بیا رو بخدا شو — در حرص بهشت و هوس حور چرائی
یک جو ندهم قیمتِ این طاعتِ مهمل — بر تکیهٔ این زهد تو مغرور چرائی
بر قول نیاز ست اگر علم یقینت — پس دیدهٔ و دانسته بدستور چرائی

بر چهرهٔ تو نقاب تا کی — بر چشمهٔ خور سحاب تا کی
بر دیدهٔ ما حجاب از ماست — در ما و تو این حجاب تا کی
بر بحر حقیقتم گذر ده — بینم بغلط سراب تا کی
یک حرف ز عشق خود سبق ده — خوانم قصص کتاب تا کی
بیخود ز خودم کن و بخود دار — مانم بخودی خراب تا کی
مستم بکن از نگاه مستت — دارم هوسِ شراب تا کی
باشم بتعلقات ذرات — وا مانده ز آفتاب تا کی
ای دلبر من جمال بنما — وی جان من این حجاب تا کی

گردان زدو کون بی نیازم
گردم پی آن خراب تا کی

ندانم کیستم ما را چه نامے — بحیرت اندرم مستم کدامے
بجسن آوی خود سرشار و مستم — نه مینا دانم و نه مے نه جامے
نباشم بر زمین نه بر سموات — مگر در لامکان دارم قیامے
عجب جائیست اندر ملک جانم — که آنجا نے سحر باشد نه شامے
چو مهرم شد برون از مطلع عیب — ز تابم شد عیان هر خاص و عامے
بظاهر گرچه فانے می نمایم — ولی در باطنم دارم دوامے

اے رشک مسیحایم از بہر مداوایم
چون بر دل شیدایم یک جلوہ نفرمائی

خاک رہ کوئے تو این طرفہ اثر دارد
ہم صندل و رد سر ہم سرمۂ بینائی

مشنو آنکہ دم زنم من ز کمال کبریائے
کہ سوائے حق نہ بینم بوجود فے قبائی

ہمہ این صفات و ذاتم کہ بعالم شہود است
بخدا کہ اوست پیدا بلباس ما سوائے

نظرے بصورتم کن بنگاہ دیدۂ دل
کہ نمایدت سراپا ہمہ جلوۂ خدائی

ہمہ تہمت است بر من کہ تو گوئیم منم من
نمن منست این من ز خدا است خودنمائی

ہمہ دلبری و ناز است کہ بصورت نیاز است
چہ نیاز شان خاص است ز شیون دلربائے

از خلق جدا ہستی و ہم در ہمہ جائے
از جملہ مبرائے و در جملہ در آئے

بے نام و نشان بودی و گنجینۂ پنہان
از بہر شناسائے خود صورتہائے

بر وحدت ذاتست عرض کثرت شانت
یکشان تو خلق است و گر شان خدائے

ہم شاہ جہانے ببرت افسر شاہے
ہم دلق ببر دارے و ہم شکل گدائے

ہم معتکف مسجدے و سبحہ بدستے
ہم دوش بزناری و در بتکدہائی

ایدل تو چنین و شغب و شور چرائے
وی دیدہ بگو صورت ناسور چرائے

ای سینۂ من ریش دل از بہر کہ داری
وی لخت جگر سوختہ چون طور چرائے

در معنے فے انفسکم غور و نگہ کن
معشوق ببر داری و مہجور چرائے

دلدار تو نزدیکتر است از رگ جانت
افتادہ بہ پندار دوئے دور چرائے

خورشید جمال رخ محبوب عیانست
ای شب پرک دیدۂ جان کور چرائے

جانان بجہانست چو دریا بے بقطرات
چون قطرہ بدریائے و در شور چرائے

کرد ما را نے نیاز آن قبلهٔ اهل نیاز — لطف فرما شد باحوالِ دل افگارِ من
بنما بما تجلی جانِ بخش و دلکشا — طرز وادا و غمزهٔ عاشق نوازکن
گنج قناعتست که دل را غنی کند — ای دل اگر غنا طلبی ترک آز کن
تا صبح وصل در ندمد هر شب ای نیاز — چون شمع آه و گریه بسوز و گداز کن
واعظا جنّتِ من سینهٔ پر داغ منست — دلبرم حور من و چشم ترم کوثرِ من
من پاکباز عشقم ذوق فنا چشیده — آهوی دشت هویم از ما سوا رمیده
بُد پرده های وهمی ما را حجاب دیده — دیدیم روی جانان این پرده ها دریده
گل گشت غنچهٔ دل دلبستگیش وا شد — چون باد نوبهاری بر گلشنم وزیده
چون آفتاب معنی بر جان من درخشید — گشتم بچشم مردم چون مردمک بدیده
من نور ذاتِ حقم ای صاحبِ بصیرت — در صورتم اگرچه از خاک آفریده
در صورتم نظر کن اندر مرقعِ خلق — نقاش دست قدرت تصویر من کشیده
روح الٰهیم من جان خدائیم من — از صنعتِ عجیبه در آب و گل دمیده
من جلوه گاه ذاتم هم مظهرِ صفاتم — هم اصل کائناتم از نور ش آفریده
آئینه پر صفایم جامِ خدا نمایم — هم عین و هم جدایم ای مرد برگزیده
سلطان بے نیازم چون سر و سرفرازم — هم بندهٔ نیازم مثل کمان خمیده
از جام عشق مستم مستانه الستم — بے پا و بے سرا ستم از قیدِ تن رمیده
زاهد مگیر بر من بگذار گفتگویم — نشنیده کی فرقست در دیده و شنیده

قولِ نیاز بشنو یعنی ز خود برون شو
چون از خودی برآئی باشی خدا رسیده

نمیسوزی آنچنان که نه دود و نه شعله — بس بس مسوز آتش نهانم آنچنین
لب خشک و تشنه کام و جگر تفته هنوز — حالانکه غرق قلزم عرفانم آنچنین
زین پیشتر تو من شدی الحال من توام — بود از برای شکر تو شایانم آنچنین
گه آمد در دیار من که شد نو در دیار من — چه شدای بیقرار من که شد صبر و قرار من
بدلق فقر شاهی میکنم از خوبی طالع — نه جم دارد نه کی این طالع گردون سوار من
گهی گریم گهی خندم گهی افتم گهی خیزم — بیک حالت قرارم نه چه شدای بیقرار من
گهی از زلف پریشانم گهی از روی تو حیرانم — همین کفر است و ایمانم همین لیل و نهار من
نیاز از من مجو از بهر دیدار درمانی — که نبود هیچ شی جز در دیار اندر دیار من
بسکه در عشقش شدم از کفر و از ایمان بری — رشته جانم گسست از سبحه و زنار من
عشق اسلامست و دینم عشق و در ملت وحدت — عشق غمخوار است و مونس عشق یار غار من
جز مقام عشق آهنگی ندارد بلبلم — بر نیاید جز نوای سوز از منقار من
کار فرمان شد جنون در ملک جانم ای نیاز — سخت دشوار است بار عقل در دربار من
نور ذاتش بر دلم هر دم تجلی میکند — تاب دیگر میدهد هر شعله دیدار من
در بنای هستیم از نیستی مستحکمی است — ور شکست و ریختن شد پشتی دیوار من
زاهد از سر سوا دالوجه من آگه نه — نیست در فهم تو رمز فشقه و زنار من
طوطی دستان سرای فرق و شوقم ای نیاز — نشنوی جز نالهٔ جان سوز از منقار من
حسن خوبان بهر حق بینی مثال عینک است — میدهد بینائی اندر دیدهٔ نظار من
آمد اندر ملک جان بر تخت دل سلطان عشق — حاکم عقلم بدر شد از سر هشیار من
همچو دریای محیط این قطره ام شد موج زن — چون نجود غرقم نمود آن قلزم زخار من

نه از عالم بیانی بود نه آدم نشانی داشت
که از نظارهٔ حسن خودم خوشنود بودستم

بسیطم آنقدر شد منبسط از جذب پیدائی
که با یک نقطگی صد ها خط ممدود بودستم

هیولاے دو عالم مادهٔ ارواح اشباحم
حریر جسم و جان را همچو تار و پود بودستم

ز بهر رفع شرک و دفع وهمی هستی غیری
بشکل انبیا و اولیا موجود بودستم

بدریای حقیقت بهر غواصان دریادل
بهر عهدی و عصری گوهر مقصود بودستم

نیاز اندر حقیقت لایزال و لم یزل هستم
مگر با این تعین نیست و نابود بودستم

ایطالبان ایطالبان من باشما هر جا ستم
هم جلوه گر در دیدها هم مضمر دلها ستم

این دوری و مهجوریم از وهم و پندار شماست
در نسبت خود با شما دریا و موج آسا ستم

ثابت ترم من از همه بی آنکه اثباتم کنند
بی آنکه استثنا کنند از جمله مستثنا ستم

بر عکس رسم این جهان در پرده پیدا شم عیان
چندانکه بی پرده شوم در پردهٔ اخفا ستم

هم صورت ناسوتیم هم معنے لاهوتیم
پنهان تر از پنهان و هم پیدا تر از پیدا ستم

در جلوت فرق آمدم از خلوت جمع شیون
از انبساط نور خود بزم جهان آرا ستم

هر چند نبود غیر من در عالم نو و کهن
در ذات بحت خویشتن بر رتبهٔ علیا ستم

با حسن خود در باختم من نرد عشق و عاشقی
هم لیلے و مجنون منم هم وامق و عذرا ستم

گه شیخم اندر خانقه گه رندم اندر میکده
گه سبحه و سجاده ام گاهے می و مینا ستم

هم اول و آخر منم هم ظاهر و باطن منم
هم عالم دنیا منم هم نشئهٔ عقبا ستم

گاهی **نیاز** ایمان من گه بے نیازے شان من
این هر دو میزید بمن هم بنده هم مولا ستم

محو نظارهٔ رخ جانانم اینچنین
آئینه وار دیدهٔ حیرانم اینچنین

خود عاشق خود هستم و مشتاق لقایم
در شکل نیاز آمده ام با تب و تابم

با همه خوبرویم عاشق روے کیستم
رسته زدام جسم و جان بسته موی کیستم

در دلم این تپیدگی و ز خودم این رمیدگی
ساکن کنج بیخودی بسمل خوے کیستم

جلوه گرم بهر جهت نعت منست هر صفت
سجده کنان بجان و دل جانب و سوی کیستم

مست ز بوی من جهان در پس نکهتم روان
واله و مست در پے نکهت و بوی کیستم

با همه دلبری و ناز شیوه گرفته ام نیاز
خاک نمط بزیر پا در ره و کوے کیستم

نیچون و بیچگونم عنقاے قاف قدسم
بے شبه و بے نمونم عنقاے قاف قدسم

از وحدتم معراز کثرتم مبرا
پاک از همه شیونم عنقاے قاف قدسم

پیرنگیست رنگم رنگست عار و ننگم
وانے که من چگونم عنقاے قاف قدسم

از خلق ماسوایم وز امر ما ورایم
برتر ز کاف و نونم عنقاے قاف قدسم

بی نام و بے نشانم بی شرح ولی بیانم
از عقل بس برونم عنقاے قاف قدسم

هر چند در ظهورم نور ظلام و نورم
در پرده کمونم عنقاے قاف قدسم

صد رهمه صدورم از وهم خلق دورم
خود باطن البطونم عنقاے قاف قدسم

هر قبله هست رویم هر سجده هست سویم
معبود عابد و نم عنقاے قاف قدسم

سلطان بے نیازم گو صورت نیازم
نشناسیم که چونم عنقاے قاف قدسم

من آن نورم که اندر لامکان موجود بودستم
باشراق خودم خود شاهد و مشهود بودستم

عیسی مریمی منم احمد هاشمی منم | حیدر شیر نر منم من نمنم نمن منم

راز و نیاز خود منم سوز و گداز خود منم
گرده قدم ز سر منم من نمنم نمن منم

من نمنم نمن منم من نمنم نمن منم | رفته ز خویشتن منم من نمنم نمن منم
متن متین حق منم شرح مبین حق منم | سرّ منم علن منم من نمنم نمن منم
کعبه منم حرم منم دیر منم صنم منم | مومن و برهمن منم من نمنم نمن منم
عشق منم جنان منم ورد منم زبان منم | روح منم بدن منم من نمنم نمن منم
دوحه منم چمن منم لاله و نسترن منم | هم گل و هم سمن منم من نمنم نمن منم
بلبل داستان منم طوطی خوش زبان منم | گوش منم سخن منم من نمنم نمن منم

عجز و نیاز هم منم خوبی و ناز هم منم
حسن منم محن منم من نمنم نمن منم

چون یار بزم آمد من پوشیده نقابم | لیس کمثله شیء و غیر حجابم
حرفیست جهان از ورق دفتر علمم | من نسخهٔ جامع عجبی طرفه کتابم
دریای محیط است وجودم بحقیقت | در صورت خود گرچه تمثال سرابم
عالم شود از مست ز چشم من سرمست | یاران چه عجب هست که من کهنه شرابم
سلطان جهان هستم و آزاد ز هر قید | گو شکل گدایانه بقید گل و آبم
چون مهر من از مطلع غیب آمده بیرون | ذرات جهان جمله عیان گشت ز تابم
ای مرده دلان عین حیات ابدیم | وی تشنه لبان سوی من آیید که آبم
از کشف و کرامات ملافید کاینها | افتاده براهند بتعداد حسابم

نه کافر گفتنم باید نه مومن خواندنم شاید — که نی در بند کفرستم نه اندر قید ایمانم
نه قید بند در پایم نه بند قید بالایم — جز این و آن بود جانم نه در اینم نه در آنم
نمود جان و تن در من بنا شد جز خیال و فن — نه جان میدارم و نه تن که من خود جان جانانم
بشان تازه میگردم عیان از یکمن غیبم — نمی یابند اهل دم بدو آنم بیک شانم
نیاز و عجز و بیتابی اگر یابی دمی در من — به بینی بر سر ناز و غنا اندر دگر آنم
بمیدان حقیقت تا سر خود رانده در بازی — نیابی یکسر مو راز سرّ گوی و چوگانم
زراز دهر چه گویم که خود گمگشته حیرانم — جز این که هیچ ندانم دگر نمیدانم
بیا رمحو شدم چون حباب در دریا — ز چشم خلق نهانم و گر نمیدانم

عاشق بیخبر منم من نمنم نمن منم — عارف باهنر منم من نمنم نمن منم
سوز دل و جگر منم وحشت پرده در منم — دانش نخیه گر منم من نمنم نمن منم
امن منم خطر منم زهر منم شکر منم — نفع منم ضرر منم من نمنم نمن منم
شام منم سحر منم شمس منم قمر منم — در همه جلوه گر منم من نمنم نمن منم
این همه بحر و بر منم و ین همه خشک و تر منم — قطره منم گهر منم من نمنم نمن منم
شاهد دلربا منم مطرب خوشنوا منم — سمع منم بصر منم من نمنم نمن منم
حسن و جمال حق منم عزّ و جلال حق منم — حشمت و جاه و فر منم من نمنم نمن منم
طوطی صد زبان منم بلبل نغمه خوان منم — روضه منم شجر منم من نمنم نمن منم
صوفی باصفا منم بیخود و با خدا منم — اهل دل و نظر منم من نمنم نمن منم
آدم و شیث و نوح و هود غیر حقیقتم نبود — صاحب هر عصر منم من نمنم نمن منم
موسی جلوه بین منم قلزم و کلستطین منم — نور منم شرر منم من نمنم نمن منم

نه انکارم ز اغیار است نه یار آرزو دارم
خداوندا دل بی‌شغل و بی‌کار آرزو دارم

ز قید کفر و دین عشقم اگر آزاد نمی‌بخشد
شهوم کافر اگر تسبیح و زنار آرزو دارم

نگاهی اندکے مهرے بفرما بر دل زارم
اگر انصاف فرمائی چه بسیار آرزو دارم

بدور زندگی یک لحظه آسایش نمی‌بینم
ز فیض عام تو ایمرگ نهار آرزو دارم

منم پروانه و هم شمع و هم سوز
بگرد خود نمی‌گردم چو گردون

بگرد خود همی گردم چو گردون
برون از خود خرامیدن ندارم

الا یا ایها الساقی بده جام مے نابم
که افگند است هشیاری بلا در پیچ و در تابم

ندارم آرزوے علم و فضل و جهان در دل
همینم بس بود کز خود زمانی بیخودی یابم

مطلق کرده‌ام من ز وحدت کوین را اندم
که با مهرت قبولم اتفاق افتاد و ایجابم

نمود این پارهٔ خاکم چو اکسیر آتش عشقت
چه طرفه قایم النارم بیا بنگر بسیمابم

بوقت نوجوانی حال پیری شد بمن طاری
غم هجران جانانم بشیب انداخته شابم

جانان نغمه روئیتو اندر تب و تابم
سوزان جگرم آه کشم دیده پر آبم

چشم تو ربوده است ز من هوش و حواسم
بیتابم و بیطاقت و هم بیخور و خوابم

ای ساقی سرشار ببین سوی من زار
در آتش غم سوخته‌ام تحفه کبابم

گر حال دل خسته پرسے ز سر لطف
ناید بزبان حرف بجز آه جوابم

زنار بدوشم بدهد زلف تو ما را
روی تو کند راهبری سوی صوابم

ما را بکتاب دگرے چیست حواله
دل در بر خود دارم و انیست کتابم

بر عجز و نیازم نظر لطف و کرم کن
بیخود ز خودم ساز بنوشان مے نابم

نه بوصل آرام جان نه در فراق آسودگی — از که جویم چاره این درد بیدرمان عشق
ای نیاز از گفتگوی این و آن بس کن خموش — محو شو اندر تماشای رخ جانان عشق

جلوه گاه ذات بین در منظر ایوان دل — عرش سلطان وجوب این کرسی امکان دل
گنبد گردون عالم از حباب بیش نیست — کو نمود آمده از بحر بی پایان دل
در جناب دل بصدق جان همیدارم نیاز — تا ابد باشد همین سان دست من دامان دل
از بیان این و آن خاموش بنشین ای نیاز — باش مستغرق بدیدار رخ جانان دل

در راه حق اندر خوشی پیوسته و مے رقصم — وز دست از خودی و خویشی میشویم و میرقصم
گه گریم و گه خندم گه دست زنم گه پا — از مستی و جوش اندر هاهویم و میرقصم
جامی ز مے باقی از دست خوش ساقی — با کثرت مشتاقی مے جویم و میرقصم
از جامه جسمانی زان یوسف لاثانی — بوی خوش روحانی مے بویم و میرقصم
در شوق جمال او یکدل شده و یکرو — لا واحد الا هو میگویم و میرقصم
در راه شد و آمد ما نند دم بعید — هم سبزه نمط بیحد مے رویم و میرقصم

چون رفت نیاز از خود و زکون و مکان برشد
زد نعره که من بیخود خود آدیم مے رقصم

بسوی کوی او پویم جمال روی او جویم — چه کارم آید ای جانان دهند ار جنت و حورم
گدا و بینوا یم ساز و برگم خوش نمے آید — کلاه بیسرے بر سر به است از تاج فغفورم
دمی نظاره روی تو ای یار آرزو دارم — برون آ از سرا پرده که بسیار آرزو دارم
حضور خویش یادم گیر وانگه هر کنی یادم — بهر گونه بدربار تو یکبار آرزو دارم
نیاز این شیوه را بد تر ز مرگ خویش میدانم — که در دیار را درمان ز اغیار آرزو دارم

زاهد الشنو خدارا انچه میگویم ترا
زهد بمعنی گزار و جام عشق از من بنوش

خدمت پیر مغان بر خود گرفتم فرض عین
کمترین از بندگانش بندوام حلقه بگوش

بر در میخانه بنشستم بصد عجز و نیاز
گشته ام از بهر یک دو جام می طاعت فروش

عالمی پر شور شش است از غلغل و شورت نیاز
یکدمی اے یار من از ہاؤ ہو بس کن خموش

پرتو مہر قدیم است این مہ تابان عشق
جلوۂ نور کلیم است آتش سوزان عشق

عاشقان در بینوائے خسرو یہا میکنند
شاہی کونین دارد بی سر و سامان عشق

صبر دل ہوش سرم چون طاقت مہمان نداشت
خود برفت و خانہ را بگذاشت با مہمان عشق

کافر عشقم مپرس از دین من اے ہمنشین
عشق اسلام است و دین در ملک کفرستان عشق

فارغ از رسم و رہ گبر و مسلمان ساخته
مرحبا صد مرحبا بر لطف و بر احسان عشق

کشتۂ شمشیر عشق از مرگ باشد در امان
زندۂ جاوید باشد مردۂ بیجان عشق

لطف سیر عشقبازی از سر نے سر بپرس
کاندرین میدان سر شگوئیست در چوگان عشق

در نگاہ موشگاف دیدۂ اہل نظر
در پس ہر پردہ دارد جلوۂ جانان عشق

چشم ادراک خرد را بہرۂ نبود نیاز
از تماشائے کہ بیند دیدۂ حیران عشق

باز بر تخت دلم شد جلوہ گر سلطان عشق
سوخت رخت ہستیم از آتش سوزان عشق

جوشش دریای عشق است اینجہان و آنجہان
گنبد گردون حبابی باشد از عمان عشق

گرچہ یک آسان عشق آسان کند صد مشکلم
لیک مشکلتر ز صد مشکل بود آسان عشق

انجیوان مرگ باشد در مذاق عاشقان
زندۂ جاوید ہستند این کسان از جان عشق

ملت و آئین عشق از جملہ ملتہا نکوست
زین جہت رہ میروم بر جادۂ یاران عشق

رب ارنی میسراید موسے ہر موے من
میدہد ہر سو ہر تجلے جلوہ دیدارے دگر

چشم عالم بین چہ تاب آرد بخورشید رخش
دیدن رویش بود مقدور ابصاری دگر

عشقبازان حقیقت راست از سر تا قدم
راہ و رسم دیگر و اوضاع و اطواری دگر

علم رسمے در کنار انداز و گیر از دل سبق
نکتۂ عشقت کند حل بحث و تکراری دگر

ہستم از صبح ازل در مستی و جوش و خروش
خوردہ ام من جام می از دست خماری دگر

ای نیاز از جوش مستی یکدمے فارغ نیم
نیست جز ہا ہو و شورم تا ابد کارے دگر

آنکہ بد سر نہان نور عیان می بینمش
ہم ز عالم برتر و ہم عین آن می بینمش

در مقام ذات خود نام و نشان چیزی نداشت
باز در اسم و صفت نام و نشان می بینمش

رتبہ اش عالیست از بودن درین کون و مکان
بو العجب ہستم کہ ہم در ہر مکان می بینمش

گرچہ پوشد کسوت بسیار در رنگ ہزار
لیک من او را چو یک دانم ہمان می بینمش

دل کہ بود اندر تنم پر از نیاز و درد و غم
گم شد اندر عشق بے نام و نشان می بینمش

مست گشتم از دو چشم ساقی پیمانہ نوش
الفراق ای ننگ و ناموس الوداع ای عقل و ہوش

یارب این چشمیست یا جادوست کز کیفیتش
ہمچو دریای محیط این قطرہ ام آمد بجوش

شد تنم ہمرنگ با جان جان بتن ہمرنگ شد
میرسد ہر جا کہ خواہد جان بتن خانہ بدوش

گفتمش ای جان من ہم جان و ہم تن خود تو ئے
گفت فی الواقع ولی در ستر این اسرار کوش

نیست اندر اختیارم ضبط حالت چون کنم
می برآید از درونم میخروش و میخروش

دی بدم من شیخ دین و سبحہ خوان مسجد نشین
ہستم اکنون بت پرست و کافر زنار پوش

زہد و تقوی در فگندم زیر پای آن صنم
مذہبم عشقست و رندی مشربم جوش و خروش

دارم ای عشق ز تو منت و احسانی چند — مشکل چند مرا کردهٔ آسانی چند

هر که دلبند تو شد گشت ز هر بند آزاد — خوار و ویران شده در عهد تو زندانی چند

بگدائے درت شاہے عالم چکنم — تاج بخشان جہانند گدایانے چند

اثر حضرت عشقست کہ دارم در دل — لالہ زاری عجبی رشک گلستانی چند

غمزہ و طرز ادا عشوہ و ناز و شوخے — دلبرے را چہ فراکردہ سامانے چند

نیست نرگس بمزارم کہ ز روی حسرت — خاکم آورد برون دیدہ حیرانے چند

نیست در کوئے تو تنہا سر قربانے چند — فرش پایت ہمہ جا مردم انسانے چند

دارد دلِ دیوانہ ام سودائے لیلائی دگر — مجنون طبعِ وحشیم بگزید صحرائی دگر

در ہر نظر بنمایدم طرز دگر حسنِ بتم — ہر لحظہ بینم جلوہ ہر دم تماشائے دگر

چون من ز سر تا پای خود صرف تمنا گشتم — ہیچم نماندہ تا زنم حرف تمنائے دگر

نا رفتہ راہ یکقدم صد مرحلے طے کردہ ام — نا دادہ جائے خود ز دست آسودہ ام جائی دگر

در ہر شکست و ریختن مستحکمی شد حاصلم — در ہر بر افتادن ز پا دریافتم پائے دگر

در حالت نزع نیاز ای یار جان بخشم بیا
بہتر نباشد زین علاج اندیشم مداوائے دگر

میکند با من دلم ہر لحظہ اظہارے دگر — از درونم میرسد ہر دم سر و رازے دگر

بلبل دستان سرای جان ما در ہر نوا — میدہد ما را نشان از سیر گلزارے دگر

مینماید ہر زمانم محرم اسرار غیب — یار من با طرز نو در رنگ گفتارے دگر

حسن دیگر میشود در نگاہم ہم جلوہ گر — میکند ہر دم تماشائے رخ یارے دگر

کی شود قانع بمہر ماہ رویان جہان — چونکہ اینہا قطرہ اند از بحر نو خارے دگر

گر شبی آن ماه تابانی بمحفل بگذرد
حیرتی بر شمع و بر پروانه مشکل بگذرد

آنکه او دل دار و از وی حالت بیدل مپرس
رو بیدل را کسی داند که او دل بگذرد

عاشقان را سوی جانان عشق رهبر کاملست
عاشق ار صادق بود منزل بمنزل بگذرد

آرزویم جز تماشای جمال او نیست
نیست امکان اینکه در دل وهم باطل بگذرد

فکر بیهوده ی عبث در خلوت داری نیاز
کی تواند به شدن زخمی که از دل بگذرد

صورتم پست است لیکن معنی دارم بلند
باطنم آزاد و مطلق ظاهرم در قید و بند

راه حق سر کردن آسان نیست جز رفتن ز سر
اندرین ره باید ای دل همت مشکل پسند

نیست جز هستی حق پیدا و پنهان در وجود
چشم دل بکشا و بنگر بی حجاب ای هوشمند

باطن و ظاهر خدا و هست اول و آخر خدا و ست
برتر از چندست و چون هم جلوه گر در چون و چند

هم خدا و شیخ و برهمن هم خدا و دیر و حرم
هم خدا و خلد است و رضوان هم خدا و نار و گزند

هم خدا و مست و می و میخانه هم ساقی خدا و ست
هم خدا و بلا و ابتلا و اعظ گر مجوش و عظ و پند

هم خدا و معشوق و عاشق هم خدا و حسن و عشق
هم خدا و معبود و عابد در نگاه هوشمند

هم خدا و اندر تماشای جمال خود بوجد
هم خود اندر آتش عشقست سوزان چون سپند

هم خدا و مستغرق دریای بیرنگی خویش
هم خود آمد از سر انکار بر خود در پسند

هم خود محجوب گشت و خود ز خود پنهان شده
خود نقاب خود شد و بدروی خود خود را فگند

حق یکی است و حق بین تا شوی حق عاقبت
طالب حق را نشان دادم ز راه حق پسند

نکته تحقیق بشنو از نیاز بی نیاز
کین همه نقش و دو عالم نیست الا نقشبند

نگه لطف تو گر سوی نیاز آمدنی است — روزی اور نج و غم و غصه توان جان برگشت
دل ما انچه ز اغیار تمنا میکرد — شب در آئینه خود صاف تماشا میکرد
بحریم حرم و دیر و کلیسا و کنشت — هر که میجست ترا وای چه بیجا میکرد
عین دریاست حبابم بنگاه تحقیق — ورنه این قطره چرا شور شر دریا میکرد
در بزم آبله بود پر از خون نا بے — محتسب بے سبب این شور شر و غوغا میکرد
ای کاشکے ز تلخے هجرم رها کنند — وز شربت وصال بدردم دوا کنند
از بنده پروری و نوازش بعید نیست — شاهان اگر نگاه بسوے گدا کنند
آنانکه زیر سایه مهرت مقام شانست — در دل چرا تخیل بال هما کنند
شوریدگان حسن جمال و جلال یار — تسکین دل بملک دو عالم کجا کنند
دیوانگان بادیه پیمایے عشق او — هفت آسمان بچشم زدن زیر پا کنند
ما را بر و برو دگران را بیا بیا — بر ما جفا و جور بر آنها وفا کنند
در رشته مراد من افتاد صد گره — باناخن مژه مگر این عقده وا کنند
جانان بسوے اهل نیاز ت گذار کن — تا جان و دل نثار و فدای شما کنند
شسته ام دستان خود از زندگی در بیدلی — کار بر جان می فتد چون نعبت از دل بگذرد
گوئیم در ناتوانی تا باین حد سر کشید — آه را هم زور بازوئی که از دل بگذرد
همچو طوفانست پیدا از سر شک اشک من — می نه بینم کشتیم بر روی ساحل بگذرد
عاشقان را غم عجب مونس بدست افتاده است — غم اگر مونس نباشد سخت مشکل بگذرد
داشتم دل یاد گار یار آن هم یار برد — کیست یار جان من یارب اگر دل بگذرد
اهل دل گویند ما را آفرین باد ای نیاز — این نیاز م گو بناز او مقابل بگذرد

زینهٔ معنی ست صورت من — خود حقیقت نما مجاز منست
گر انا الحق زنم بعید مدان — در حقم گفت حق که راز منست
زاهد اکن وضو بخون جگر — در سرت گر سر نماز منست
از صفات منست فقر و غنا — سوی خود باز چشم آز منست
همچو نی شور تهی ز سر تا پا — گر خیالت به نی نواز منست
شمع روشن شده بنور دلم — سوز پروانه از گداز منست
حسن خود عاشقست و خود معشوق — بر در ناز خود نیاز منست

دیده بازی نه همین دیدهٔ حیرانم سوخت — گرم نظاره چنانم که دل و جانم سوخت
جلوه کردند بتان در حرم کعبهٔ دل — چشم جادو نگهان مصحف ایمانم سوخت
آه دود من جان سوز بروی نرسید — آتش عشق چرا همچو سپندانم سوخت
غم بیتاب بی دل بود هنوزم در پیش — که دگر جلوهٔ نازت سر و سامانم سوخت
شدت محرقهٔ عشق تو هیچم نگذاشت — هم سر درد دم خواهش درمانم سوخت
گر مجو شی بخموشی بکن ای شاه نیاز — سر بزانو شدنت جان غزل خوانم سوخت
مهر رویت نه همین دیدهٔ حیرانم سوخت — گرمی شعلهٔ حسن تو دل و جانم سوخت
شمع سان بر سر بزمت همه عمر میسوزم — لیک یک لحظه بهجران تو نتوانم سوخت
کاروانم همه بگذشت من دهیمانی — غم واماندگی از قافله یارانم سوخت
کافر عشق ز رسم و ره ایمان برگشت — محو نظارهٔ جانان ز دل و جان برگشت
بیتوان از دو جهان از دل و جان برگشتن — مگر از عهد وفای که نتوان برگشت
قید مذهب سبب سلب تجرد تا دید — دل بی قید ز هر گبر و مسلمان برگشت

اگر تو دفتر اسلام و کفر پاره کنی — یقین شود بتو کین شیخ و برهمن همه اوست
اگر ز قید تعین برون شوی چو نیاز — نظر کنی که درین زیر پیرهن همه اوست
نیاز نیست که میگوید این کلام این دم — قسم بحق که درین وقت در سخن همه اوست
ایدل ز سرت رفت سر حسن مجاز — صد شکر که این دردسرت آمد و رفت
صد حیف ندیدست گهی روی مراد — مشتاق تو چندان بدرت آمد و رفت
ای دیده ندیدی چه برت آمد و رفت — منظور تو اندر نظرت آمد و رفت
ای دل مگرت نیست شناسائی یار — کاندر بر تو سیمبرت آمد و رفت
از عتاب تو بجانم چه بلا آمد و رفت — وز جفای تو چها بر سرما آمد و رفت
جز وفای تو دلم هیچ نکرد است گناه — کین جفا بر سر او از تو سزا آمد و رفت
لنگ شد پای خیالم بشمارا ره نیافت — سالها داشته در کوی شما آمد و رفت
دلدار بودن گوی خدائی آسان نیست — بدون ترک سر این گوربابی آسان نیست
بکوی یار ز پا رفتنت نیاید بی راه — اگر ز سر نکنی پارسائی آسان نیست
مجرد از من و تو شو گذر ز بند دوئی — که حق رسیدن ما و شمائی آسان نیست
نخست ترک هوا گیر ورنه ای دل خام — قدم نهادن تو در گدائی آسان نیست
بیا بصیقل توحید زنگ دل بزدای — بتار آئینه چهره نمائی آسان نیست
هزار گونه بدی مندرج بهر نیکی نفس — ز کید و مکر و فریبش رهائی آسان نیست
بخاک نیستی اول بیاو پست بشو — که سر بلند و رفیع لوائی آسان نیست
بکش نیاز کنون مار هستی خود را — بجز این وسیله بگنجت رسائی آسان نیست

آنکه بر درگهش نیاز منست — شهسوار سمند ناز منست

صدف چشم دل که تابانست | اثر گوهر یگانه اوست

هر دل اندر هر بدن در فکر جست و جوی اوست | هر زبان در هر دهن در ذکر گفت و گوی اوست
منزل هر مشرب و مذهب سرای کوی اوست | انتهای راه هفتاد و دو ملت سوی اوست
ذرات حق خورشید و این اعیان با ذرات اوست | تابش ذرات ما از عکس اشراقات اوست
ذات خورشید است فی الواقع بهر ذره محیط | در صفات و ذات این پیدا و پنهان ذات اوست
هم وجوب و هم قدم هم وصف امکان و حدوث | در نگاه دیده بینا همه حالات اوست
ملک بیچونی و چون معمور از و هست ای نیاز | در مکان و لامکان تعمیر عمرانات اوست
شور و فغان و ناله و سوز و گداز و آه | وارد تپش بجان و دلم از برای اوست
از نسخه طبیب نباشد شفای من | در دم هر آنکه داد علاجم لقای اوست
در رشته مراد من افتاد صد گره | چشم نگه بناخن مشکلکشای اوست
ناآشنای عالم و بیگانه جهانست | اندر جهان کسیکه دلش آشنای اوست
سازد بزیر سایه خود شاه دو جهان | آنکس که زیر سایه بال همای اوست
حسن جهان ز حسن رخ دلربای اوست | آب روان گلشن از جویهای اوست
ایمان عالم از رخ نورانی ویست | کفر جهان ز طره زلف دوتای اوست
باشد ز رفع قید تعین همون خدا | آنکس که در احاطه قیدش سوای اوست
کسیکه سر نهانست در علن همه اوست | عروس خلوت و هم شمع انجمن همه اوست
ز سر عشق چو واقف شوی یقین دانی | که قیس و لیلی و شیرین و کوهکن همه اوست
شنیده ام بصنم خانه از زبان صنم | صنم پرست و صنم هم صنم شکن همه اوست
ز ساز مطرب پر سوز این رسیده بگوش | که چوب و تار و صدای تنن تنن همه اوست

اگر دانی که هر شئے هست لاشئے
بدانکه هر مکان هم لامکانست

ولا سرّ حقیقت کس نداند
مگر صاحبدلے کو رمز دانست

نیاز این گفتگو از من مپندار
که نے گفتار نائے راز بانست

یار ما را هر زمان نام و نشانے دیگر است
کُلّ یوم صورتش در شکل و شانے دیگر است

راه او از طالب دنیا و دین کے سر شود
طیّ راه عشق کار کاروانے دیگر است

فارغ از سود و زیان دین و دنیا گشته ام
عاشق غمدیده را سود و زیانے دیگر است

بنده عشقم ندارم آرزوے نام و ننگ
آرزوهاے چنین کار کسانے دیگر است

من جهانی غیر ازین هر دو جهان بگزیده ام
خارج از هر دو جهان ما را جهانے دیگر است

سرّ عشقش در بیان کس نیاید اے نیاز
اینچنین اسرار را شرح و بیانے دیگر است

در درون سینه من ره بسوے خود آراست
نه ره کعبه روم نے کلیسیا نه گذشت

ز رنج و راحت هستی گذشته در جائے
رسیده ام که در انجا نه دوزخست و بهشت

نیاز را بمقامے که حق عطا فرمود
برابر است درِ بے بها بریزه خشت

مبارکباد ترا ایدل گشت بینا دیده کورت
نمایان شد بهر سو صورت یار نکو صورت

نباشد گر عبادت خالصاً لله اے زاهد
بگو حاصل چه باشد عاقبت زین جنت و حورت

آنکه در دو جهان نمے گنجد
در دل ورد من خانهٔ اوست

شاخ و برگ و شگوفه و گل خلق
جمله روئیدگی دانهٔ اوست

جز خدا نیست دیگرے موجود
من و تو حیلهٔ بهانهٔ اوست

باطن و ظاهر اول و آخر
قبلهٔ جانم آستانهٔ اوست

خلق عالم زما و تا ما هے
موجهٔ بحر بیکرانهٔ اوست

سراپا بیخودم گر از قید هستیم برهان — چه در بند خودی خود یافتم جمله بلاها را
بلای بند هستی سخت عقد مشکلی دارد — که مشکل مینماید حل او هر پیر و برنا را
بپروایم چه پروائیست آنکس را که بی پروات — نه بارم در جناب اوست بار است پروارا
نیاز دانکسار و عجز من از حد گذر کرده — بده یک ذره یاری بارگاه خود دم یارا
بیا ایساقی زیبا و پر کن جام صهبا را — بپیا پی ده بما و بیخبر گردان زما مارا
گدا و بینوایم بی بر و برگیست سامانم — نخواهم ملک اسکندر نه جاه و حشمت دارا
عشقت آنست کز و نام و نشانم باقیست — گرچه فانی شده ام ذکر و بیانم باقیست
گوهر هستی من گرچه حباب آسا هست — ذات حق کان من و بحر روانم باقیست
محفل ساغر و می مطرب و نی آخر گشت — مستی و وجد دل رقص کنانم باقیست
شعلهٔ نور قدم بر دل طورم تابید — سوختم خاک شدم سوزش جانم باقیست
گر نماندیم درین دیر چه باکست نیاز — کز ازل تا ابد جان جهانم باقیست
رفتم اندر تهِ خاک انس بتانم باقیست — عشق جانم بربود آفتِ جانم باقیست
سر و سامان وجودم شرر عشق بسوخت — زیر خاکستر دل سوز نهانم باقیست
کاروانم همه بگذشت ز میدان شهود — همچو نقش کف پا نام و نشانم باقیست
هستیم جمله خیالست بتمثال سراب — بالیقین من نیم و وهم و گمانم باقیست

طمع فاتحه از خلق نداریم نیاز
عشقم اندر پس من فاتحه خوانم باقیست

خیالِ دوست در دل آنچنانست — که عالم جمله از چشم نهانست
اگر خواهم که بینم خویشتن را — همین بینم که جانانم عیانست

خود تجلی کرده بر خود آن بت عیار ما — شاهد روی خود آمد یار گل رخسار ما
مقتضای حسن باشد جلوه گر بودن بخود — مهر و مه در آئینه بین شاهد گفتار ما
حسن خود نگذاشت تا بیند بسوی ما سوی — تا بیاید سوی ما آن یار خوش رفتار ما
مختفی در ذات او بودیم چون رو عین بشیر — سر خود میدید و آمد بر سر اسرار ما
بود شاخ و برگ و گل در تخم آتش مندمج — در تماشائی خودش شد سیر این گلزار ما
جگر آتش دل آتش سینه آتش دیدها آتش — باین هر چار آتش کاروباری کرده ام پیدا
دل و جان را عزیز از بهر آن دام که اینها را — بگرو روی جانان جان نثاری کرده ام پیدا
سر و سامانم از عجز و نیاز و بیخور و خوابیست — بزور ناتوانی حال زاری کرده ام پیدا
عزیمتها همیکردم که شیطان بر طرف گردد — زیکدانی و یک بینی حصاری کرده ام پیدا
شناور ماندم اندر بحر هست و جوی یکعمری — رسید ستم بخود باری کناری کرده ام پیدا
شنا کردن درون بحر بیحد سخت مشکل بود — ببازوی نیاز و عجز کاری کرده ام پیدا
بیباک گشته ایم ز شور جهان نیاز — دست از خودی فشانده ز خود بیخودیم ما
رندیم و بیخودیم و ز خود آشنا نه ایم — وز خطرهای وهم صفا خاطریم ما
از تابش شعاع جمال و جلال یار — آتش گرفته از کف پا تا سریم ما
بمرآت جهان نبود جانان روی زیبا را — برنگ دیگر و شان دگر هر پیر و برنا را
انیس اهل ایمان هم شد و هم یار بیدینان — بنای کعبه را هم ساخت هم دیر و کلیسا را
به پشت پارسایان بار تقوی بر نهاد است او — بجان میکشان انداخت مهر جام و صهبا را
بهر ملکی دگر راهی و رسمی دیگرے دارد — بهر طرفی معین ساخته افواج اسما را
الا یا ایها الساقی بنوشان جام می ما را — که نشناسم ز مد هوشی سر از پا و ز سر پا را

اعتبارات و اضافاتی که آید بر زبان — نیست در هستی ساذج کو بود دلدار ما
عین ادراکست عاجز ماندن از ادراک او — کار با عجز است آخر کار در سرکار ما
حیرت اندر حیرت آمد حیرت اندر حیرتست — هست با حیرت ز سر تا پای کار و بار ما
گنگ میگردد زبان اهل عرفان زینمقام — ما عرفنا گفت اینجا سید ابرار ما

داده ام از ذات احدیت نشانت ای نیاز
چشم دل بکشا و بنگر معنی اشعار ما

ای نهان در کنج غیب از دیدهٔ ابصار ما — نیست جز تو کس عیان در کوچه و بازار ما
خود نقاب روی او مائیم دیگر هیچ نیست — گر برانداز در رویش گم شود آثار ما
گر بهفتاد و دو ملت جام وحدت در دهد — دور گردد اختلاف و این همه تکرار ما
در مقامی کو نماید روی خود بی پردهٔ — کی بماند دین و کفر و سبحه و زنار ما
بر لب جوئی جهان با ساز و برگی تازه — هر زمان آید خرامان سرو خوش رفتار ما
چشم ما را یک نگه بر نرگس مستش فتاد — بیخود و دیوانه شد فرزانه و هشیار ما
چون بگوش آمد صدای نغمهٔ قول الست — میزند با نای بلی هر ریشه و هر تار ما
در شناسائی چسان آید رخ زیبای او — تاب دیگر میدهد هر لحظه بر انظار ما
روی خود دیگر دوست گوئیم او را صد هزار — موجب کثرت بود آئینهٔ بسیار ما
ای دو مرآت و مرئی جلگی ذات اوست — عقل حیرانست در صنعت گری یار ما
خود تو ئی ناظر تو ئی منظور ای جان جهان — پس چرا باشی نهان از دیدهٔ نظار ما

هستیت مار است بر گنج جمالش ای نیاز
گنج می آید بدست ار کشته گردد مار ما

انتخاب دیوان نیاز

بسم الله الرحمن الرحیم

ای غنی ذاتِ تو از اقرار و از انکار ما
بی نیاز از ما و از پیدائی و اظهار ما

نی بهارت هستی ما نی خزانت نیستی
ای بهارت بی تعلق از گل و از خار ما

گنج مخفی بود اندر غیب مطلق ذات تو
نام ما آنجا کجا بود و کجا آثار ما

رنگ بیرنگیست اصل رنگهای رنگ رنگ
نور بی رنگی به از نیرنگِ انوار ما

هستیت خود بحر موّاجیست ناپیدا کنار
قطره باشد یا نمی زان بحر این انهار ما

ما که باشیم از خودی در حضرتت دم بر زنیم
ای کم از کم روبرویت این همه بسیار ما

عین هستی خود توئی پس از تو چون منکر شویم
حجتِ هستی تست این هستیِ انکار ما

کی رسد شاهین فکر اندر هوای اوجِ تو
بی پر و بالست آنجا طائرِ طیّار ما

از چه رو دستِ نگه تا پایهٔ کنهت رسد
تاب دیدارت ندارد دیدهٔ ابصار ما

کی رسائی یابد اندر حضرتِ تو چون و چند
گرچه زینها رونق است و گرمیِ بازار ما

فرض کردم که حجاب نور و ظلمت دور شد
در حریم قدس تو ممکن نباشد بار ما

خارج از عقل و قیاس و فهم جمله خاص و عام
دور از حد یکه باشد حیطهٔ افکار ما

نی یکی گنجد در آنجا نی دوئی گفتن روا
بسکه هست عالی ز اطلاق کم و بسیار ما

نسبتِ تنزیه و تشبیهش نمودن ناسزاست
کی سزد این قیدها در ذات بحت یار ما

در و یکه من از غم تو دارم در دل | دل داند و من دانم و من دانم و دل
از یار وفا که دید تا من بینم | راحت ز جفا که دید تا من بینم
تو عمر منی دبیوفائی چه کنم | از عمر وفا که دید تا من بینم
من حاصل عمر خود ندارم جز غم | در عشق تو یار خود ندارم جز غم
یک همدم و همراز ندارم نفسی | یک مونس و غمخوار ندارم جز غم
گویند که فردوس برین خواهد بود | فردای ناب و حور عین خواهد بود
گر بامی و معشوقه گزیدیم چه باک | چون عاقبت کار چنین خواهد بود
گل را دیدم نشسته بر تخت شهی | گفتا بشنو راستی ار مرد رهی
من طفلم و بیگانه مرا مے سوزند | ای وای بتو که پیری و پر گنهی
گل گفت اگر دستگهی داشتمے | بگریز تختمے اگر رهی داشتمے
با بیگنهی مرا چنین مے سوزند | ای وای بمن گر گنهی داشتمے
گر همچو من افتاده این دام شوی | ای بسکه خراب باده و جام شوی
ما عاشق و رند و مست عالم سوزیم | با ما منشین وگرنه بدنام شوی
حافظ ورق سخن بدانی طے کن | وین جامه تزویر و ریایی پی کن

خاموش نشین که وقت خاموشی تست
دم در کش و جام باده را پر می کن

بامی بکنار جوی مے باید بود — وز غصه کناره جوی میباید بود
چون عمر گرانمایه مادہ روزیست — خندان لب و تازه روی میباید بود
روزیکه فراق از تو دودرم سازد — وز هجر رخ تو نا صبورم سازد
گر چشم بروی دگری باز کنم — حق نمک حسن تو کورم سازد
شیرین دهنان عهد بپایان نبرند — صاحب نظران ز عاشقی جان نبرند
معشوق چو بر مراد دوران نبود — نام تو میان عشقبازان نبرند
من بندهٔ آنکسم که شوقی دارد — بر گردن خود ز عشق طوقی دارد
تو لذت عشق و عاشقی کی دانی — این بادہ کسے خورد که ذوقی دارد
نه دولت دنیا بستم مے ارزد — نه لذت هستی بالم مے ارزد
نه هفت هزار سال شادی جهان — با محنت پنج روز غم مے ارزد
یا کار بکام دل مجروح شود — یا مرغ دلم ببلک روح شود
امید من آنست بدرگاه خدا — کابواب سعادت همه مفتوح شود
یاری چو نکرد بخت شوریده چه سود — شادی چو ندید این دل غمدیده چه سود
آن مردم دیده بود کز دیده برفت — چون مردم دیده نیست در دیده چه سود
ایام شبابست شراب اولی تر — هر عشوه که مست و خراب اولی تر
عالم همه سر بسر خرابست و خراب — در جامی خراب هم خراب اولی تر
سیلاب گرفت گرد ویرانهٔ عمر — آغاز پیری نهاد پیمانهٔ عمر
بیدار شو ای خواجه که خوش خوش بگشد — حمال زمانه رخت از خانهٔ عمر
هرگز نکنی یاد من ای شمع چگل — نزد من اگرچه هست کار تو شکل

خوش آمده خواب جمله را در دیده — حقا که بچشم در نیامد ما را
روزیکه فلک از تو ببرید دست مرا — کس بالب پر خنده ندیدست مرا
چندان غم هجران تو بر دل دارم — من دانم و آنکه آفریدست مرا
ای قبله هر که مقبل آمد کویت — روی دل جمله بخت یاران سویت
امروز کسی کز تو بگرداند رو — فردا بکدام دیده بیند رویت
با آنکه دلم در غم عشقت خونست — حسن تو ز ادراک خرد بیرونست
در زلف تو بیچاره غریبست دلم — یارب که دران شام غریبم چونست
تو بدری و خورشید ترا بنده شدست — تا بنده تو شدست تابنده شدست
زان روی که از شعاع روی مه تو — خورشید منیر و ماه تابنده شدست
می نوش که عمر جاودانی اینست — خاصیت روزگار فانی اینست
هنگام گل و لاله و یاران سرمست — خوش باش دمی که زندگانی اینست
ای روی تو در لطافت آئینه روح — خواهم که قدمهای خیالت ببصبوح
در دیده کشم ولی ز خار مژه ام — ترسم که شود پای خیالت مجروح
اول بوفا جام وصالم در داد — چون مست شدم دام جفا را سر داد
با آب دو دیده پر از آتش دل — خاک ره او شدم ببادم در داد
با یار کسی دست در آغوش نکرد — تا ترک زر و سیم و دل و هوش نکرد
بی زربت شوخ دیده هرگز سخنم — با آنکه چو گوهرست در گوش نکرد
با مردم نیک بد نمی باید بود — در بادیه دیو و دد نمی باید بود
مفتون معاش خود نمی باید شد — مغرور بعقل خود نمی باید بود

هرچند که زار و ناتوانم | گر دست دهد هزار جانم
در پای مبارکت فشانم

گو بخت که از سر نیازی | در حضرت خود تو دلنوازی
معروض کنم نهفته رازی | هیهات که چون تو شاهبازی
تشریف دهد در آشیانم

گر سر ببری به تیغ تیزم | از کوی وفات برنخیزم
ور زانکه کنند ریز ریزم | من مهر تو مهر تو نریزم
الا که برید استخوانم

آنانکه نشان عهد جویند | جز راه مزار من نپویند
خاک من زار چون ببویند | گر نام تو بر سرم بگویند
فریاد برآید از روانم

گشتم صنما در آرزویت | آشفته و تیره دل چو مویت
هرچند نمیرسم بکویت | شب نیست که از فراق رویت
زاری بفلک نمیرسانم

ای وصل تو حاصل شادمانی | دائم بمراد دل بمانی
با حافظ خود بگو عیانی | هر حکم تو بر سرم برانی
سهلست ز خونشین مرانم

فی الرباعیات

جز نقش تو در نظر نیاید مارا | جز کوی تو رهگذر نیامد مارا

بده ساقیا می که تا دم زنیم | قلم بر سر هر دو عالم زنیم
تو در خانه شش در ی شش دری | که او ماند تا بنگری بگذری
نوشتست بر جام نوشیروان | که بفزای از جام نوشین روان
ز من بشنوای پیر آموزگار | مکن تکیه بر گردش روزگار
که این منزل درد و جای غمست | درین دامگه شادمانی کم ست
درمان بستن دل ز دیوانگیست | با و آشنائی ز بیگانگیست
بده ساقی آن جوهر روح را | دوای دل ریش مجروح را
تو نیز انچه کاری همان بدروی | چنان کامدی باز بیرون شوی
بده ساقی آن آب افسرده را | بیا زنده ساز این دل مرده را
که هر پاره خشتی که بر منظریست | سر کیقبادی و اسکندریست
بده ساقی آن تلخ شیرین گوار | که شیرین بود باده از دست یار
در خاک رو بان میخانه کوب | ره میفروشان میخانه روب
مگر آب آتش خوهست دهند | بمستی ز هستی خلاصت دهند
بجامی برون آور ندت ز خویش | بوحدت رسی پرده افتد ز پیش
که حافظ چو در عالم جان رسید | چو از خود برون شد بجانان رسید
تو خود حافظا سر ز مستی متاب | که سلطان نخواهد خراج از خراب

مخمس

در عشق تو ای صنم چنانم | کز هستی خویش در گمانم

بده وین نصیحت زمن گوش کن — جهان جمله هیچست می نوش کن
که می عمر باقی بیفزایدت — دری هر دم از غیب بگشایدت
بیا ساقی از می طلب کام دل — که بی مے ندارم من آرام دل
گر از هجر جان تن صبوری کند — دل از می تواند که دوری کند
بیا ساقی آن بادهٔ لعل صاف — بده تا کی این شید و تزویر و لاف
ز تسبیح و خرقه ملولم مدام — بمی رهن کن هر دو را و السلام
بیا ساقی آن می کزان جام جم — زند لاف بینائی اندر عدم
بمن ده که باشم تبائید جام — چو جم آگه از سر عالم تمام
بیا ساقی آن جام پر کن زمے — که گویم ترا حال کسری و کے
بمستی توان دُر اسرار سفت — که در بیخودی راز نتوان نهفت
بیا ساقی آن می که شاهی دهد — بپاکی او دل گواهی دهد
بیا ساقی آن جام چون مهر و ماه — بده تا زنم بر فلک بارگاه
چو شد باغ روحانیان مسکنم — در اینجا چرا تخته بند تنم
بیا ساقی آن جام چون سلسبیل — که دل را بفردوس باشد دلیل
بدستم ده و روی دولت ببین — خرابم کن و گنج حکمت ببین
بیا تا خرد را قلم در کشیم — ز مستی بعالم علم در کشیم
ز جام دمادم دمی دم زنیم — ز می آب بر آتش غم زنیم
یک امروز با یکدگر می خوریم — چو فرصت نباشد دگر می خوریم
در این جوانی که برباد شد — خنک آنکه از عالم آزاد شد

ترجیع بند

در سخنی عشق اگر بمیرم — من دل ز غم تو برنگیرم
بیشک دل ماه و خور بگیرد — گر سوی فلک رسد نفیرم
نتوان بقلم نوشت شوقش — گر پر فلک شود دبیرم
پیر غم عشقم ار چه طفلم — طفل غم عشقم ار چه پیرم
چون کرد زمانه ستمگار — دور از تو به بند غم اسیرم
آن به که ز صبر رخ نتابم — باشد که مراد دل بیابم

ساقی نامه

سر فتنه دارد دگر روزگار — من و مستی و فتنه چشم یار
همی ما نم از دور گردون شگفت — ولی نیست در وی مجال گرفت
فریب جهان قصهٔ روشن ست — ببین تا چه زاید شب آبستن ست
بمی دور کن در دولت گر غمی ست — دمی پیش دانا به از عالمی ست
بیا ساقی این نکته بشنو ز نی — که یک جرعه می به ز دهیم کی
بیا ساقی آن کیمیای فتوح — که با گنج قارون دهد عمر نوح
بیا ساقی آن ارغوانی قدح — که یابد ز فیضش دل و جان فرح
بیا ساقی آن می که حال آورد — کرامت فزاید کمال آورد
ورت شیخ گوید مرو سوی دیر — جوابش چه گوئی بگو شب بخیر
بیا ساقی آن جام صافی صفت — که بر دل کشاید در معرفت
بمن ده که در کیش رندان مست — چه دنیا پرست و چه آتش پرست

ای نسیم سحری خاک ره یار بیار — تا کند حافظ ازان دیده جان نورانی

زکوی یار می آید نسیم باد نوروزی — ازین باد ار مدد خواهی چراغ دل برافروزی

مرا در آرم چو جان صافی و صوفی میکند عیبش — خدایا هیچ عاقل را مباد انجا بدروزی

طریق کام جستن چیست تیک کام خود گفتن — کلاه سروری اینست گر این تیک برد روزی

بوصلش گر مرا روزی ز هجران فرصتی بودی — مبارک ساعتی بودی چه خوش بودی اگر بودی

نگفتی کس بشیرینی چو حافظ شعر در عالم — اگر طوطی طبعش از لعل او شکر بودی

تمام شد دیوان غزلیات

برو ای یار سایان که نماند یار سایی — می ناب در کشیدم و نماند ننگ و نامی
چون آفتاب رویش ز دریچه می نگنجد — ای دل چه سود دارد در دیده اصطرابی
حافظ چه می نهی تو دل بر وصال جانان — کی تشنه سیر گردد از لمعه سرابی
نوبهار است در آن کوش که خوشدل باشی — که بسی گل بدمد باز تو در گل باشی
من نگویم که چه کن با که نشین و چه بنوش — که تو خود دانی اگر زیرک و عاقل باشی
گرچه راهیست پر از بیم ز ما تا بر دوست — رفتن آسان بود ار واقف منزل باشی
نور خدا نمایدت آینه مجردی — از در ما درآ اگر طالب عشق سرمدی
نقش خودی ز لوح دل ما پاک کی شود — گر بیری ز جان و دل راه بکوی بیخودی
جان و دل تو حافظ بسته دام آرزوست — ای معلق خجل دم مزن از مجردی
چون زجام بیخودی رطلی کشی — کم زنی از خویشتن لاف منی
دل بمی برنا تمردانه وار — گر دن سالوس و تقوی بشکنی
وقت را غنیمت دان آنقدر که بتوانی — حاصل از حیات ای جان یکدم است تا دانی
زاهد پشیمانرا شوق باده در جانست — عاقلا مکن کاری کاورد پشیمانی
هوا خواه تو ام جانان و میدانم که میدانی — که هم نادیده میدانی و هم ننوشته میخوانی
ملامتگر چه دریابد ز راز عاشق و معشوق — نه بیند چشم نابینا خصوص اسرار پنهانی
ملک در سجده آدم ز مین بوس تو نیت کرد — که در حسن تو چیزی یافت غیر از طور انسانی
ملول از همرهان بودن طریق کاروانی نیست — بکش دشواری منزل بیاد عهد آسانی
جلوه حسن تو دل میبرد از شاه و گدا — چشم بد دور که هم جانی و هم جانانی
گرچه دوریم بیاد تو قدح می نوشیم — بعد منزل نبود در سفر روحانی

زبانت درکش ای حافظ ز هانی — حدیث بی زبان را خوش بنوازانی

دلم که گوهر اسرار حسن و عشق در وست — توان بدست تو دادن گرش نگوداری

ز جرعهٔ تو سرم مست گشت نوشت باد — خود از کدام خمست این که در سبو داری

دوعاش گفتم و خندان بزیر لب گفتا — که کیستی تو و با ما چه گفتگو داری

ز کنج مدرسه حافظ مجوی گوهر عشق — قدم برون نه اگر میل جستجو داری

در بحر مائی و منی افتاده ام بیار — می تا خلاص بخشدم از مائی و منی

خون پیاله خور که حلالست خون او — در کار یار کوش که کاریست کردنی

طفیل هستی عشقند آدمی و پری — ارادتی بنما تا سعادتی ببری

چو مستعد نظر نیستی وصال مجوی — که جام جم ندهد سود وقت بی بصری

می صبوح و شکر خواب صبحدم تا چند — بعذر نیم شبی کوش و ناله سحری

دعای گوشه نشینان بلا بگرداند — چرا بگوشهٔ چشمی بما نمی نگری

مرا ازین ظلمات آنکه رهنمائی کرد — دعای نیم شبی بود و گریهٔ سحری

ز هجر و وصل تو در حیرتم چه چاره کنم — نه در برابر چشمی نه غائب از نظری

طریق عشق طریقی عجب خطرناکست — نعوذ بالله اگر ره بما منی نبری

چو هر خبر که شنیدم ره بحیرت داشت — ازین سپس من و ساقی و وضع بیخبری

بال بگشا و صفیر از شجر طوبی زن — حیف باشد چو تو مرغی که اسیر قفسی

کاروان رفت و تو در راه کمینگاه بخواب — وه که بس بیخبر از غلغل بانگ جرسی

اگر این شراب خامست اگر آن حریف پخته — بهزار بار بهتر ز هزار پخته خامی

بکجا برم شکایت بکه گویم این حکایت — که لبت حیات ما بود و بند آشتی ده و دامی

درین بازار اگر سودیست با درویش خرسندست — خدایا منعمم گردان بدرویشی و خرسندی

گر انگشت سلیمانی نباشد — چه خاصیت دهد نقش نگینی

خدا زان خرقه بیزارست صد بار — که صد بت باشدش در آستینی

ثوابت باشد ای دارای خرمن — اگر رحمی کنی بر خوشه چینی

باگدایان در میکده ای سالک راه — با ادب باش گر از سر خدا آگاهی

بر در میکده رندان قلندر باشند — که ستانند و دهند افسر شاهنشاهی

اگرت سلطنت فقر بخشند ایدل — کمترین ملک تو از ماه بود تا ماهی

قطع این مرحله بی همرهی خضر مکن — ظلماتست بترس از خطر گمراهی

نمی بینم از همدمان هیچ برجا — دلم خون شد از غصه ساقی کجائی

عروس جهان گرچه در حد حسنست — زحد میبر و شیوهٔ بیوفائی

رفیقان چنان عهد صحبت شکستند — که گوئی نبود ست خود آشنائی

مرا گر تو بگذاری ای نفس طامع — بسی بادشاهی کنم در گدائی

بیا موزمت کیمیای سعادت — ز همصحبت بد جدائی جدائی

مکن حافظ از جور گردون شکایت — چه دانی تو ای بنده کار خدائی

در طریق عشقبازی امن و آسایش خطاست — ریش باد آندل که با درد تو جوید مرهمی

آدم خاکی درین عالم نمی آید بدست — عالمی دیگر بباید ساخت از نو آدمی

گریه حافظ چه سازد پیش استغنای دوست — کاندرین طوفان نماید هفت دریا شبنمی

نذر و زر شرط است بیتوانم گفت با کس — نه کس را میتوانم دید با و نه

چو مجنون در پی دیدار لیلی — بباید گشتن ای دل گرد هر حی

گله از زاهد بدخو چه کنم رسم این ست — که چو صبحی بدمد در پیش افتد شامی
حدیث چون و چرا در دسر دهد ساقی — پیاله گیر و بیاسا بعمر خویش دمی
طبیب راه نشین تیر عشق نشناسد — برو بدست کن ای مرده دل مسیح دمی
قیاس کردم تدبیر عقل در ره عشق — چو شبنمی ست که در بحر میکشد رقمی
دوام عیش و تنعم نه شیوه عشق ست — اگر معاشر مائی بنوش جام غمی
نمیکنم گله ز لیک ابر رحمت دوست — بکشت زار جگر خشتگان نداد نمی
سزای قدر تو شاها بدست حافظ نیست — بجز نیاز شبی یا دعای صبحدمی
حافظ اگرچه می طلبی از نعیم دهر — می میچشی و طره دلدار می کشی
ساقیا سایه ابر ست و بهار و لب جوی — من نگویم چه کن از اهل ولی خود تو بگوی
گوش بکشای که بلبل بفغان میگوید — خواجه تقصیر مفرما گل توفیق ببوی
یک نصیحت کنمت بشنو و صد گنج ببر — از ره عیش درآویز ره عیب مپوی
شکر ایزد که دگر بار رسیدیم بهار — بیخ نیکی بنشان ور ره توفیق بجوی
روی جانان طلبی آینه را قابل ساز — ورنه هرگز گل و نسرین ندمد از آهن و روی
گفتی از حافظ ما بوی ریا می آید — آفرین بر نفست باد که خوش بوی بگوی
بگذر ز کبر و ناز که دیدست روزگار — چین قبای قیصر و طرف کلاه کی
بر مهر رخ و عشوه او اعتماد نیست — ای وای بر کسی که شد ایمن نگاه روی
سحر با باد می گفتم حدیث آرزومندی — خطاب آمد که واثق شو بالطاف خداوندی
قلم را آن زبان نبود که سر عشق گوید باز — ورای حد تقریر ست شرح آرزومندی
جهان پیر رعنا را مروت در جبلت نیست — ز مهر او چه میخواهی در و همت چه می بندی

صنما غیر تو در خاطر ما گر گنجد
که مرا نیست بغیر از تو ز کس پروائی

خوش کردیاوری فلکت روز اوری
تا شکر چون کنی و چه شکرانه آوری

در کوی عشق شوکت شاهی نمیخرند
اقرار بندگی کن و دعوای چاکری

آنکس که اوفتاد خدایش گرفت دست
پس بر تو باد تا نخوری اوفتادگان خوری

سلطان و فکر لشکر و سودای تاج و گنج
درویش و امن خاطر و کنج قلندری

یک حرف صوفیانه بگویم اجازت است
ای نور دیده صلح به از جنگ و داوری

حافظ غبار فقر و قناعت ز رخ مشوی
کاین خاک بهتر از عمل کیمیاگری

دل که آیینهٔ شاهیست غباری دارد
از خدا می طلبم صحبت روشن رائی

نرگس ار لاف ز دار شیوهٔ چشم تو مزن
مزن و اهل نظر از پی نابینائی

این حدیثم چه خوش آمد که سحر گه میگفت
بر در میکدهٔ بادف و نی ترسائی

گر مسلمانی ازین ست که حافظ دارد
آه اگر از پی امروز بود فردائی

فیض ازل بزور و زر آمدی بدست
آب خضر نصیبهٔ اسکندر آمدی

خامان ره نرفته چه دانند ذوق عشق
دریا دلی بجوی و دلیر سر آمدی

بس گل شگفته میشود این باغ را ولی
کس بی جفای خار نچیدست رو گلی

گرچه رندی و خرابی گنه ماست ولی
عاشقی گفت که ما را تو بران میداری

جوهر جام جم از کان جهان دگرست
تو تمنا ز گل کوزه گران میداری

ای که در دلق ملمع طلبی ذوق حضور
چشم سیری عجب از بی بصران میداری

گذران بر و ز سلامت بسلامت حافظ
چه توقع ز جهان گذران میداری

زان می صاف کزو پخته شود هر خامی
گرچه ماه رمضانست بیاور جامی

صبر بر جور رقیبان چه کنم گر نکنم — عاشقان را نه بود چاره بجز مسکینی
عجب از لطف تو ای گل که نشینی با خار — ظاهر مصلحت وقت دران می بینی
بعد ازین ما و گدائی بسر منزل عشق — راهرو را نبود چاره بجز مسکینی
جان فدای تو که هم جانی و جانانی — هر که شد خاک درت رست ز سر گردانی
سر سری از سر کوی تو نیارم برخاست — کار دشوار نگیرند بدین آسانی
خام را طاقت پروانه پر سوختنیست — نازکان را نرسد شیوهٔ جان افشانی
تا بماند تر و شاداب نهال قد تو — واجب آنست که بر دیدهٔ ما بنشانی
چون در جهان خوبی امروز کامگاری — شاید که عاشقان را کامی ز لب براری
جوری که از تو دیدم در دیگه از تو بردم — گر شمه بدانی شاید که رحمت آری
از بادهٔ وصالت گر جرعه بنوشم — تا زنده ام نورزم آئین هوشیاری
ما بنده ایم و عاجز تو خواجه و قادر — گر میکشی بزورم ور میکشی به زاری
دکان عاشقی را بسیار مایه باید — دلهای همچو آتش چشمان رود باری
آخر ترحمی کن بر حال زار حافظ — تا چند نا امیدی تا چند خاکساری

چه بودی ار دل آنماه مهربان بودی — که کار ما نه چنین بودی ار چنان بودی
کسی بکوی دلم کاشکی نشان دادی — که تا فراغتی از باغ و بوستان بودی
چه قامتی که ز سر تا قدم همه جانی — چه صورتی که بهیچ آدمی نمی مانی
بسی حکایت حسنت شنیده ام جانا — کنون که دیدمت الحق هزار چندانی
ز جستجوی تو ننشینم ار چه هر نفسم — میان خون دل و آب دیده بنشانی
ز روی لطف و ترحم چرا نه بنوازی — چو درد و محنت حافظ یقین همیدانی

بشنو این نکته که خود را ز غم آزاده کنی — خون خوری گر طلب روزی ننهاده کنی
آخر الامر گل کوزه گران خواهی شد — حالیا فکر سبو کن که پر از باده کنی
تکیه بر جای بزرگان نتوان زد بگزاف — مگر اسباب بزرگی همه آماده کنی
خاطرت کی رقم فیض پذیرد هیهات — مگر از نقش بپاگنده ورق ساده کنی
زمانه هیچ نه بخشد که باز نستاند — مجوز سفله مروت مجوز ناکس شکر
نوشته اند بر ایوان جنت المأوا — که هر که عشوهٔ دنیا خرید وای بود
بفراغ دل زمانی نظری بما هر وی — بر از انکه چتر شاهی همه روزها دهوی
دل من شد و ندانم چه شد آن غریب یارا — که گذشت او و ناید خبری ز هیچ سوئی
آنم که با تو باشم یکسال مهست روزی — وانم که بیتو باشم یکروز مهست سالی
من چون خیال رویت جانا نخواب بینم — کز خواب می نه بیند چشمم بجز خیالی
حافظ مکن شکایت گر وصل یار خواهی — زین بیشتر نیابد بر هجر احتمالی
خوش فرش بوریا و گدائی و خواب من — کاین عیش نیست در خور اورنگ خسروی
درویشم و گدا و بر ابر نمیکنم — پشمین کلاه خویش بصد تاج خسروی
دهقان سالخورده چه خوش گفت با پسر — کای نور چشم من بجز از کشته ندروی
نمی ترسی ز آه آتشینم — تو دانی خرقه پشمینه داری
بعشق زنده بود جان مرد صاحبدل — اگر تو عشق نداری برو که معذوری
بهر کسی نتوان گفت راز دل حافظ — مگر بدانکه کشیدست محنت دوری
ترا که هر چه مراد است در جهان داری — چه غم ز حال من زار و ناتوان داری
میان ندارم و دارم عجب که هر ساعت — میان مجمع خوبان کنی میان داری

ای در رخ تو پیدا انوار بادشاهی
در فکرت تو پنهان صد حکمت الهی

تیغی که آسمانش از فیض خود دهد آب
تنها جهان بگیرد بی منت سپاهی

جائیکه برق عصیان بر آدمی صفی زد
ما را چگونه زیبد دعوای بیگناهی

ای دل آن نه که خراب از می گلگون باشی
بی زر و گنج بصد حشمت قارون باشی

تاج شاهی طلبی گوهر ذاتی بنما
ور خود از گوهر جمشید و فریدون باشی

در ره منزل لیلی که خطرهاست بجان
شرط اول قدم آنست که مجنون باشی

کاروان رفت و تو در خواب و بیابان در پیش
کی روی ره زکه پرسی چه کنی چون باشی

ای دل بکوی عشق گذاری نمیکنی
اسباب جمع داری و کاری نمیکنی

چوگان کام در کف و گوئی نمیزنی
بازی چنین بدست و شکاری نمیکنی

این خون که موج میزند اندر جگر چرا
در کار رنگ و بوی نگاری نمیکنی

حافظ بر و که بندگی بارگاه دوست
گر جمله میکنند تو باری نمیکنی

در حلقه مغانم دوش آن پسر چه خوش گفت
با کافران چه کارت گبرت نمی پرستی

در مذهب طریقت خامی نشان کفرست
آری طریق رندان چالاکیست و چستی

مرا که از رخ تو ماه در شبستان ست
کجا بود بفروغ ستاره پروائی

فراق و وصل چه باشد رضای دوست طلب
که حیف باشد از و غیر او تمنائی

پدید آمد رسوم بی وفائی
نماند از کس نشان آشنائی

خرد در گوش هوشم دوش میگفت
برو صبری بکن در بینوائی

مرا در رشتهٔ دیوانگان کش
که مستی خوشتر ست از هوشیاری

بپرهیز از من ای صوفی بپرهیز
که گردم توبه از پرهیزگاری

ای شیخ و زاهد مکتر شناسیم — یا جام باده یا قصه کوتاه
عاشق مخور غم گر وصل خواهی — خون بایدت خورد در گاه بیگاه
تو خرقه را زبرای هوا همی پوشی — که تا برق بری بندگان حق از راه
غلام همت رندان بی سر و پایم — که هر دو کون نیرزد به پیش شان یک کاه
وصال او ز عمر جاودان به — خداوندا مرا آن ده که آن به
به شمشیرم زدو با کس نه گفتم — که راز دوست از دشمن نهان به
ای بیخبر بکوش که صاحب خبر شوی — تا راه بین نباشی کی راهبر شوی
در مکتب حقایق پیش ادیب عشق — هان ای پسر بکوش که روزی پدر شوی
دست از مس وجود چو مردان ره بشوی — تا کیمیای عشق بیابی و زر شوی
خواب و خورت ز مرتبه عشق دور کرد — آندم رسی بدوست که بیخواب و خور شوی
گر نور عشق حق بدل و جانت اوفتد — بالله کز آفتاب فلک خوبتر شوی
از پای تا سرت همه نور خدا شود — در راه ذوالجلال چو بی پا و سر شوی
بنیاد هستی تو چو زیر و زبر شود — در دل مدار هیچ که زیر و زبر شوی
گر در سرت هوای وصالست حافظا — باید که خاک درگه اهل بصر شوی
ای باد شبه خوبان داد از غم تنهائی — دل بیتو بجان آمد وقتست که بازآئی
ای درد تو ام درمان در بستر ناکامی — وی یاد تو ام مونس در گوشه تنهائی
در دائره قسمت ما نقطه پرکارم — لطف انچه تواند کرد حکم انچه تو فرمائی
فکر خود و رای خود در عالم رندی نیست — کفرست درین مذهب خودبینی و خودرائی
حافظ شب هجران شد بوی خوش وصل آمد — شادیت مبارک باد ای عاشق شیدائی

باد صبا چو بگذری بر سر کوی آن پری — قصهٔ حافظش بگو تازه بتازه نو بنو

ای ز فروغ روی تو روشن چراغ دیده — مانند چشم مستت چشمی جهان ندیده

همچون تو نازنینی ستر تا بپا لطافت — گیتی نشان نداده از دنیا فریده

میلی اگر نداری با عارض تو ابرو — پیوسته از چه باشد چون قدّ من خمیده

گر بر لبم نهی لب یابم حیات باقی — آنم دمی که جان شیرین بازش دهد بلب رسیده

از من جدا مشو که تو آرام نور دیده — آرام جان و مونس قلب رمیده

از دامن تو دست ندارند عاشقان — پیراهن صبوری ایشان دریده

منعم کنی ز عشق وی ای مفتی زمان — معذور دارمت که تو او را ندیده

پایم نمیرسد بزمین دیگر از نشاط — تا سوی من بلطف و عنایت تو دیده

داری خیال پرسش عشاق بنوا — گویا که بوی صدق از ایشان شنیده

زین سر زنش که کرد ترا دوست حافظا — بیش از گلیم خویش مگر پا کشیده

آب و آتش بهم آمیخته از لب لعل — چشم بد دور که خوش شعبده باز آمده

چشم تو گرچه بهر غمزه دلم برباید — لیک صد حیف که بیگانه نواز آمده

آفرین بر دل نرم تو که از بهر ثواب — گشته غمزهٔ خود را بنماز آمده

آشنایان ره عشق درین بحر عمیق — غرقه گشتند و نگشتند بآب آلوده

ندیم و مطرب و ساقی همه اوست — خیال آب و گل و ره بهانه

وجود ما معمائیست حافظ — که تحقیقش فسونست و فسانه

رود بر تابم از راه خدمت — سر بر ندارم از خاک درگاه

از صبر عاشق خوشتر نباشد — صبر از خدا خواه صبر از خدا خواه

آرام و خواب خلق جهان از سبب توئی — زان شد کنار دیده و دل تکیه گاه تو
یاران همنشین همه از هم جدا شدند — ما ئیم و آستانهٔ دولت پناه تو
حافظ طمع مبر ز عنایت که عاقبت — آتش زند بخرمن غم دود آه تو
گرچه خورشید فلک چشم و چراغ عالمست — روشنائی بخش چشم اوست خاک پای تو
خسرو و پیرانه سر حافظ جوانی میکند — بر امید عفو جانبخش گنه فرسای تو

بجان پیر خرابات و حق صحبت او — که نیست در سر من جز هوای خدمت او
مکن بچشم حقارت نگاه بر من مست — که نیست معصیت و زهد بی مشیت او
مهر خت شهرت من خاک درت بهشت من — عشق تو سرنوشت من راحت من رضای تو
گفتا برون شدی تماشای ماه نو — (ای معشوق من گفت) از ماه ابروان منت شرم نیست رو
تخم وفا و مهر درین کشت زار عشق — آنگه عیان شود که رسد موسم درو
حافظ جناب پیر مغان مأمن وفاست — درس وفا و مهر بر و خوان و زر و شو

هر گل نوز گلرخی یاد همیکند ولی — گوش سخن شنو کجا دیدهٔ اعتبار کو
گفت مگر ز لعل من بوسه نداری آرزو — مردم ازین هوس ولی قدرت و اختیار کو
هر که در مزرع دل تخم وفا سبز نکرد — زر در و نی کشد از حاصل خود گاه درو
آتش زرق و ریا خرمن دین خواهد سوخت — حافظ این خرقهٔ پشمینه بیفکن و برو

مطرب خوشنوا بگو تازه بتازه نو بنو — بادهٔ دلکشا بجو تازه بتازه نو بنو
با صنمی چو لعبتی خوش بنشین بجلوتی — بوسه ستان بکام از و تازه بتازه نو بنو
بر لب حیات کی خوری گر نه مدام می خوری — باده بجو ربیا دو تازه بتازه نو بنو
شاهد دلربای من میکند از برای من — نقش و نگار و رنگ و بو تازه بتازه نو بنو

بخرمن دو جهان سر فروئی نیرزد | دماغ کبر گدایان خوشه چینان بین
اسیر عشق شدن چارهٔ خلاص نیست | ضمیر عاقبت اندیش بیش بینان بین
صبحدم ساقیا قدحی پر شراب کن | دور فلک درنگ ندارد شتاب کن
زان پیشتر که عالم فانی شود خراب | ما را ز جام بادهٔ گلگون خراب کن
خورشید می ز مشرق ساغر طلوع کرد | گر برگ عیش میطلبی ترک خواب کن
همچون حباب دیده بر روی قدح گشای | وین خانه را قیاس اساس از حباب کن
کار صواب باده پرستی ست حافظا | برخیز و روی عزم بکار صواب کن

منم که شهرهٔ شهرم بعشق ورزیدن | منم که دیده نیالودهام ببدیدن
وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم | که در طریقت ما کافریست رنجیدن
به پیر میکده گفتم که چیست راه نجات | بخواست جام و مرا گفت باده نوشیدن
مراد ما ز تماشای باغ عالم چیست | بدست مردم چشمی از رخ تو گل چیدن
برحمت سر زلف تو واثقم ورنه | کشش چو نبود از انسو چه سود کوشیدن
مبوس جز لب معشوق و جام می حافظ | که دست زهد فروشان خطاست بوسیدن
خوشتر از فکر می و جام چه خواهد بودن | تا بمنیم سرانجام چه خواهد بودن
غم دل چند توان خورد که ایام نماند | گو نه دل باش و نه ایام چه خواهد بودن

در راه عشق فرق غنی و فقیر نیست | ای بادشاه حسن سخن با گدا بگو
جان پرورست قصهٔ ارباب معرفت | رمزی بر و بپرس و حدیثی بما بگو
هر چند ما بدیم تو ما را ببدان مگیر | شاها نه مانعی ز گناه گدا بگو
حافظ گرت بمجلس او راه میدهند | می نوش و ترک زرق برای خدا بگو

ای خسرو خوبان نظری سوی گدا کن — رحمی بمن سوخته بی سر و پا کن
با دل شدگان جور و جفا تا بکی آخر — آهنگ وفا ترک جفا بهر خدا کن
مشنو سخن دشمن بدگوی خدا را — با حافظ مسکین خوی دایم دست وفا کن
ای مهر وی ماه منظر تو نو بهار حسن — خال و خط تو مرکز لطف و مدار حسن
حافظ طمع برید که بیند نظیر دوست — و آیا رنیست غیر تو اندر دیار حسن
از آب دیده بر سر آتش نشسته ام — کو فاش کرد در همه آفاق راز من
مست ست یار و یاد حریفان نمیکند — یادش بخیر ساقی مسکین نواز من
یارب کی آن صبا بوزد کز نسیم او — گردد شمامه کرمش کارساز من
ای منعم آخر برخوان وصلت — تا چند باشم از بی نصیبان
چون توشم کرده مستور منشین — چو نوشم داده زهرم منوشان
زد لگر می حافظ پرخذر باش — که دارد سینه چون دیگ جوشان
دانی که چیست دولت دیدار یار دیدن — در کوی او گدائی بر خسروی گزیدن
از جان طمع بریدن آسان بود ولیکن — از دوستان جانی مشکل بود بریدن
ز مهرت گر بتابم ذره روی — چو خورشیدم فرود آید ز روزن
کجا بر تنگ شکر دست یابد — گر اندیشد مگس از با دهیزن
چو حافظ ما جرای عشقبازی — نمیگوید کسی بر وجه احسن
پیر پیمانه کش ما که روانش خوش باد — گفت پرهیز کن از صحبت پیمان شکنان
شراب لعل کش و روی چو عبیان بین — خلاف مذهب آنان جمال ایشان بین
بزیر دلق مرقع کمند ها دارند — و از دستی این کوته آستینان بین

قسمت حوالتم به خرابات میکنند — هر چند اینچنین شدم و اینچنان شدم
آنروز بر دلم در معنی گشاده شد — کز ساکنان درگه پیر مغان شدم
دوشم نوید داد و بشارت که حافظا — باز آ که من بعفو گناهت ضمان شدم
بت شکر ستم بستان داد و چشمت می‌سخوارانم — ستم گر غایت حرمان نه با آنم نه با اینم
وفاداری و حق گوئی نه کار هر کسی باشد — غلام آصف دوران جلال الحق والدینم
این چه شوریست که در دور قمر می‌بینم — همه آفاق پر از فتنه و شر می‌بینم
هر کسی روز بهی می‌طلبد از ایام — مشکل آنست که هر روز بتر می‌بینم
ابلهان را همه شربت ز گلاب و قند است — قوت دانا همه از خون جگر می‌بینم
اسپ تازی شده مجروح بزیر پالان — طوق زرین همه در گردن خر می‌بینم
دختران را همه بدخواه پدر می‌بینم — پسران را همه بدخواه پدر می‌بینم
هیچ رحمی نه برادر به برادر دارد — هیچ شفقت نه پدر را به پسر می‌بینم
پند حافظ بشنو خواجه برو نیکی کن — زانکه این پند به از دُر و گهر می‌بینم
زاهد برو که طالع اگر طالع منست — جامم بدست باشد و زلف نگار هم
خاطر بدست تفرقه دادن نمی‌دهد — مجموعه بخواه و صراحی بیار هم
برو ای طبیب از سر که خبر ز سر ندارم — بگذار تا کنم جان که ز جان خبر ندارم
من اگر چه می‌پرستم بدهید می بدستم — مبرید دل ز دستم که دل بگر ندارم
ای نور چشم من سخنی هست گوش کن — تا ساغرت پر است بنوشان و نوش کن
بر هوشمند سلسله نهاد دست عشق — خواهی که زلف یار کشی ترک هوش کن
تسبیح و خرقه لذت مستی نبخشدت — همت درین عمل طلب از می فروش کن

الا ای پیر فرزانه مکن عیبم ز میخانه — که من در ترک پیمانه دلِ پیمان شکن دارم
ماجرای من و معشوقی مرا پایان نیست — هر چه آغاز ندارد نپذیرد انجام
زلفِ دلدار چو ز ناز همی فرماید — برو ای شیخ که شد بر تنم این خرقه حرام
گدای کوی شمائیم و حاجتی داریم — روا مدار که محروم ز آستان بردیم
نشان وصل بادیه بهر طریق که هست — گو بازی از پی وصل تو بر نشان بردیم
مگو که حافظ ازین در برو بر ای خدا — گو هر چه رای تو باشد جز این بران بردیم
چنان پر شد فضای سینه از دوست — که فکر خویش گم شد از ضمیرم
چو طفلان تا کی ای زاهد فریبی — بسیب بوستان و شهد و شیرم
فراوان گنج غم در سینه دارم — اگر چه مدعی بیند فقیرم
یارا ز ابر هدایت برسان بارانی — پیشتر ازانکه چو گردی ز میان برخیزم
سرو بالا بنما ای بت شیرین حرکات — که چو حافظ ز سر جان و جهان برخیزم
تلقین درس اهل نظر یک اشارتست — کردم اشارتی و مکرر نمیکنم
حافظ جناب پیر مغان مامن وفاست — من ترک خاک بوسی این در نمیکنم
من که باشم که بران خاطر عاطر گذرم — لطفها می کنی ای خاک درت تاج سرم
همتم بدرقهٔ راه کن ای طائر قدس — که دراز است رهِ مقصد و من نوسفرم
راه خلوتگه خاصم بنما تا پس ازین — می خورم با تو و دیگر غم دنیا نخورم
عاشقانرا گر در آتش می پسندد لطف دوست — تنگ چشمم گر نظر بر چشمهٔ کوثر کنم
سر شکم آمد و عیبم بگفت روی بروی — شکایت از که کنم خانگیست غمّازم
شکر خدا که هر چه طلب کردم از خدا — بر منتهای مطلب خود کامران شدم

فرما اشارتی که دو چشم امید وار — پیوسته بر دو گوشهٔ ابرو نهاده ایم
گفتی که حافظا دل سرگشته ات کجاست — در حلقه های آن خم گیسو نهاده ایم
نشان مرد خدا عاشقی ست با خود آی — که در مشایخ شهر این نشان نمی بینم
وزین خمار کسم جرعه نمی بخشد — ببین که اهل دلی در جهان نمی بینم
برین دو دیدهٔ حیران من هزار افسوس — که باد و آینه رویش عیان نمی بینم
فاش می گویم و از گفتهٔ خود دلشادم — بندهٔ عشقم و از هر دو جهان آزادم
من ملک بودم و فردوس برین جایم بود — آدم آورد درین دیر خراب آبادم
نیست بر لوح دلم جز الف قامت یار — چکنم حرف دگر یاد ندادند استادم
کوکب بخت مرا هیچ منجم نشناخت — یارب از مادر گیتی بچه طالع زادم
تا شده حلقه بگوش در میخانهٔ عشق — هر دم آید غمی از نو ببارکبادم
فتوی پیر مغان دارم و عهد ست قدیم — که حرام ست می آنرا که نه یار ست و ندیم
چاک خواهم زدن این دلق ریائی چکنم — روح را صحبت ناجنس عذابست الیم
فکر بهبود خود ای دل ز در دیگر کن — در د عاشق نشود به ز مداوای حکیم
گوهری معرفت اندوز که با خود ببری — که نصیب دگران ست نصاب زر و سیم
دام سخت ست مگر یار شود لطف خدا — ورنه آدم نبرد صرفه ز شیطان رجیم
گرچه از آتش دل چون خم می در جوشم — مهر بر لب زده خون میخورم و خاموشم
تا ز یاران چشم یاری داشتیم — خود غلط بود آنچه ما پنداشتیم
گفت خود دادی بما دل حافظا — ما محصل بر کسی نگماشتیم
مرا عهد ست با جانان که تا جان در بدن دارم — هوا داری کویش را چو جان خویشتن دارم

من از بازوی خود دارم بسی شکر — که زور مردم آزاری ندارم
حافظ از جور تو حاشا که بنالد روزی — من ازان روز که در بند تو ام آزادم
نقش مستوری و مستی نه بدست من و تست — انچه استاد ازل گفت بکن آن کردم
اینکه پیرانه سرم صحبت یوسف بنواخت — اجر صبریست که در کلبهٔ احزان کردم
سرم خوشست و ببانگ بلند میگویم — که من نسیم حیات از پیاله می جویم
گرم نه پیر مغان در بروی بگشاید — کدام ره بزنم چاره از کجا جویم
مکن درین چمنم سرزنش بخودرویی — چنانکه پرورشم می دهند می رویم
صنما با غم عشق تو چه تدبیر کنم — تا بکی در غم تو نالهٔ شبگیر کنم
گر بدانم که وصال تو بدین دست دهد — دل و دین را همه در بازم و تو فیر کنم
دور شو از برم ای واعظ و افسانه مگو — من نه آنم که دگر گوش به تزویر کنم
نیست امکان خلاص از غم اوای حافظ — چونکه تقدیر چنین بود چه تدبیر کنم
کام جهان برآر که بخشد خدا گناه — روزی که رخت جان بجهان دگر کشیم
فردا اگر نه روضهٔ رضوان بما دهند — غلمان زغرفه حور زجنت بدر کشیم
حافظ نه حد ماست چنین لافها زدن — پا از گلیم خویش چرا بیشتر کشیم
عاشق و رند و نظر بازم و میگویم فاش — تا بدانی که بچندین هنر آراسته ام
شرمم از خرقهٔ آلودهٔ خود می آید — که به هر پاره دو صد شعبده پیراسته ام
پاسبان حرم دل شده ام شب همه شب — بو که سیری بکند آن مه نا کاسته ام
عمریست تا براه غمت رو نهاده ایم — روی و ریای خلق بیکسو نهاده ایم
طاق و رواق و مدرسه و قیل و قال فضل — زینها بخاک کوی تو ما رو نهاده ایم

اعتمادی نیست بر کارِ جهان — بلکه بر گردون گردان نیز هم
چون سر آمد دولت شبهای وصل — بگذرد ایام هجران نیز هم
از غمِ خویش چنان شیفته گردی بازم — کز خیالِ تو بخود نیز نمی پردازم
گفته بودی که خبر ده که ز هجرم چونی — آنچنانم که به بینی وندانی بازم
آنچنان بر دلِ من ناز تو خوش می آید — که حلالت بکنم گر بکشی از نازم
اگر از دام تو خود نیز خلاصم بخشی — هم بخاکِ سرِ کویِ تو بود پروازم
در نهانخانهٔ عشرت صنمی خوش دارم — کز سر زلف و رخش نعل در آتش دارم
حافظا چون غم و شادی جهان درگذرست — بهتر آنست که من خاطر خود خوش دارم
حافظ این حال عجب با که تو گفت که ما — بلبلانیم که در موسمِ گل خاموشیم
در رهِ عشق از انسوی فنا صد خطرات — تا بر کویی که چو عمرم بسر آمد رستم
دوش سودای رخت گفتم ز سر بیرون کنم — گفت کو زنجیر تا تدبیر این مجنون کنم
از دلِ تنگ گنهکار برآرم آهی — کاتش اندر گنهِ آدم و حوا فگنم
مایهٔ خوشدلی آنجاست که دلدار آنجاست — میکنم جهد که خود را مگر آنجا فگنم
حافظا تکیه بر ایام چو سهوست و خطا — من چرا عشرتِ امروز بفردا فگنم
پند پیرانه دهد واعظ شهرم لیکن — من نه آنم که دگر پند کسی بپذیرم
خلق گویند که حافظ سخن پیر نیوش — سال خورده بیم امروز به از صد پیرم
واعظ ما بوی حق نشنید بشنو این سخن — در حضورش نیز میگویم نه غیبت میکنم
دیدهٔ بدبین پوشان ای کریم عیب پوش — زین دلیریها که من در کنج خلوت میکنم
باین شکرانه می بوسم لبِ جام — که کرد آگه ز دورِ روزگارم

از قال و قیل مدرسه حالی دلم گرفت — یکچند نیز خدمت معشوق و می کنم
از نامهٔ سیاه نترسم که روز حشر — با فیض لطف او صد ازین نامه طی کنم
این جان عاریت که به حافظ سپرد دوست — روزی خوش به بینم و تسلیم وی کنم
سینهٔ تنگ من و بار غم او هیهات — مرد این بار گران نیست دل مسکینم
حجاب چهرهٔ جان میشود غبار تنم — خوشا دمی که ازین چهره پرده برفگنم
عیان نشد که چرا آمدم کجا بودم — دریغ و درد که غافل ز کار خویشتنم
چگونه طوف کنم در فضای عالم قدس — چو در سرا نه تر کیب تختهٔ بندتنم
بیا و هستی حافظ ز پیش او بردار — که با وجود تو کس نشنود ز من که منم

خرّم آن روز کزین منزل ویران بروم — راحت جان طلبم و ز پی جانان بروم
دلم از وحشت زندان سکندر بگرفت — رخت بر بندم و تا ملک سلیمان بروم
لذت دل غم عشق تو بدل ما باد حرام — اگر از جور غم عشق تو دادی طلبم
چون غمت را نتوان یافت مگر در دل شاد — تا بامید غمت خاطر شادی طلبم
بر در مدرسه تا چند نشینی حافظ — خیز تا از در میخانه گشادی طلبم

قدر وقت ار نشناسد دل و کاری نکند — بس خجالت که ازین حاصل اوقات بریم
حافظا آب رخ خود به در سفله مریز — حاجت آن به که بر قاضی حاجات بریم

در خرابات مغان نور خدا می بینم — وین عجب بین که چه نوری ز کجا می بینم
دوستان عیب نظربازی حافظ مکنید — که من او را ز محبان خدا می بینم
درد ازیار ست و درمان نیز هم — دل فدای او شد و جان نیز هم
هر دو عالم یک فروغ روی اوست — گفتمت پیدا و پنهان نیز هم

بسوخت حافظ و آن یار دلنواز نگفت — که مرهمی بفرستم چو خاطرش خستم

جائیکه تخت و مسند جم می رود بباد — گر غم خوریم خوش نبود به که می خوریم

روز نخست چون دم رندی زدیم و عشق — شرط آن بود که جز ره این پیشه نسپریم

واعظ مکن نصیحت شوریدگان که ما — با خاک کوی دوست بفردوس ننگریم

زان پیشتر که عمر گرانمایه بگذرد — بگذار تا مقابل روی تو بگذریم

حافظ چو ره بکنگرهٔ کاخ وصل نیست — با خاک آستانهٔ این در بسر بریم

اگر غم لشکر انگیزد که خون عاشقان ریزد — من و ساقی بهم سازیم و بنیادش براندازیم

برو ای زاهد و بر دردکشان خرده مگیر — کار فرمای قدر می کند این من چه کنم

خون من ترکتی از ناوک دلدوز فراق — خود بگو با تو من ای دیدهٔ روشن چه کنم

حافظا خلد برین خانهٔ موروث منست — اندرین منزل ویرانه نشیمن چه کنم

تا سایهٔ مبارکت افتاد بر سرم — دولت غلام من شد و اقبال چاکرم

دردِ مرا طبیب نداند دوا که من — بی دوست خسته خاطر و با دوست خوشترم

مرا می بینی و دردم نمی پرسی — ترا می بینم و شوقم زیادت می شود هر دم

بسا نامم نمی پرسی نمی دانم چه سرداری — بدرمانم نمی کوشی نمیدانی مگر دردم

ندارم دستت از دامن بجز در خاک و اندامم — چو بر خاکم گذار آری بگیرد دامنت گردم

چو کار عمر نه پیداست باری آن اولی — که روزی واقعه پیش نگار خود باشم

همیشه پیشهٔ من عاشقی و رندی بود — وگر نکوشم و مشغول کار خود باشم

بود که لطف ازل رهنمون شود حافظ — وگرنه تا ابد شرمسار خود باشم

حاشا که من بموسم گل ترک مے کنم — من لاف عقل میزنم این کار کی کنم

من اگر خارم اگر گل چمن آرائی هست
که ازان دست که می پروردم میرویم

دوستان عیب من بیدل حیران مکنید
گوهری دارم و صاحب نظری میجویم

گرچه با دلق ملمع می گلگون عیبست
مکنم عیب کزو رنگ ریا می شویم

خنده و گریهٔ عشاق ز جای دگرست
میسرایم بشب و وقت سحر می مویم

حافظم گفت که خاک در میخانه ببوی
گو مکن عیب که من مشک ختن میبویم

باز آی ساقیا که هواخواه خدمتم
مشتاق بندگی و دعاگوی دولتم

زانجا که فیض جام سعادت فروغ تست
بیرون شدن نمای ز ظلمات حیرتم

هرچند غرق بحر گناهم ز شش جهت
تا آشنای عشق شدم ز اهل رحمتم

عیبم مکن ببزندی و بدنامی ای فقیه
کاین بود سر نوشت ز ایوان فطرتم

می خور که عاشقی نه بکسب است و اختیار
این موهبت رسید ز دیوان قسمتم

دریا و کوه در ره و من خسته و ضعیف
ای خضر پی بهمت مدد کن بهمتم

دورم بصورت از در و دولتسرای دوست
لیکن بجان و دل ز مقیمان حضرتم

حافظ بپیش چشم تو خواهد سپرد جان
در این خیال اگر بدهد عمر مهلتم

هفتاد و دو ملت از نظر خلق در حجاب
بهتر ز طاعتی که بروی ریا کنیم

آنکو بغیر سابقه چندین نواخت کرد
ممکن بود که عفو کند گر خطا کنیم

حافظ وفا نمیکند ایام سست عهد
این پنج روزه عمر بیا تا وفا کنیم

نه قاضیم نه مدرس نه محتسب نه فقیه
مرا چه سود که ملمع شراب خواره کنم

بغیر از آنکه بشد دین و دانش از دستم
دگر بگو که ز عشقت چه طرف بربستم

اگر ز مردم هشیاری ای نصیحت گو
سخن بخاک میفگن چرا که من مستم

هم ظاهر از دو چشم تو در دیده مردمی — هم روشن از دو لعل تو در دیده مردمک
آدم ز حسن روی تو گر بهره داشتی — از دیدنش بسجده نپرداختی ملک
مرا امید وصال تو زنده می دارد — وگرنه هر دمم از هجر تست بیم هلاک
اگر تو زخم زنی به که دیگری مرهم — وگر تو زهر دهی به که دیگری تریاک
ترا چنانکه توئی هر نظر کجا بیند — بقدر بینش خود هر کسی کند ادراک
عنان نپیچم اگر میزنی بشمشیرم — سپر کنم سر و دستت ندارم از فتراک
بچشم خلق عزیزا نگهی شوی حافظ — که بر درش بنهی روی مسکنت بر خاک
من شکسته بدحال زندگی یابم — دران زمان که بتیغ غمت شوم مقتول
چه جرم کرده ام ای جان و دل بحضرت تو — که طاعت من بیدل نمیشود مقبول
کجا روم چه کنم حال دل کرا گویم — که گشته ام ز غم و جور روزگار ملول
بدرد عشق بساز و خموش شو حافظ — رموز عشق مکن فاش پیش اهل عقول
گه آه کشم از دل و گه تیر تو از جان — پیش تو چگویم که چها می کشم از دل
وصف لب لعل تو چگویم بر قیبان — نیکو نبود معنی نازک بر جاهل
هر روز چو حسنت ز دگر روز فزون است — مه را نتوان کرد بروی تو مقابل
بود که یار نپرسد گنه ز خلق کریم — که از سوال ملولیم و از جواب خجل
حافظا عشق و صبا بردی تا چند — ناله عاشقان خوشست بنال
رهروان را عشق بس باشد دلیل — آب چشم اندر رهش کردم سبیل
بارها گفته ام و بار دگر میگویم — که من دل شده این ره نه بخود میپویم
در پس آینه طوطی صفتم داشته اند — آنچه استاد ازل گفت بگو میگویم

نقدی از عشق جوے نه از عقل — تا که خالص شوی چو زر خلاص
حافظ اول ز مصحف رخ دوست — خواند الحمد و سورهٔ اخلاص

عاشق سوخته دل تا به بیابان فنا — نرود در حرم دل نشود خاص الخاص
کیمیای غم عشق تو تن خاکی را — زر خالص کند ار چند بود همچو رصاص
در بغ مدت عمرم که برامید وصال — بسر رسید و نیامد بسر زمان فراق
کنون چه چاره که در هجر غم بگردابی — فتاده کشتی صبرم ز بادبان فراق
مباد کس چو من خسته بتلای فراق — که عمر من همه بگذشت در بلای فراق
غریب و عاشق و بیدل فقیر و سرگردان — کشیده محنت ایام و دردهای فراق
اگر بدست من افتد فراق را بکشم — بآب دیده دهم باز خونبهای فراق
کجا روم چه کنم حال دل کرا گویم — که داد من بستاند دهد جزای فراق
ز درد هجر و فراقم دمی خلاصی نیست — خدای را بستان داد وده سزای فراق
فراق را بفراق تو مبتلا سازم — چنانکه خون بچکانم ز دیدهای فراق
من از کجا و فراق از کجا و غم ز کجا — مگر که زاد مرا مادر از برای فراق
بداغ عشق تو حافظ چو بلبل سحری — زند بروز و شبان خوش نوای فراق

مقام امن و می بیغش و رفیق شفیق — گرت مدام میسر شود زهی توفیق
جهان و کار جهان جمله هیچ در هیچست — هزار بار من این نکته کرده ام تحقیق
چه دوزخی چه بهشتی چه آدمی چه ملک — بمذهب همه کفر طریقت ست احساک
فریب دختر رز طرفه میزند ره عقل — مباد تا بقیامت خراب طارم تاک
بگشا پسته خندان و شکر ریزی کن — خلق را از دهن خویش مینداز بشک

بسی شدیم و نشد عشق را کرانه پدید
تبارک الله ازین ره که نیست پایانش

چو جام لعل نبوشم کجا بماند هوش
چو چشم مست تو بینم بجا نماند گوش

شراب بیخته بخانمان دل فسرده مده
که باده آتش تیز است و بیختگان دوجوش

مرا چو خلعت سلطان عشق می دادند
نداز دند که حافظ خموش باش خموش

ای پادشاه صورت و معنی که مثل تو
نادیده هیچ دیده و نشنیده هیچ گوش

نه عمر خضر بماند و نه ملک اسکندر
نزاع بر سر دنیای دون مکن درویش

تو بنده گله از پادشه مکن ای دل
که شرط عشق نباشد شکایت از کم و بیش

محل نور تجلی ست رای انور شاه
چو قرب او طلبی در صفای نیت کوش

بلبل از فیض گل آموخت سخن ورنه نبود
اینهمه قول و غزل تعبیه در منقارش

اگر از وسوسهٔ نفس و هوا دور شوی
بیشکی ره ببری در حرم دیدارش

مرا کاریست مشکل با دل خویش
که گفتن می نیارم مشکل خویش

خیالت داند و جان من از غم
که هر شب در چه کارم با دل خویش

عفو اله بکند کار خویش
مژدهٔ رحمت برساند سروش

عفو خدا بیشتر از جرم ماست
نکتهٔ سربسته چه گوئی خموش

گرچه وصالش نه بکوشش دهند
هر قدر ای دل که توانی بکوش

دوش با من گفت پنهان از دان تیز هوش
کز شما پنهان نشاید داشت راز میفروش

گفت آسان گیر بر خود کارها کز روی طبع
سخت میگیرد جهان بر مردمان سخت کوش

تا نگردی آشنا زین پرده بوئی نشنوی
گوش نامحرم نباشد جای پیغام سروش

گوهر از بحر سخا بیرون آرد
ترک سر تا نسزد کند غواص

خواهی که روشنت شود احوال سر عشق — از شمع پرس قصه زباد صبا مپرس
در دفتر طبیب خرد باب عشق نیست — ای دل بدرد خوکن و نام دوا مپرس
ما قصهٔ سکندر و دارا نخوانده ایم — از ما بجز حکایت مهر و وفا مپرس
در دور عشق کشیده ام که مپرس — زهر هجران چشیده ام که مپرس
در ضمیر ما نمی گنجد بغیر از دوست کس — هر دو عالم را بدشمن ده که ما را دوست بس
خاطرم وقتی هوس کردی که بینم چیزها — تا ترا دیدم نکردم جز بدیدارت هوس
گرت هواست که با خضر همنشین باشی — نهان ز چشمهٔ سکندر چو آبحیوان باش
خموش حافظ و از جور یار ناله مکن — ترا که گفت که بر روی خوب حیران باش
باغبان گر پنج روزی صحبت گل بایدش — بر جفای خار هجران صبر بلبل بایدش
ایدل اندر بند زلفش از پریشانی منال — مرغ زیرک گر بدام افتد تحمل بایدش
رند عالم سوز را با مصلحت بینی چه کار — کار ملک است آنکه تدبیر و تحمل بایدش
تکیه بر تقوی و دانش در طریقت کافریست — راه رو گر صد هنر دارد توکل بایدش
بجد و جهد چو کاری نمیرود از پیش — بکردگار رها کرده به مصالح خویش
بپادشاهی عالم فرو نیارد سر — اگر ز سر قناعت خبر شود درویش
ریا حلال شمار ندو جام باده حرام — زهی طریقت و ملت زهی شریعت و کیش
بعنایت نظری کن که من دل شده را — نرود بی مدد لطف تو کاری از پیش
پس زانو نشین و غم بیهوده مخور — که ز غم خوردن تو رزق نگردد کم و بیش
چونکه این کوشش بی فائده سودی ندهد — پس میازار دل خود ز غم ای دور اندیش
زمانه از ورق گل مثال روی تو بست — ولی ز شرم تو در غنچه کرد پنهانش

ز مشکلات طریقت عنان متاب ایدل — که مرد راه نیندیشد از نشیب و فراز
درین مقام مجازی بجز پیاله مگیر — درین سرا چه بازیچه غیر عشق مباز
اگرچه حسن تو از عشق غیر مستغنی ست — من آن نیم که ازین عشقبازی آیم باز
روندگان حقیقت رهِ بلا سپرند — رفیق عشق چه غم دارد از نشیب و فراز
ملامتی که بروی من آمد از غم عشق — ز عشق پرس حکایت که من نهم غماز
مرا بگشتی باده درافگن ای ساقی — که گفته اند نکوئی کن و در آب انداز
ز کوی میکده برگشته ام ز راه خطا — مرا دگر ز کرم در دهِ صواب انداز
گر از تو یک سر موی سر کشد دل حافظ — بگیر و در خم زلفش بپیچ و تاب انداز
جز فلاطون خم نشین شراب — سرِ حکمت بما که گوید باز
چشم آلوده نظر از رخ جانان دور ست — بر رخِ او نظر از آئینهٔ پاک انداز
فقیر و خسته بدرگاهت آمدم رحمی — که جز ولای توام نیست هیچ دستاویز
بیا که هاتفِ میخانه دوش با من گفت — که در مقام رضا باش و از قضا مگریز
میانِ عاشق و معشوق هیچ حائل نیست — تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز
محتسب بهیده گوید مده رندان را — کانکه بی شاهد و می نیست کدام ست امروز
درآ که در دلِ خسته توان درآید باز — بیا که در دلِ مرده روان درآید باز
بپیش آئینهٔ دل هر آنچه می دارم — بجز خیال جمالت نمی نماید باز
بدان مثل که شب آبستن آمده ست بروز — ستاره می شمرم تا که شب چه زاید باز
محلِ جانان بوس انگه بزاری عرضه دار — کز فراقت سوختم ای مهربان فریاد رس
عشقبازی کار بازی نیست ای دل هین بساز — ورنه گوی عشق نتوان زد بچوگان هوس

یا صواب ست یا خطا خوردن — گر خطا هست و گر صواب بیار
یک دو رطل گران به حافظ ده — گر گناهست و گر ثواب بیار

دلا در عاشقی ثابت قدم باش — که در این ره نباشد کار بی اجر
عاشق یارم مرا با کفر و با ایمان چه کار — تشنهٔ دردم مرا با وصل و با هجران چه کار
چونکه اندر هر دو عالم یار میباید مرا — با بهشت و دوزخ و با حور و با غلمان چه کار
هر که از خود شد مجرد در طریق عاشقی — از غم و دردش چه آگاهی و با درمان چه کار
صورت مردان چه خواهی سیرت مردان گزین — مرد عاشق پیشه را با صورت ایوان چه کار
حافظا گر عاشق و مستی دگر ره باز گوی — عاشق یارم مرا با کفر و با ایمان چه کار

یار اگر رفت ز حق صحبت دیرین نشناخت — حاش لله که روم من ز پی یار دگر
می دوساله و محبوب چارده ساله — همین بس ست مرا صحبت صغیر و کبیر
بنوش باده و عزم وصال جانان کن — سخن شنو که ز قندت زبام عرش صفیر
هان مشو نومید چون واقفی نه از سر غیب — باشد اندر پرده بازیهای پنهان غم مخور
گرچه منزل بس خطرناک ست و مقصد ناپدید — هیچ راهی نیست کو را نیست پایان غم مخور
ساقیا یک جرعه وه زان آب آتشگون کمن — در میان تشنگان عشق او خامم هنوز
اگر بسوزدت ای دل زور و ناله مکن — دم از محبت او می زن و بدرد بساز
منم غریب و یار و توای غریب نواز — دمی بحال غریب و یار خود پرداز
دلا منال ز شامی که صبح در پی اوست — که نیش و نوش بهم باشد و نشیب و فراز
منم که دیده بدیدار دوست کردم باز — چه شکر گویمت ای کارساز بنده نواز
طهارت ار نه بخون جگر کند عاشق — بقول مفتی عشقش درست نیست نماز

خرد هر چند نقد کائنات ست | چه سنجد پیش عشقِ کیمیا کار
سکندر را نمی بخشند آبی | بزور و زر میسر نیست این کار
دل داده ایم و مهر تو از جان خریده ایم | بر ما جفا و جورِ فراقت روا مدار
باری خیال دوست ز پیش نظر مسوز | چون بر وصالِ یار ندارم اختیار
گر سرو پیشِ قدِ تو سر می کشد مرنج | عقلِ طویل را نبود هیچ اعتبار
بی عمر زنده ام من و زین پس عجب مدار | روز فراق را که نهد در شمار عمر
این یک دو دم که دولت دیدار ممکن ست | دریاب کار دل که نه پیداست کار عمر
ساقیا عشرت امروزه بفردا مفگن | یا ز دیوان قضا خط امانی بمن آر
دلا در ملک شبخیزی گر اندوه نگریزی | دمِ صحبت بشارت ها بیارد وزان نگار آخر
از دست غیبتِ تو شکایت نمی کنم | تا نیست غیبتی ندهد لذتِ حضور
گر دیگران بعیش و طرب خرم اند و شاد | ما را غمِ نگار بود مایهٔ سرور
حافظ شکایت از غم هجران چه میکنی | در هجر وصل باشد و در ظلمت ست نور
دوست گو یار شو دو جهان دشمن باش | بخت گو روی کن و روی زمین لشکر گیر
سعی ناکرده درین راه بجائی نرسی | مزد اگر می طلبی طاعت استاد ببر
حافظ اندیشه کن از ناز کیِ خاطر یار (راه عشق) | بر و از در گهش این ناله و فریاد ببر
ساقیا مایهٔ شباب بیار | یک دو ساغر شرابِ ناب بیار
دارو درد عشق یعنی مے | کوست درمانِ شیخ و شاب بیار
آفتابست و ماه باده و جام | درمیانِ مه آفتاب بیار
می کند عقل سرکشی تمام | گردنش را زمے طناب بیار

حافظ دل شده مستغرق یادت شب و روز
تو از این بنده دلخسته کجایی آزاد

هزار نکته باریک تر ز مو اینجاست
نه هر که سر بتراشد قلندری داند

تو بندگی چو گدایان بشرط مزد مکن
که دوست خود روش بنده پروری داند

رهزن دهر نخفتست مشو ایمن ازو
اگر امروز نبرد است که فردا ببرد

ای دل از عشرت امروز بفردا نگنی
مایه نقد بقرار که ضمان خواهد شد

خوش بود گر محک تجربه آید بمیان
تا سیه روی شود هر که در او غش باشد

ناز پرورده تنعم نبرد راه بدوست
عاشقی شیوه رندان بلاکش باشد

غم دنیای دنی چند خوری باده بخور
حیف باشد دل دانا که مشوش باشد

واعظان کین جلوه بر محراب و منبر میکنند
چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند

مشکلی دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبه فرمایان چرا خود توبه کمتر میکنند

گویا باور نمیدارند روزداوری
کاین همه قلب و دغل در کار داور میکنند

آه آه از دست صرافان گوهر ناشناس
هر زمان خرمهره را با دُر برابر میکنند

جناب عشق را درگه بسی بالاتر از عقل است
کسی آن آستان بوسد که جان در آستین دارد

هر گدا با خط سبز تو سر سودا باشد
پای از این دایره بیرون ننهد تا باشد

هر که خواهد که چو حافظ نشود سرگردان
دل بجوبان ندهد در پی ایمان نرود

دل چو از پیر خرد نقد معانی میجست
عشق می گفت بشرح آنچه بر و مشکل بود

یاری اندر کس نمی بینیم یاران را چه شد
دوستی کو آخر آمد دوستداران را چه شد

حافظ اسرار الهی کس نمیداند خموش
از که می پرسی که دور روزگاران را چه شد

چه ره بود اینکه زد در پرده مطرب
که میرقصند با هم مست و هشیار

ذره را تا نبود همت عالی حافظ
طالب چشمهٔ خورشید درخشان نشود

تا صد هزار خار نمیروید از زمین
از گلبنی گلی بگلستان نمی رسد

حافظ صبور باش که در راه عاشقی
هر کس که جان نداد بجانان نمیرسد

هیچ کس نیست که در کوی تو اش کاری نیست
هر کس اینجا بامید هوسی می آید

یار دارد سر صید دل حافظ یاران
شاهبازی بشکار مگسی می آید

مطرب عشق عجب ساز و نوائی دارد
نقش هر پرده که زد راه بجائی دارد

عالم از ناله عشاق مباد اخالی
که خوش آهنگ و فرح بخش نوائی دارد

من و انکار شراب این چه حکایت باشد
غالبًا این قدرم عقل کفایت باشد

زاهد و عجب و نماز و من و مستی و نیاز
تا خود از میان با که عنایت باشد

مسلمانان مرا وقتی دلی بود
که با وی گفتمی گر مشکلی بود

دلی همدرد و یارے مصلحت بین
که استظهار هر اهل دلی بود

بگردابے چو می افتادم از غم
بتدبیرش امید ساحلی بود

چنان زندگانے کن اندر جهان
که چون مرده باشی نگویند مرد

مرا مهر سیه چشمان ز سر بیرون نخواهد شد
قضای آسمانست این و دیگرگون نخواهد شد

مرا روز ازل کاری بجز رندی نفرمودند
هر آن قسمت که آنجا شد کم و افزون نخواهد شد

میان عاشق و معشوق فرق بسیارست
چو یار ناز نماید شما نیاز کنید

بجان دوست که غم پردهٔ شما ندرد
گر اعتماد بر الطاف کارساز کنید

هزار بار شود آشنا و دیگر بار
مرا ببیند و گوید که این چه کس باشد

روز و شب غصه و خون میخورم و چون نخورم
چون ز دیدار تو دورم بچه باشم دلشاد

بیا بمیکده و چهره ارغوانی کن ❊ مرو بصومعه کانجا سیاه کارانند
خلاص حافظ ازان زلف تا بدار مباد ❊ که بستگان کمندِ تو رستگارانند

عشقت نه سر سریست که از سر بدر شود ❊ قهرت نه عارضیست که جای دگر شود
عشقِ تو در وجود منِ مهرِ تو در دلم ❊ با شیر در درون شد و با جان بدر شود
دردیست در دِ عشق که اندر علاج او ❊ هر چند سعی بیش نمائی بتر شود
مطرب بساز عود که کس بی اجل نمرد ❊ وانگونه این ترانه سراید خطا کند
گر رنج پیشت آید و گر راحت ای حکیم ❊ نسبت مکن بغیر که اینها خدا کند
ما را که در دِ عشق و بلایِ خمار هست ❊ یا وصل دوست یا می صافی دوا کند
گوهر پاک تو از مدحت ما مستغنی ست ❊ فکرِ مشاطه چه با حسن خداداد کند
شاه را به بود از طاعت صد ساله زهد ❊ قدر یکساعت عمری که در و داد کند
کسی که حسن رخِ دوست در نظر دارد ❊ محقق ست که او حاصلِ بصر دارد
بپای بوس که دست کسی رسید که او ❊ چو آستانه بدین در همیشه سر دارد
ز زهد خشک ملولم بیار باده ناب ❊ که بوی باده دماغم مدام تر دارد
ز باده هیچ ات اگر نیست این نه بس که ترا ❊ دمی ز وسوسی عقل بیخبر دارد
گداخت جان که شود کار دل تمام و نشد ❊ بسوختیم درین آرزوی خام و نشد
جان نقد محقر است حافظ ❊ از بهر نثار خوش نباشد

گفتم غم تو دارم گفتا غمت سراید ❊ گفتم که ماه من شو گفتا اگر بر آید
گفتم ز مهر و رزان رسم وفا بیاموز ❊ گفتا ز ماهرویان این کار کمتر آید
گوهر پاک باید که شود قابل فیض ❊ ورنه هر سنگ و گلی لولو و مرجان نشود

سمن بویان غبارِ دل چو بنشینند بنشانند
پریرویان قرار از دل چو بستیزند بستانند

چو منصور از مراد آنانکه بردارند بردارند
که با این در دا گر در بند درمانند درمانند

من از بیگانگان هرگز ننالم
که با من هر چه کرد آن آشنا کرد

بشارت بر بکوی می فروشان
که حافظ توبه از زهد و ریا کرد

عاشقان را بر سر خود حکم نیست
هر چه فرمانِ تو باشد آن کنند

سر مکش حافظ ز آه و نیم شب
تا چو صبحت آینه رخشان کنند

مبین حقیر گدایانِ عشق را کاین قوم
شهان بی کمر و خسروان بی کلهند

جفانه شیوهٔ درویشی ست و راهروی
بیار باده که این سالکان نه مرد رهند

بهوش باش که هنگام بادِ استغنا
هزار خرمن طاعت بنیم جو ندهند

شاهد آن نیست که موئی و میانی دارد
بندهٔ طلعتِ آن باش که آنی دارد

شیوهٔ حور و پری خوب و لطیف ست ولی
خوبی آنست و لطافت که فلانی دارد

مرغ زیرک نشود دمخمش نغمه سرای
بر بهاری که ز دنبال خزانی دارد

با خرابات نشینان ز کرامات ملاف
هر سخن جائی و هر نکته مکانی دارد

آنکه یک جرعه می از دست تواند دادن
دست با شاهد مقصود در آغوشش باد

سر اسرار بخشش جانان طریق لطف و احسان بود
اگر تسبیح می فرمود اگر زنار می آورد

غلام نرگسِ مست تو تاجدارانند
خراب بادهٔ لعلِ تو هوشیارانند

ترا صبا و مرا آب دیده شد غماز
وگرنه عاشق و معشوق راز دارانند

نصیب ماست بهشت ای خدا شناس برو
که مستحق کرامت گناه گارانند

تو دستگیر شوای خضر پی خجسته که من
پیاده می روم و همرهان سوارانند

شکوه تاج سلطانی که بیم جان در و دست | کلاه دلکش ست اما بدرد سر نمی ارزد
برو گنج قناعت جو بگنج عافیت بنشین | که یکدم تنگدل بودن به بحر و بر نمی ارزد
چو حافظ در قناعت کوش و از دنیا دون بگذر | که یکجو منت دونان بصد من زر نمی ارزد

زیر بارانند درختان که تعلق دارند | ای خوشا سرو که از بند غم آزاد آمد
نه هر درخت تحمل کند جفای خزان | غلام همت سروم که این قدم دارد
دست از طلب ندارم تا کام من برآید | یا جان رسد بجانان یا جان ز تن برآید
گفتم بخویش کز وی برگیر دل دلم گفت | کار کسی ست این کو با خویشتن برآید
در ازل هر کو بفیض دولت ارزانی بود | تا ابد جام مرادش همدم جانی بود
رسید مژده که ایام غم نخواهد ماند | چنان نماند چنین نیز هم نخواهد ماند
غنیمتی شمر ای شمع وصل پروانه | که این معامله تا صبحدم نخواهد ماند
سروش عالم غیبم بشارتی خوش داد | که بر در کرمش کس دژم نخواهد ماند
چه جای شکر و شکایت ز نقش نیک و بدست | که کس همیشه گرفتار غم نخواهد ماند
حافظ اگر سجده تو کرد ملکن عیب | کافر عشق ای صنم گناه ندارد

چنان کرشمه ساقی دلم ز دست ببرد | که با کسی دگرم نیست وی گفت و شنید
بکوی عشق منه بی دلیل راه قدم | که گم شد آنکه درین ره ببهری نرسید
ملکن ز غصه شکایت که در طریق ادب | براحتی نرسید آنکه زحمتی نکشید
مشکل خویش بر پیر مغان بردم دوش | کاو بتائید نظر حل معمامی کرد
گفت آن یار کزو گشت سر دار بلند | جرمش آن بود که اسرار هویدا میکرد
فیض روح القدس ار باز مدد فرماید | دیگران هم بکنند آنچه مسیحا می کرد

عاقلان نکتهٔ پرکار وجودی دانند ... عشق داند که درین دایره سرگردانند

لافِ عشق و گله از یار زهی لاف خلاف ... عشقبازانِ چنین مستحقِ هجرانند

زاهد ار رندی حافظ نکند فهم چه باک ... دیو بگریزد ازان قوم که قرآن خوانند

بیخود از شعشعهٔ پرتوِ ذاتم کردند ... باده از جامِ تجلی بصفاتم دادند

بعد ازین روی من و آینهٔ حسنِ نگار ... که در انجا خبر از جلوهٔ ذاتم دادند

دوش دیدم که ملائک درِ میخانه زدند ... گلِ آدم بسرشتند و به پیمانه زدند

جنگ هفتاد و دو ملت همه را عذر بنه ... چون ندیدند حقیقت رهِ افسانه زدند

آسمان بارِ امانت نتوانست کشید ... قرعهٔ فال بنامِ منِ دیوانه زدند

آتش آن نیست که بر شعله او خندد شمع ... آتش آنست که در خرمنِ پروانه زدند

بفروغ رخ زلفت همه شب زنده‌دل ... چه دلاور دزدی که بکف چراغ دارد

سر درس عشق دارد دلِ دردمند حافظ ... که نه خاطرِ تماشا نه هوای باغ دارد

در آرزوی آنکه رسد دل براحتی ... جان در درون سینه غمِ عشق او نهاد

بادت بدست باشد اگر دل نمی‌بهیچ ... در معرضی که تخت سلیمان رود ببباد

در ازل پرتوِ حسنت ز تجلی دم زد ... عشق پیدا شد و آتش بهمه عالم زد

جلوه کرد رخش دید ملک عشق نداشت ... عین آتش شد ازین غیرت و بر آدم زد

نظری کرد که بیند بجهان صورت خویش ... خیمه در آب و گلِ مزرعهٔ آدم زد

در کمینگه جان فروشان فضل و هنر چه کنند ... اینجا نسب نگنجد اینجا حسب نباشد

خون میخورم و لیک نه جای شکایت است ... روزی بازخوان کرم این نوالها بود

بوی می فروشانش بجامی برنگیرند ... زهی سجاده و تقوی که یک ساغر نمی‌ارزد

اندر سر من هوای عشقت — هر روز که هست در فزون باد
هر جا که دلیست در غم تو — بی صبر و قرار و بی سکون باد
هر کس که به هجر تو نازد — از حلقهٔ وصل تو برون باد
بیان شوق چه حاجت که حال آتش دل — توان شناخت ز سوز یکه در سخن باشد
هوای کوی تو از سر نمی رود ما را — غریب را دل آواره در وطن باشد
زمان خوشدلی دریاب و دریاب — که دائم در صدف گوهر نباشد
بشوی اوراق اگر همدرس مائی — که علم عشق در دفتر نباشد
شراب بی خمارم بخش یارب — که با او هیچ دردِ سر نباشد
خستگانرا چو طلب باشد و قوت نبود — گر تو بیداد کنی شرط مروت نبود
خیره آن دیده که آبش نبرد گریهٔ عشق — تیره آن دل که در و نور مودت نبود
چون طهارت نبود کعبه و بتخانه یکیست — نبود خیر در آن خانه که عصمت نبود
دولت از مرغ همایون طلب و سایهٔ او — زانکه با زاغ و زغن شیوهٔ دولت نبود
گر مددخواستم از پیر مغان عیب مکن — شیخ ما گفت که در صومعه همت نبود
حافظا علم و ادب ورز که در مجلس شاه — هر که را نیست ادب لائق صحبت نبود
ساقیا جام میم ده که نگارندهٔ غیب — نیست معلوم که در پردهٔ اسرار چه کرد
مشکل عشق نه در حوصلهٔ دانش ماست — حل این نکته بدین فکر خطا نتوان کرد
نظر پاک توان در رخ جانان دیدن — که در آئینه نظر جز بصفا نتوان کرد
گویند رمز عشق مگوئید و مشنوید — مشکل حکایتی ست که تقریر میکنند
می خور که شیخ و حافظ و مفتی و محتسب — چون نیک بنگری همه تزویر میکنند

گرچه جای حافظ اندر خلوت وصل تست
ای همه جای تو خوش پیش تو هر جا میرمت

قدم دریغ مدار از جنازهٔ حافظ
که گرچه غرق گناهست میرود به بهشت

ورد و یار انیست درمان الغیاث
هجر یار انیست پایان الغیاث

بدر آستانه تسلیم سر بنه حافظ
که گر ستیزه کنی روزگار بستیزد

نه در برابر چشمی نه غائب از نظری
نه یاد می کنی ازمن نه میرد می ازیاد

بجای طعنه اگر تیغ می زند دشمن
ز دوست دست نداریم هرچه باد اباد

جمال یار ندارد نقاب و پرده ولی
غبار ره بنشان تا نظر توانی کرد

دلا ز نور ریاضت گر آگهی یابی
چو شمع خنده زنان ترک سر توانی کرد

ولی تو طالب معشوق و جام می خواهی
طمع مدار که کار دگر توانی کرد

گر این نصیحت شاها نه بشنوی حافظ
بشاهراه طریقت گذر توانی کرد

ثواب روزه و حج قبول آنکس برد
که خاک میکدهٔ عشق را زیارت کرد

حدیث عشق ز حافظ شنو نه از واعظ
اگرچه صنعت بسیار در عبارت کرد

مردم ز انتظار و در پرده راه نیست
یا هست پرده دار نشانم نمی دهد

بقد راک ارهمی بندی خدا را زود صیدم کن
که آفتهاست در تاخیر و طالب را زیان دارد

چنان بزی که اگر خاک ره شوی کسرا
غبار خاطری از رهگذار ما نه رسد

یارب کجاست محرم رازی که یکزمان
دل شرح آن دهد که چه دید و چها شنید

سلامت همه آفاق در سلامت تست
بهیچ عارضه شخص تو درد مند مباد

عیب می جمله بگفتی هنرش نیز بگو
نفی حکمت مکن از بهر دل عامی چند

حسن تو همیشه در فزون باد
رویت همه سال لاله گون باد

حافظا لطف حق ار با تو عنایت دارد — باش فارغ ز غم و دوز خ و شادی بهشت

هر که آمد بجهان نقش خرابی دارد — در خرابات بپرسید که هشیار کجاست

نبود رنگ و دو عالم که نقش الفت بود — زمانه طرح محبت نه این زمان انداخت

اشک غمازم ار سرخ برآید چه عجب — خجل از کردهٔ خود پرده دری نیست که نیست

من ازین طالع شوریده بر نجم ورنه — بهره مند از سر کویت دگری نیست که نیست

از وجود این قدرم نام و نشانیست که هست — ورنه از ضعف در انجا اثری نیست که نیست

شیر در بادیهٔ عشق تو روباه شود — آه ازین راه که در وی خطری نیست که نیست

مصلحت نیست که از پرده برون افتد راز — ورنه در مجلس رندان خبری نیست که نیست

بجز این نکته که حافظ تو تا خوشنود ست — در سراپای وجودت هنری نیست که نیست

کس نیست که افتادهٔ آن زلف دوتا نیست — در رهگذری نیست که دامی ز بلا نیست

روی تو مگر آئینهٔ لطف الهی ست — حقا که چنین نیست درین روی ریا نیست

زاهد دهدم توبه ز روی تو زهی روی — هیچش ز خدا شرم و ز روی تو حیا نیست

تیمار غریبان سبب ذکر جمیل ست — جانان مگر این قاعده در شهر شما نیست

عاشق چه کند گر نخورد تیر ملامت — با هیچ دلا در سپر تیر قضا نیست

در صومعهٔ زاهد و در خلوت عابد — جز گوشهٔ ابروی تو محراب دعا نیست

من بچون و چرا دم که بندهٔ مقبل — قبول کرد بجان هر سخن که جانان گفت

که گفت حافظ از اندیشهٔ تو آمد باز — من این نگفته ام آنکس که گفت بهتان گفت

زهی همت که حافظ رست از دنیا و از عقبی — نیاید هیچ در چشمش بجز خاک سر کویت

عاشق مفلس اگر قلب دلش را کرد نثار — نقش عیب که بر نقد روان قادر نیست

ایکه از دفتر عقل آیت عشق آموزی
ترسم این نکته تحقیق ندانی دانست

بحر نیست بحر عشق که هیچش کناره نیست
آنجا جز اینکه جان بسپارند چاره نیست

آندم که دل بعشق دهی خوش دمی بود
در کار خیر حاجت هیچ استخاره نیست

فرصت شمر طریقهٔ رندی که این نشان
چون راه گنج با همه کس آشکاره نیست

بیمز و بود و منت هر خدمتی که کردم
یارب مباد کس را مخدوم بیعنایت

ای آفتاب خوبان میسوزد اندرونم
یک ساعتم بگنجان در سایهٔ عنایت

در این شب سیاهم گم گشته راه مقصود
از گوشهٔ برون آی ای کوکب هدایت

فریاد که از شش جهتم راه ببستند
آن خال و خط و زلف و رخ و عارض و قامت

امروز که در دست تو امم مرحمتی کن
فردا که شوم خاک چه سود اشک ندامت

حاشا که من از جور و جفای تو بنالم
بیداد لطیفان همه لطفست و کرامت

روزی ما بین که از دیوان عشق
جز بمی مجرا نشد ما را برات

شاد باد روح آن رندی که او
بر سر کوی مغان یابد وفات

حاصل عمر تو حافظ در جهان
بادهٔ صافیست با قدی ترهات

هر که بدست عشق تو شد کشته بر درت
او را در ان جناب سوال و جواب نیست

عجب رهیست راه عشق هیهات
که چرخ هفتمش هفتم زمین ست

ز جام عشق مے نوشید حافظ
مدامش مستے و رندی ازین ست

بر من جفا ز بخت بد آمد وگرنه یار
حاشا که رسم جور و طریق ستم نداشت

خوشوقت رندمست که دنیا و آخرت
بر باد داد و هیچ غم از بیش و کم نداشت

تو و تسبیح و مصلی و رهِ زهد و ورع
من و میخانه و نا قوس و رهِ دیر و کنشت

سبب مپرس که چرخ از چه سفله پرور شد — که کام بخشی او را بهانه بی سببی ست
مباش در پی آزار و هر چه خواهی کن — که در شریعت ما غیر ازین گناهی نیست
خلل پذیر بود هر بنا که می بینی — مگر بنای محبت که خالی از خلل ست
در عشق خانقاه و خرابات شرط نیست — هر جا که هست پرتو روی حبیب هست
عاشق که شد که یار بحالش نظر نکرد — ای خواجه درد نیست وگرنه طبیب هست
مستم کن آنچنان که ندانم ز بیخودی — در عرصهٔ خیال که آمد کدام رفت
زاهد غرور داشت سلامت نبرد راه — رند از ره نیاز بدارالسلام رفت
زاهد تو دان و خلوت تنهائی و نیاز — عشاق را حواله بعیش مدام رفت
گر دلی از غمزهٔ دلدار باری بر دبرد — در میان جان و جانان ماجرائی رفت رفت
عشقبازی را تحمل باید از دل پائدار — گر بلائی بود بود و گر خطائی رفت رفت
هر آنکه راز دو عالم ز خط ساغر خواند — ز موز جام جم از نقش خاک ره داند
ورای طاعت دیوانگان ز ما مطلب — که شیخ مذهب ما عاقلی گنه دانست
ببلبلی برگ گلی خوش نگر و رنقار و اشت — واندران برگ نوا خوش نالهای زار داشت
گفتش در عین وصل این ناله و فریاد چیست — گفت ما را جلوهٔ معشوق در این کار داشت
عارفی کو سیر کرد اندر مقام نیستی — مست شد چون مستی از عالم اسرار داشت
خیز تا بر کلک آن نقاش جان افشان کنیم — کاین همه نقش عجب در گردش پرکار داشت
گر مرید راه عشقی فکر بدنامی مکن — شیخ صنعان خرقه رهن خانهٔ خمار داشت
مرو بخانهٔ ارباب بیمروت دهر — که گنج عافیت در سرای خویشتن ست
عرضه کردم دو جهان بر دل کار افتاده — بجز از عشق تو باقی همه فانی دانست

غرض ز مسجد و میخانه ام وصال تمنیست ‌ ‌ ‌ جز این خیال ندارم خدا گواه من ست

مرا گدای تو بودن ز سلطنت خوشتر ‌ ‌ ‌ که ظل جور و جفای تو عز و جاه من ست

گناه اگرچه نبود اختیار ما حافظ ‌ ‌ ‌ تو در طریق ادب کوش و گو گناه من ست

تیر یکه زدی بر دلم از غمزه خطا رفت ‌ ‌ ‌ تا باز چه اندیشه کند رای صوابت

ازین رباط دو در چون ضرورتست رحیل ‌ ‌ ‌ رواق طاق معیشت چه سر بلند و چه پست

مقام عیش میسر نمی شود بیرنج ‌ ‌ ‌ بلی بحکم بلا بسته اند روزالست

به هست و نیست مرنجان ضمیر خوش میباش ‌ ‌ ‌ که نیستی ست سرانجام هر کمال که هست

ارباب حاجتیم و زبان سوال نیست ‌ ‌ ‌ در حضرت کریم تمنا چه حاجت ست

جام جهان نماست ضمیر منیر دوست ‌ ‌ ‌ اظهار احتیاج خود آنجا چه حاجت ست

هر وقت خوش که دست دهد مغتنم شمار ‌ ‌ ‌ کس را وقوف نیست که انجام کار چیست

سهو و خطای بنده چو گیرند اعتبار ‌ ‌ ‌ معنی عفو و رحمت پروردگار چیست

زاهد شراب کوثر و حافظ پیاله خواست ‌ ‌ ‌ تا در میانه خواسته کردگار چیست

در مذهب ما باده حلالست ولیکن ‌ ‌ ‌ بی روی تو ای سرو گل اندام حرامست

تا گنج غمت در دل ویرانه مقیم ست ‌ ‌ ‌ پیوسته مرا کنج خرابات مقام ست

اگر بلطف بخوانی مزید الطافست ‌ ‌ ‌ وگر بقهر برانی درون ما صافست

ز مصحف رخ دلدار آیتی برخوان ‌ ‌ ‌ که آن بیان مقامات کشف کشافست

بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش ‌ ‌ ‌ که هر چه ساقی ما ریخت عین الطافست

جمال شخص نه چشم ست و زلف و عارض و خال ‌ ‌ ‌ هزار نکته درین کار و بار دلدار یست

روندگان طریقت به نیم جو نخرند ‌ ‌ ‌ قبای اطلس آن کس که از هنر عاریست

برو بکار خود ای واعظ این چه فریاد است — مرا فتاده دل از کف ترا چه افتاد است

گدای کوی تو از هشت خلد مستغنی است — اسیر بند تو از هر دو عالم آزاد است

چو بشنوی سخن اهل دل مگو که خطاست — سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست

دراندرون من خسته دل ندانم کیست — که من خموشم و او در فغان و در غوغاست

مرا بکار جهان هرگز التفات نبود — رخ تو در نظر من چنین خوش آراست

ازان بدیر مغانم عزیز میدارند — که آتشی که نمیرد همیشه در دل ماست

سر ارادت ما و آستان حضرت دوست — که هر چه بر سر ما می رود ارادت اوست

رخ تو در نظر آمد مراد خواهم یافت — چرا که حال نکو در قفای فال نکوست

نه من سبوکش این دیر رند سوزم و بس — بسا سری که درین آستانه سنگ و سبوست

دل سراپردهٔ محبت اوست — دیده آئینه دار طلعت اوست

تو و طوبی و ما و قامت یار — فکر هر کس بقدر همت اوست

دور مجنون گذشت و نوبت ماست — هر کسی پنج روز نوبت اوست

هر گل نو که شد چمن آرای — اثر رنگ و بوی صحبت اوست

هر که خواهد گو بیا و هر که خواهد گو برو — گیر و دار و حاجب و دربان درین درگاه نیست

هر چه هست از قامت ناسازبی اندام ماست — ورنه تشریف تو بر بالای کس کوتاه نیست

بر در میخانه رفتن کار یکرنگان بود — خود فروشان را بکوی می فروشان راه نیست

بندهٔ پیر خراباتم که لطفش دائم است — ورنه لطف شیخ و زاهد گاه هست و گاه نیست

سر ز مستی برنگیرد تا به صبح روز حشر — هر که چون من در ازل یک جرعه خورد از جام دوست

میل من سوی وصال و قصد او سوی فراق — ترک کام خود گرفتم تا برآید کام دوست

ترسم که صرفهٔ نبرد روز بازخواست — نانِ حلال شیخ ز آبِ حرام ما
سرّیست در حقوق محبت براے ما — عشاق از دو دیده کشد ابتلای ما
گاهی در افگنیم بآتش خلیل را — قربان کند اگرچه پسر در رضای ما
فرعون را ندادیم ای دوست در دو سر — زیرا که او نداشت سر در دهای ما
بیگانه را چه کار بود با بلا و غم — آنرا رسد که خاص بود آشنای ما
ما پروریم دشمن و می کُشیم دوست — کس را مجال نیست ز چون و چرای ما
حافظ همیشه ناله کند در بلای تو — باشد که خود علاج کنی در دهای ما
صلاح کار کجا و منِ خراب کجا — ببین تفاوت ره از کجاست تا بکجا
حدیث از مطرب و می گو و راز دهر کمتر جو — که کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمارا
ما را بر آستان تو بس حق خدمتی ست — ای خواجه باز بین بتر حم غلام را
در عیش نقد کوش که چون آنجور نماند — آدم بهشت روضهٔ دار السلام را
ملک آزادگی و کُنج قناعت گنجی ست — که بشمشیر میسّر نشود سلطان را
صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را — که سر بکوه و بیابان تو داده ما را
ساقیا برخیز و در ده جام را — خاک بر سر کن غمِ ایام را
گرچه بدنامی ست نزد عاقلان — ما نمیخواهیم ننگ و نام را
محرمِ راز دلِ شیدای خود — کُس نمی بینم ز خاص و عام را
بزم عیش و موسمِ شادی و هنگام طرب — پنج روز ایام عشرت را غنیمت دان و لا
غلام همت آنم که زیر چرخ کبود — ز هر چه رنگ تعلق پذیرد آزاد ست
رضا بداده بده و ز جبین گره بگشای — که بر من و تو در اختیار نگشاد ست

دیوان حافظ

بسم الله الرحمن الرحیم

الا یا ایها الساقی ادر کاسا و ناولها
که عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلها

بمی سجاده رنگین کن گرت پیر مغان گوید
که سالک بیخبر نبود ز راه و رسم منزلها

مرا در منزل جانان چه امن و عیش چون هر دم
جرس فریاد میدارد که بربندید محملها

شب تاریک و بیم موج و گرداب چنین هائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلها

همه کارم ز خود کامی به بدنامی کشید آخر
نهان کی ماند آن رازی کز و سازند محفلها

حضوری گر همی خواهی از و غائب مشو حافظ
متی ما تلق من تهوی دع الدنیا و اهملها

عزم دیدار تو دارد جان بر لب آمده
باز گردد یا بر اید چیست فرمان شما

کی دهد دست اینغرض یارب کبه همدستان شوند
خاطر مجموع ما زلف پریشان شما

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدارا
دردا که راز پنهان خواهد شد آشکارا

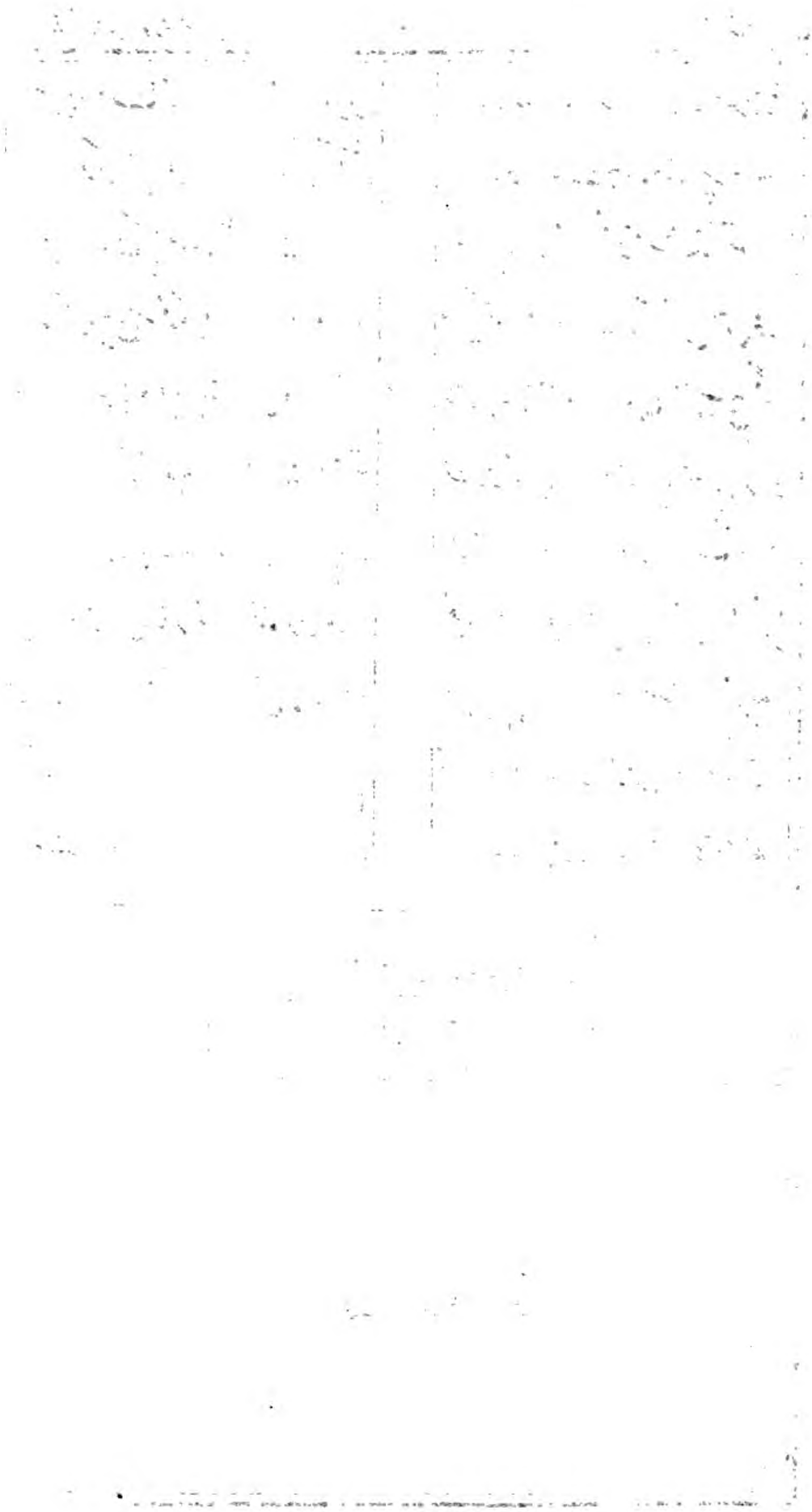
آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرفست
با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

در کوی نیکنامی ما را گذر ندادند
گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

هنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی
کاین کیمیای هستی قارون کند گدا را

ما در پیاله عکس رخ یار دیده ایم
ای بیخبر ز لذت شرب مدام ما

هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق
ثبت ست بر جریدهٔ عالم دوام ما



پاس دلها کردن و خدمتگری — سازدت مخدوم و بخشد سروری
جان و گوش و چشم و هوش و پا و دست — جمله از درهای احسانت پُر است
این که شکرِ نعمتِ تو میکنم — این هم از تو نعمتی شد مغتنم
شکر این شکر از کجا آرم بجا — من کیم از تست توفیق ای خدا
دست و پا و این زبان و لفظ شکر — عاریت از تست بی از هیچ نگر
طاعت و توفیق طاعت هم ز تو — لطفِ تو بر ما نوشته صد نکو
ساقیم آن باده اندر جام کرد — که ز ما و من برآورد دست گرد
بیخودم زان بادهٔ و اکنون مرا — نیست فرق از جان و تن و زسر ز پا
ریخت در کامم جلالی جرعهٔ — میزنم بر لوح وحدت قرعهٔ
رشحهٔ بحر جلالش بر دلم — آمد و بربود ازین آب و گلم
نیست دور از لطف اخوان الصفا — در رسد این بنده هم سوی خدا

تمام شد دفتر ششم از مثنوی معنوی

میل ملکِ امر چون زاید درو — سوی تو آمد برآید سر خوش او
گر ز کوشش سوی لاهوتی تند — دم به سوی ملهم و امینند
بعد تهذیب و کمال اجتهاد — مطمئنه گردد و اهل سداد
کاهلی در کار دنیا چستی است — کاهلی از نار و جنت سستی است
مرد کاهل بهر حق کامل بود — کاهل از دارین بس عاقل بود
بهر ذاتِ حق گذارد هر دو را — این چنین کاهل بود مرد خدا
جز وجودِ مطلق و هستی پاک — آنچه آید در خیالت هست خاک
در هزاران آینه یک صورتست — زین تکثر هم خرد را حیرتست
کثرت آئینه آمد از کجا — این ز اهمای صفاتست ای کیا
سوال: جذا جانی که در راهش دهی — جواب: مرحبا آن سر که در کویش نهی
بهر او مردن به از صد زندگی — کاین چنین موتست بس فرخندگی
گر نبودی موت در دنیای دون — سخت می گشتیم عاجز بس زبون
قیمتِ یکدم جهانی گر دهی — نیست ممکن کز اجل یکدم رهی
هر عبادت را ز حق وقت آمده است — در صلوة و صوم میقاتی شده ست
جز که ذکر آن خدای پاک ذات — نیستش وقتی معین از جهات
ذاکر و مذکور و ذکر آمد یکی — غیر حق باقی نماند بی شکی
هر دمت ای جان فنا و زندگیست — غیر وجه الله کرا پاینده گیست
لطف شاه اورا بجان مقبول کرد — با وصال خویشتن مشغول کرد
فی ز اهتمام و استحقاق بود — اینهمه فضلِ شهِ خلاق بود

زندگی در مردن و در محنت ست | آب حیوان در درونِ ظلمت ست
هر بلا کاین قوم را حق داده است | زیر او صد فائده بنهاده است
پس زجان کن وصل جانان را طلب | بی لب و بی کام میگو نام رب
سوی کلّ خود روای جزوِ خدا | از خودی بگذر زمانی با خدا
آب را اندر سبو بی یم مدار | تا نگردد آب شیرین ناگوار
کاب ساکن بی مدد ناخوش بود | رنگ و بوی و طعم خوب ازوی رود
آب جان را ریز اندر بحر جان | تا شوی دریای بی حد و کران
شد تمام این مثنوی معنوی با صد نوی | از نی کلک نوازن لحن سالش بشنوی
هر که پرّد زین جهان آنسو رود | فصل اینجا وصل عقبیٰ می شود
مال دنیا را بقائے گرچه نیست | بهر صید مرغ عقبےٰ خوش فنی ست
بی خودی شو وز خودی یکسر برآ | از برای حق خدا را دان خدا
مطلب دنیا و عقبےٰ را بهل | هر دو اینان را نهید از از بغل
بهر او او را عبادت کردنی ست | عابد جنت طلب هم مردنی ست
او بذاتِ خود عبادت را سزاست | نه برای نار و جنت وی خداست
روح چون از عالم امر آمده ست | زان بطاعات و هدیٰ راغب شده ست
جسم چون از عالم خلق ست باز | سوی خواب و خور کشد بی امتیاز
زین دو چون زاید نتیجه نفسها | هر دو خو را بین در طبعش سزا
گر به سوی خاک سفلی میرود | آن زمان وی نفس امّاره شود
ور بسوی روح علوے سر کشد | آن زمان لوّامه گشت و یار شد

حق چو اندر مرد خوبی زن نهد — او مخنث گردد و کون میدهد

چون نهد در زن خدا خوی نری — طالب زن گردد او چون سعتری

خلق را چون آب ان صاف و زلال — اندر و تابان صفات ذوالجلال

علم شان و عدل شان و لطف شان — چون ستاره چرخ بر آب روان

کاله دزدیده نبود پائدار — لیک آرد دزد را تا پائدار

در سبب چون بیرادت کرد رب — پس چرا بد ظن نگردی در سبب

پس چه عرضه می کنی ای بی هنر — احتیاج خود بمحتاج دگر

سایهٔ رهبر به ست از ذکر حق — یک قناعت به ز صد لوث و طبق

هست پنهان حاکمی بر هر خرد — هر کرا خواهد بفن از خود برد

خالی از خود بود و پر از عشق دوست — پس ز کوزه آن تراود کاندر وست

عقل باشد مرد را بال و پری — چون ندارد عقل باشد ابتری

لذت از جوعست نی از نقل نو — با مجاعت از شکر به نان جو

هین مزن تو از ملولی آه سرد — در رو جو و درد جو هین درد درد

در درون یک ذره نور عارفی — به بود از صد معرف ای صفی

هر بلا کاندر جهان بینی عیان — باشد از شومی زن در هر مکان

رو مراقب باش بر احوال خویش — نوش بین و رداد و بعد ظلم نیش

پس همین جا خود جزای نیک و بد — میرسد با هر کسی چون بنگرد

پس مقام عشق جان صحت ست — رنجهایش حسرت هر راحت ست

خرم آنکه عجز و حیرت قوت اوست — درد و عالم خفته اندر ظل دوست

رنج کے ماند دمی کان ذوالمنن ❋ گوید ت چونی تو اے رنجور من

کان جہان ہمچون نمکزار آمدہ است ہر چہ آنجا رفت بی تلوین شدہ است

بین کہ خاک این خلق رنگارنگ را میکند یکرنگ اندر گورہا

گر بیابان پر شود زر و نقود بہر رضائے حق جوی نتوان ربود

ور بخوانی صد صحف بی سکتہ را بیقدر یادت نماند نکتہ را

عقل راہ نا امیدی کی رود عشق باشد کانطرف بہتر رود

کہ فتوت دادن بی علت ست پاکبازی خارج از ہر ملت ست

زانکہ ملت فضل جوید یا خلاص پاکپازانند قربانان خاص

نے خدا را امتحانے می کنند نے در سود و زیانے می زنند

چون انای بندہ شد لا از وجود پس چہ ماند بین بیندیش ای غنود

گر ترا چشمست بکشا در نگر بعد لا آخر چہ میماند دگر

چشم بند خلق جز اسباب نیست ہر کہ لرزد بر سبب ز اصحاب نیست

در عدم ما مستحقان کے بدیم کہ برین جان و برین دانش دمیم

خویش را عریان کن از جامہ فضول ترک خود کن تا کند رحمت نزول

در عدم ما را چہ استحقاق بود تا چنین عقلے و جانے رو نمود

زیر کی خود شکستست و نیاز زیر کی بگذار و با کوے بساز

زیرکان با صنعتے قانع شدند ابلہان از صنع و صانع شدند

چیست جنسیت یکی نام نظر کہ بدان یابند رہ و یکدگر

آن نظر کہ کرد حق در وی نہان چون نہد در تو تو گروی جنس آن

تو نه این جسم بل آن دیده | وارهی از جسم گر جان دیده
مایه در بازار این دنیا زرست | مایه آنجا عشق و دو چشم تر تست
هر که او بی مایه در بازار رفت | عمر رفت و باز گشت او خام تفت
هستها را سوی پس افگنده اند | نیستها را طالبند و بنده اند
زانکه کان و مخزن صنع خدا | نیست غیر نیستی در انجلا
چون امیدت لاست زو پرهیز چیست | با انیس خویشتن استیز چیست
چون انیس طبع تو آن نیستی ست | از فنا و نیست این پرهیز چیست
گر انیس لانه ای جان پسر | در کمین لاچرائی منتظر
هست مادر نفس و با با عقل زاد | اولش تنگی و آخر بس گشاد
ای دهندهٔ عقلها فریاد رس | تا نخواهی تو نخواهد هیچ کس
هم طلب از تست و هم آن نیکوئی | ما کنیم اول تو ئی آخر توئی
جبر باشد پر و بال کاملان | جبر هم زندان و بند کاهلان
همچو آب نیل دان این جبر را | آب مومن را و خون مر گبر را
نی قبول اندیش نی رد ای غلام | امر را و نهی را نے بین مدام
بل حقیقت در حقیقت غرقه شد | زین سبب هفتاد بل صد فرقه شد
جور دوران و هران رنجی که هست | سهلتر از بعد حق و غفلت ست
رنج و درد و جوع و فقر این دیار | صعب نبود چون فراق و بعد یار
زانکه اینها بگذرد و ان نگذرد | دولت آن دارد که جان آگه برد
بیشک این ترک هوا تلخی دهست | لیک از تلخی بعد حق به است

دفتر ششم از مثنوی معنوی

بسم الله الرحمن الرحیم

عشق را با پنج و با شش کار نیست — مقصدِ او جز که جذبِ یار نیست

جنگ فعلی جنگ طبعی جنگ قول — در میانِ جزو و ها حربیست هول

این جهان زین جنگ قائم می بود — در عناصر در نگر تا حل شود

چار عُنصر چار اُستونِ قویست — گه بر ایشان سقف دنیا مستویست

زین دو ره گرچه همه مقصد توئی — لیک خود جان کندن آمد این دوئی

زین تردد عاقبت ما خیر باد — ای خدا مر جان ما را کن تو شاد

هیچکس را تا نگردد او فنا — نیست ره در بارگاهِ کبریا

هست معراج فلک این نیستی — عاشقان را مذهب و دین نیستی

بنده باش و برزمین رو چون سمند — چون جنازه نے که برگردن نهند

بار خود بر کس منه بر خویش نه — سروری را کم طلب درویش به

گفت پیغمبر ﷺ که جنت از آنِ کیست — گر همی خواهی ز کس چیزی مخواه

چون نخواهے من کفیلم مر ترا — جنت المأوا و دیدارِ خدا

پس قیامت شو قیامت را ببین — دیدن هر چیز را شرطست این

تا نگردے این ندانیش تمام — خواه کان انوار باشد خواه ظلام

بابت زنده کسے که گشت یار | مرده راکے درکشد اندر کنار
مرده راکس درکنار آرد مگر | کو ندارد از جهانِ جان خبر
رحمت بی علتی بے خدمتی | آید از دریا مبارک ساعتے
شادی هر روز از نوعے دگر | فکرت هر روز را دیگر اثر
هیچکس را با زنان محرم مدار | که مثالِ آن چو پنبه است و شرار
سجده کن صد بار میگو اے خدا | نیست این غم غیر درخورد و سزا
ای تو سبحان پاک از ظلم و ستم | کی دهی بی جرم جان را درد و غم
من معین میندانم جرم را | لیک هم جرمے بباید کرم را
ترک خشم و شهوت و حرص آوری | هست مردی ورگ پیغمبرے
سر ز اهوا تافتن از سروریست | ترک اهوا قوت پیغمبریست
مے نماید نور نار و نار نور | ورنه دنیا کے بدی دار الغرور
طالب اوئی نگردد طالبت | چون بمردی طالبت شد مطلبت
زندهٔ کے مرده شو شوید ترا | طالبے کے مطلبت جوید ترا
هر وجودے کز عدم بنمود سر | بر یکے زهرست و بر دیگر شکر

میر آخر گرچه در آخر بود — هر که او را خر بگوید خر بود
هر که بی من شد همه منها در دست — یار جمله شد چو خود را نیست دوست
اندر ان جز عشق یزدان کار نیست — جز خیالِ وصلِ او دیار نیست
جمله ناخوش از مجاعت خوش شود (دل ۱۲) — جمله خوشها بی مجاعت هاست رد
بر سر هر لقمه بنوشته عیان — کز فلان بن فلان بن فلان
هین توکل کن ملرزان پا و دست — رزق تو بر تو ز تو عاشق ترست
چون ندارد نور دل دل نیست آن — چون بنا شد روح جز کل نیست آن
چون نظر بر روح افتد مرد را — پس یکی بیند خلیل و مصطفی
چون نظر بر ظرف افتد روح را — پس دو بیند شیث را و نوح را
وقت خشم و وقت شهوت مرد کو — طالب مرد روانم کو بکو
ناظر فرعی ز اصل بی خبر — فرع مائیم اصل احکام قدر
کی کند آن مست جز عدل و صواب — که ز جام حق چشیده است او شراب
عشق بر دّ بحث را ایجان و بس — کو ز گفت و گو شود فریاد رس
حیرت آن مرغست خاموشت کند — بر نهد سر پوش و پُر جوشت کند
عشق بر مرده بنا شد پایدار — عشق را بر حیّ جان افزای دار
گفت صورت کوزه است و محسن مے — می خدایم میدهد از ظرفِ وی (جواب مجنون ۱۲)
کوزه می بینی و لیکن آن شراب — روی نه نماید بچشم ناصواب
ای برون از وهم و قال و قیلِ من — خاک بر فرق من و تمثیلِ من
هیچکس بر غیر حق عاشق نشد — واقف آن سر بجز خالق نشد

از سبب میرسد هر خیر و شر — نیست اسباب و وسائط ای پدر
هست مارا خواب و بیداری ما — بر نشان مرگ و محشر دو گوا
حشر اصغر حشر اکبر را نمود — مرگ اصغر مرگ اکبر را زود
هست مطلق کارساز نیستی ست — کارگاه هست کن جز نیست چیست
بدگمان باشد همیشه زشتکار — نامهٔ خود خواند اندر حق یار
هر کرا آیینهٔ یقین باشد — گرچه خود بین خدای بین باشد
عارفان که جام حق نوشیده اند — رازها دانسته و پوشیده اند
هر کرا اسرار حق آموختند — مهر کردند و دهانش دوختند
غیر حق جمله عدو و دوست اوست — با عدو از دوست کی شکوه نکوست
گنج بی مار و گل بیخار نیست — شاد بی غم درین بازار نیست
زان نوا بیزارم و زین زخم زشت — هر که خواهد عافیت دنیا بهشت
از قناعت هیچکس بیجان نشد — وز حریصی هیچکس سلطان نشد
آنچنانکه عاشقی بر رزق و زار — هست عاشق رزق هم بر رزق خوار
گر تو نشتابی بیاید در برت — ور تو بشتابی دهد درد سرت
وای آنکه عقل او ماده بود — نفس زشتش نر و آماده بود
ای خنک آنکس که عقلش نر بود — نفس زشتش ماده و مضطر بود
تو بحال خویشتن می باش شاد — تا بیابی در جهان جان مراد
گر خری را میبری رو به زسر — گو ببر تو خر مباش و غم مخور
میرآخر دیگر و خر دیگر ست — نی هر آنکو اندر آخر شد خر ست

عمر و مرگ این هر دو با حق خوش بود | بی خدا آب حیات آتش بود
فقر خواهی آن بصحبت قائم ست | نی ز بانت کار می آید نه دست
دانش انوار ست در جان رجال | نی ز راه دفتر و نے قیل و قال
دانشِ آن را ستاند جان ز جان | نی ز راه دفتر و نے از بیان
این چنین دل ریزها را دل مگو | سبزوار اندر ابوبکرے بجو
صاحب دل آئینهٔ شش در بود | حق دران از شش جهت ناظر بود
عدل وضع هر شیئے بر موضعش | نے بهر بیخے که باشد آبکش
ظلم چه بود وضع در نا موضعے | که نباشد جز بلا را منبعے
مشتری را صابران دریافتند | چون سوی هر مشتری نشتافتند
وانکه گرداند روزان مشتری | بخت و اقبال و بقا و شد بری
تو نگونک روز من پیروز شد | انچه فردا خواست شد امروز شد
روز نیکه دوست تو دشمن گردند ۱۲
این جفای خلق بر تو در جهان | گر بدانے گنج زر آمد نهان
چارهٔ آن دل عطای مبدلیست | دادِ او را قابلیت شرط نیست
بلکه شرطِ قابلیت دادِ اوست | داد لب و قابلیت هست پوست
نیست از اسباب تصریف خداست | نیستها را قابلیت از کجاست
قابلے گر شرط فعل حق بدی | هیچ معدومے به هستے نامدی
هر چه خواهد آن سبب آورد | قدرت مطلق سببها بردرد
لیک اغلب بر سبب راند نفاذ | تا بداند طالبے جستن مراد
چون سبب نبود چه ره جوید مرید | پس سبب در راه می آید پدید

دفتر پنجم مثنوی

بسم الله الرحمن الرحیم

تا نگرید ابر کے خندد چمن — تا نگرید طفل کے جوشد لبن

جان سفر رفت و بدن اندر قیام — وقت رجعت زان سبب گوید سلام

پس نکو گفت آن رسول خوش جواز — ذرّه عقلت به از صوم و نماز

زانکه عقلت جوهرست اندر عرض — این دو در تکمیل آن شد منقرض

عقلهاے خلق عکس عقل او — عقل او مشک ست و عقل خلق بو

عقل کل و نفس کل مرد خداست — عرش و کرسے را مدان کز وی جداست

مظهر حقست ذات پاک او — زو بجو حق را و از دیگر مجو

عقل جزوے عقل را بدنام کرد — کام دنیا مرد را ناکام کرد

زور را بگذار و زارے را بگیر — رحم سوی زاری آید اے فقیر

گر کنی زاری بیا بے رحم او — رحم او در زارے خود باز جو

من غلام آنکه نفرو شد وجود — جز بدان سلطان با افضال و جود

هین مکن خود را خصے رهبان مشو — زانکه عفت هست شهوت را گرو

عشق آن شعله است کو چون برفروخت — هر که جز معشوق باقی جمله سوخت

زندگی بید و ست جان فرسودن است — مرگ حاضر غائب از حق بودن است

گر نبودی حبس دینار اخلاص — نے بدی وحشت نه دل جستی خلاص
برگ بے برگی نشان عارفیست — زردی زر سرخروئی صیرفیست
خامشی بحرست و گفتن همچو جو — بحر میجوید ترا جوی را مجو
گرچه قرآن از لب پیغمبرست — هر که گوید حق نگفت او کافرست
بیخود از مے با ادب گردد تمام — با خود از می بے ادب گردد مدام
آنکه او از پردهٔ تقلید جست — او بنور حق به بیند هر چه هست
نور پاکش بی دلیل و بی بیان — پوست بشگافد در آید در میان
طالب هر چیز اے یار رشید — جز همان چیزے که میجوید ندید
راست گفته است آن شه شیرین دهان — چشم گردد مو بموے عارفان
نردبان خلق این ما و من ست — عاقبت زین نردبان افتادنست
هر که بالاتر رود ابله ترست — کاستخوان او بتر خواهد شکست
این فروع ست و اصولش آن بود — که ترفع شرکت یزدان بود
بهر این دنیاست مرسل را بطا — مومنان را زانکه هست او واسطا
کاینچروف واسطا اے یار غار — پیش واصل خار باشد خارخار
بهر اظهار ست این خلق جهان — تا نماند گنج حکمتها نهان
نے بگفتست آن سراج امتان — اینچنان و آنچنان را ضرتان
پس وصال این فراق آن بود — صحت این تن سقام جان بود
جهد کن در بیخودی خود را بیاب — زود تر والله اعلم بالصواب
قلب آتش دید در دم شد سیاه — قلب را در قلب کی بود ست راه

دفتر چهارم از مثنوی

بسم الله الرحمن الرحیم

خلق ما بر صورت خود کرد حق — وصف ما از وصف او گیرد سبق

چونکه آن خلّاق شکر و حمد جوست — آدمی را مدح جوئی نیز خوست

همچو جان باشد شه و صاحب چو عقل — عقل فاسد روح را آرد به نقل

عقل جزوی را وزیر خود مگیر — عقل کل را سازای سلطان وزیر

داند آنکو نیکبخت و محرم ست — زیرکی ز ابلیس و عشق از آدم ست

زیرکی آمد سباحت در بحار — کم رهد غرقست او پایان کار

خوش نگردد از مدیحی سینها — چونکه در مداح باشد کینها

ای دل از کین و کراهت پاک شو — وانگهان الحمد خوان چالاک شو

عقل دو عقل ست اول مکسبی — که در آموزی چو در مکتب صبی

از کتاب و اوستاد و فکر و ذکر — از معانی و ز علوم خوب و بکر

عقل دیگر بخشش یزدان بود — چشمهٔ آن در میان جان بود

چون ز سینه آبِ دانش جوش کرد — نی شود گنده نه دیرینه نه زرد

از درونِ خویشتن جو چشمه را — تا رهی از منت هر ناسزا

اصل لشکر بیگمان سرور بود — قوم بی سرور تن بی سر بود

چون درین دل برق مهرِ دوست جست | اندران دل دوستی میدان که هست
در دل تو مهر حق چون شد دو تو | هست حق را بیگمانی مهر تو
عاقلان از بیمرادیهای خویش | باخبر گشتند از مولای خویش
چون مرادات همه اشکسته پاست | پس کسی باشد که کام او رواست
این جهان جیفه است و مردار و رخیص | برچنین مردار چون باشم حریص
وان محبِّ حق ز بهر حق کجاست | که ز اغراض و ز علتها جداست
از درِ دل چونکه عشق آید درون | عقل رخت خویش اندازد برون
همچو شیری خورد با آهو دو چار | گشت آهو بیخبر افتاد زار
همچو زور پشه پیش تند باد | فهم کن والله اعلم بالسداد
هر چه آن بر تو کراهیت بود | چون حقیقت بنگری رحمت بود
تو مبین که بر درختی یا بچاه | تو مرا بین که منم مفتاح راه

انکه بدهد بی امیدی سودها | آن خدا ایست آن خدا ایست آن خدا
بی طمع نشنیده ام از خاص و عام | من سلامی ای برادر والسلام
مرده است از خود شده زنده برب | زان بود اسرار حق اش در دو لب
مردنِ تن در ریاضت زندگیست | رنج این تن روح را پایندگیست
سرِّ غیب آنرا سزد آموختن | که ز گفتن لب تواند دوختن
مرگ هر یک ای پسر هم رنگ اوست | آئینه صافی یقین هم رنگ روست
پیش ترک آئینه را خوش رنگیست | پیش زنگی آئینه هم زنگیست
که تمنّی هست از یزدان یقین | هست تعجیلات ز شیطانِ لعین
خلق در بازار یکسان میروند | آن یکی در رزق و دیگر در دمند
همچنان در مرگ یکسان میرویم | نیم در خسران و نیمی خسرویم
انچه صاحبدل بداند حال تو | تو ز حالِ خود ندانی ای عمو
انچه بیند در جبینت اهل دل | کی به بینی در خود ای از خود خجل
دم بدم در سوز بریان میشوم | هر چه بادا باد انجا میروم
عاشقان را شد مدرس حسن دوست | دفتر و درسِ سبق شان روی اوست
ذکر هر چیزی دهد خاصیتی | زانکه دارد در هر عرض ماهیتی
نفس و شیطان هر دو یک تن بوده اند | در دو صورت خویش را نموده اند
چون فرشته و عقل کاایشان یک بُدند | بهر حکمتها ش دو صورت شدند
هر که او اندر بلا صابر نشد | مقبل این درگهِ فاخر نشد
هیچ عاشق خود نباشد وصل جو | که نه معشوقش بود جویای او

هست بر اسباب اسباب دگر — در سبب منگر دران افگن نظر
انبیا در قطع اسباب آمدند — معجزاتِ خویش بر کیوان زدند
بارها در دام حرص افتادهٔ — حلق خود را در بریدن دادهٔ
بازت آن تواب لطف آزاد کرد — توبه پذرفت و شمارا شاد کرد
شکر آن نعمت که تان آزاد کرد — نعمت حق را بباید یاد کرد
شکر نعمت خوشتر از نعمت بود — شکر باره کے سوِ نقمت رود
شکر جان نعمت و نعمت چو پوست — زانکه شکر آرد ترا تا کوی دوست
نعمت آرد غفلت و شکر انتباه — صیدِ نعمت کن بدام شکر شاه
هیچ مارا با قبولے کار نیست — کار ما تسلیم و فرمان بردنیست
با لئیمے چون کنے قهر و جفا — بندهٔ گردد ترا بس باوفا
که لئیمان در جفا صافے شوند — چون وفا بینند خود جافے شوند
چون فراموشت شود تدبیر خویش — یابی آن بخت جوان از پیر خویش
گر تو خواهی حُرّی و دل زندگی — بندگی کن بندگی کن بندگی
از خودی بگذر که تا یابے خدا — فانی حق شو که تا یابے بقا
تو نمیدانے که آخر کیستے — جهد کن چندانکه دانے چیستے
هرچه از تو یاوه گردد از قضا — تو یقین دان که خریدت از بلا
گر بلا آید ترا اندوه مبر — ور زیان بینے غم او را مخور
کان بلا دفع بلاهائے بزرگ — وان زیان منع زیانهای سترگ
راحتِ جان آمدای جان قوتِ مال — مال چون جمع آمد ایجان شد وبال

زانکه حکم کار در دست من ست | اختیارِ جملگان پست من ست
هر زمان دل را دهم میلِ دگر | هر زمان بر دل نهم داغِ جگر
هر زمان دل را دگر رائے بود | آن نه از وی لیک از جائی بود
پس چرا ایمن شوی بر رای دل | عهد بندی تا شوی آخر خجل
چاه مے بینے و نتوانے حذر | اینهم از تاثیر حکمت و قدر
تا که جزو ست او ندانند راه بحر | هر غدیرے را کند اشباه بحر
صد هزاران کیمیا حق آفرید | کیمیائے همچو صبر آدم ندید
بیچرا غے چون دهد اورو شنے | گر چراغت شد چه افغان میکنی
از دهان لقمه نشد سوئے گلو | تا نگوید لقمه را حق کا دخل
مدحها شد جملگے آمیخته | کو زها در یک لگن در ریخته
زانکه خود ممدوح جز نیک بیش نیست | کیش ها زین روی جز نیک کیش نیست
زانکه بهر مدحے نور حق رود | بر صور و اشخاص عاریّت بود
مدحها جز مستحق را کے کنند | لیک بر پنداشت گمره می شوند
حق همی گوید نظرمان بر دلست | نیست بر صورت که آن آب و گلست
تو همے گوئی مرا دل نیز هست | دل فرازِ عرش باشد نی به پست
پس بود دل جوهر و عالم عرض | سایهٔ دل چون بود دل را غرض
دل نباشد غیر آن دریای نور | دل نظرگاهِ خدا و انگاه کور
نی دل اندر صد هزاران خاص و عام | در یکے باشد کدام ست آن کدام
ریزهٔ دل را بهل دل را بجو | تا شود آن ریزه چون کوهے ازو

وصف بیداریِ دل ای معنوی — در نگنجد در هزاران مثنوی

موسی و فرعون در هستیِ تست — باید این دو خصم را در خویش جست

نی تو گوئی هم بگوش خویشتن — بی من و بی غیر من ای هم تو من

همچو آن وقتی که خواب اندر روی — تو ز پیش خود به پیش خود شوی

بشنوی از خویش و پنداری فلان — با تو اندر خواب گفتست آن نهان

تو یکی تو نیستی ای خوش رفیق — بلکه گردونی و دریای عمیق

چونکه دندان ترا کرم اوفتاد — نیست دندان برکنش ای اوستاد

پیشِ سلطان خوش نشسته در قبول — جهل باشد جستن نامه رسول

هست معشوق آنکه او یکتو بود — مبتدا و منتهایت او بود

آنکه او موقوف حال ست آدمیست — گه گهی افزون و گاهی در کمیست

هر کرا بینی طلبگار ای پسر — یار او شو پیش او انداز سر

راه روزی کسب و رنجست و تعب — هرگز این نادر شد و رشدِ عجب

روح را توحید الله خوشترست — غیر ظاهر دست و پائی دیگرست

دست و پا در خواب بینی ایتلاف — آن حقیقت دان ندانش از گزاف

آن تو ئی که بی بدن داری بدن — پس مترس از جسم جان بیرون شدن

روح دارد بی بدن بس کاروبار — مرغ باشد در قفس بس بیقرار

گر با همه چو بی منی بی همه — ور بی همه چو با منی با همه

هر کسی را بهر کاری بساختند — میل آنرا در دلش انداختند

زین سبب فرمود استثنا کنید — گر خدا خواهد به پیمان بر زنید

کوشش من به که کوششهای تو | دار و تلخم به از حلوای تو
گر شود ذرات عالم حیله پیچ | با قضای آسمان هیچند هیچ
چون قضا بیرون کند از چرخ سر | عاقلان گردند جمله کور و کر
هر چه بر مردم بلا و شدت ست | این یقین دان کز خلاف عادت ست
بندهٔ یک مرد درویشند شوی | به که بر فرق سر شاهان روی
مست می هشیار گردد از دبور | مست حق ناید بخود از نفخ صور
راستی پیش آر یا خاموش کن | وانگهان رحمت بین و نوش کن
راستی را پیشهٔ خود کن مدام | تا شوی در هر دو عالم نیک نام
جز عنایت که کشاید چشم را | جز محبت که نشاند خشم را
جهد بی توفیق جان کندن بود | زار زنی کم گر چه صد خرمن بود
حیلها و چارها گر از دهاست | پیش الا الله آنها جمله لاست
آنچه در فرعون بود اندر تو هست | لیک از درهات محبوس چه ست
گر ز تو گویند وحشت زایدت | ور ز دیگر آن فسانه آیدت
چه خرابت میکند نفس لعین | دوری اند ازدت سخت این قرین
این جراحتها همه در نفس تست | لیک مغلوبی ز جهل ای سخت سست
نفست از درهاست او کی مرده است | از غم بی آلتی افسرده است
در زمانی در دو غم یادش کنی | چون شدی خوش باز بر غفلت تنی
لامکانی که در و نور خداست | ماضی و مستقبل و حالش کجاست
ماضی و مستقبلش نسبت به تست | هر دو یک چیزند و پنداری که دوست

دفتر سوم از کتاب مثنوی

بسم الله الرحمن الرحیم

لقمه بخشی آید از هر کس بکس — خلق بخشی کار یزدانست و بس
رزقها را رزقها او میدهد — زانکه گندم بی غذائی کی زید
جمله عالم آکل و ماکول دان — باقیان را مقبل و مقبول دان
گوشتهای بندگان حق خوری — غیبت ایشان کنی کیفر بری
بوی کبر و بوی حرص و بوی آز — در سخن گفتن بیاید چون پیاز
ذکر حق پاکست و چون پاکی رسید — رخت بربندد برون آید پلید
کای خسان نزد خدا هیّ بلال — بهتر از صد مے و حیّ قیل و قال
میگریزد ضدها از ضدها — شب گریزد چون برافروزد ضیا
چون برآید نام پاک اندر دهان — نه پلیدی ماند و نے آن دهان
نور را هم نور شو با نار نار — جای گل گل باش جای خار خار
حق هزاران صنعت و فن ساختست — تا که ما در بر تو مهر انداختست
پس حق حق سابق از ما در بود — هر که آن حق را نداند خر بود
دامن او گیر اے یارے دلیر — کو منزه باشد از بالا و زیر
چون جفا آری فرستد گوشمال — تا ز نقصان وارهی سوی کمال

واصلان چون غرق ذاتند ای پسر — کے کنند اندر صفات او نظر
حق شب قدرست در شبهانهان — تا کند جان هر شبے را امتحان
نے همه شبها بود قدر ای جوان — نے همه شبها بود خالی ازان
آن که گوید جمله حقست احمقیست — وانکه گوید جمله باطل او شقیست
ذوق باید تا دهد طاعات بر — مغز باید تا دهد دانه شجر
دانهٔ بے مغز کے گردد نهال — صورت بیجان نباشد جز خیال
آن فقیری هست هیچ هیچ نیست — بل پی آنکه بجز حق هیچ نیست
یا ز عریانان به یکسو باز رو — یا چو ایشان فارغ و بیجامه شو
هر که او جنس دروغست ای پسر — راست پیش او نباشد معتبر
درگذر از نام و بنگر در صفات — تا صفاتت ره نماید سوی ذات
گم شوی در ذات آسانی ز خود — چشم تو یکرنگ بیند نیک و بد
اختلاف خلق از نام اوفتاد — چون بمعنے رفت آرام اوفتاد
دور بینے کو ردارد مر ورا — همچو خفته در سرا کو راز سرا
تو بتن حیوان بجانے از ملک — تا روی هم بر زمین هم بر فلک
آنکه بیند او مسبب را عیان — کے نهد دل بر سببهای جهان

کے پرد مرغ بجز با جنس خود | صحبت ناجنس گورست و لحد
چون ترا آن چشم باطن بین نبود | گنج سے پندار اندر هر وجود
چون شوی دور از حضور اولیا | در حقیقت گشتهٔ دور از خدا
تا توانی زاولیا رو برمتاب | جهد کن والله اعلم بالصواب
آزمودم عقل دور اندیش را | بعد ازین دیوانه سازم خویش را
دست گیر از دست ما ما را بخر | پرده را بردار و پردهٔ ما بدر
باز خر ما را ازین نفس پلید | کاردش تا استخوان ما رسید
از چو ما بیچارگان این بند سخت | که کشاید جز تو ای سلطان بخت
این چنین قفل گران را ای ودود | که تواند جز که فضل تو کشود
باز خود سوے تو گردانیم سر | چون توئی از ما بما نزدیک تر
با چنین نزدیکیے دوریم دور | در چنین تاریکیے بفرست نور
این دعا هم بخشش و تعلیم تست | ورنه در گلخن گلستان از چه رست
در میان خون و روده فهم و عقل | جز ز اکرام تو نتوان کرد نقل
شکر نعمت چون کنی چون شکر تو | نعمت تازه بود ز احسان او
لاجرم هر مرغ بے هنگام را | سر بریدن واجبست اعلام را

کسب دین عشقست و جذب اندرون | قابلیت نور حق دان ای حرون
نفس خس گر جوید کسب شریف | حیله و مکری بود آنرا ردیف
تا تو رشوت نستدی بیننده | چون طمع کردے ضریر و بنده
صنع بیند مرد محجوب از صفات | در صفات آنست کو گم کرد ذات

انچه معشوقست صورت نیست آن — خواه عشق اینجهان خواه آنجهان

انچه بر صورت تو عاشق گشته ٔ — چون برون شد جان چرایش هشته ٔ

صورتش بر جاست این سیرتی زچیست — عاشقا وابین که معشوق تو کیست

خود هم او آب و هم او ساقی و مست — هر سه یک شد چون طلسم تو شکست

افگن این تدبیر خود را پیش دوست — گرچه تدبیرت همه تدبیر اوست

قوت اصلی بشر نور خداست — قوتِ حیوانی مر او را ناسزاست

نورِ حق بر نورِ حس راکب شود — وانگهی جان سوی حق راغب شود

ساعتے کافر کند صدیق را — ساعتے زاهد کند زندیق را

برگ بی برگی ترا چون برگ شد — جان باقی یافتی و مرگ شد

ظاهر و باطن اگر باشد یکے — نیست کس را در نجاتِ او شکے

در وجود ما هزاران گرگ و خوک — صالح و ناصالح و خوب و خشوک

حکم خود آنراست کو غالب ترست — چون که زر پیش از مس آمد آن زرست

سیرتی کان در وجودت غالبست — هم بران تصویر حشرت واجبست

عاقبت بین ست عقل از خاصیت — نفس باشد کو نه بیند عاقبت

این به پشتی آن مکن جرم و گناه — که کنم توبه و رآیم در پناه

ما برون را ننگریم و قال را — ما درون را بنگریم و حال را

ملت عشق از همه دینها جداست — عاشقان را مذهب و ملت خداست

آب کم جو تشنگی آور بدست — تا بجوشد آبت از بالا و پست

آینهٔ دل صاف باید تا در و — داشناسی صورت زشت از نکو

دفتر دوم از کتاب مثنوی

بسم الله الرحمن الرحیم

آفت این در هوا و شهوتست — ورنه اینجا شربت اندر شربتست
رو بجو یار خدای را تو زود — چون چنان کردی خدا یار تو بود
یار چشم تست ای مرد شکار — از خس و خاشاک او را پاک دار
چونکه مومن آئینه مومن بود — روی او ز آلودگی ایمن بود
گر برد مالت عدوِّ پرفنی — رهزنی را برده باشد رهزنی
سر کجا نهد ظلوم شرمسار — جز بدرگاه تو ای آمرزگار
خدمت خود را سزا پنداشتی — تو لوای جرم از ان افراشتی
چون بگریانم بجوشد رحمتم — آن خروشنده نیوشد نعمتم
رحمتم موقوف آن خوش گریهاست — چون گرست از بحر رحمت موج خاست
صاف خواهی چشم عقل و سمع را — بر دران تو پرده های طمع را
هر کرا باشد طمع الکن شود — با طمع کی چشم دل روشن شود
هر که از دیدار برخوردار شد — این جهان در چشم او مردار شد
هیچ گنجی بی ددو بی دام نیست — جز به خلوتگاه حق آرام نیست
هم دعا از تو اجابت هم ز تو — ایمنی از تو مهابت هم ز تو

بر ابلیس و دیو زان خندیده که تو خود را اینک مردم دیده

عصمتی که مر شما را در تن ست آن ز عکس عصمت و حفظ من ست

این زمن بینید نه از خود همین تا نخیزد بر شما دیو لعین

لیک یک در صد بود ایمان بغیب نیک دان و بگذر از تزویر و ریب

هر که تریاک خدائی را بخورد کز خورد زهرے مگویش که ببرد

راجع آن باشد که باز آید بشهر سوی وحدت آید از تفریق دهر

شیر دنیا جوید اشکاری و برگ شیر مولی جوید آزادی و مرگ

تیغ حلم از تیغ آهن تیز تر بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر

صبر آرد آرزو را زود شتاب صبر کن و الله اعلم بالصواب

در زمین و آسمان و عرش نیز | من نگنجم این یقین دان ای عزیز
در دل مومن نگنجم اے عجب | گر مرا جوئی دران دلها طلب
دوستی مقبلان چون کیمیاست | چون نظرشان کیمیائی خود کجاست
آب دریا مرده را بر سر نهد | وربود زنده ز دریا کے رهد
چون بمردی تو ز اوصافِ بشر | بحر اسرارت نهد بر فرق سر
چون گرسنه می شوی سگ می شوی | تند و بد پیوند و بدرگ مے شوی
چون شدی تو سیر مرداری شوی | بیخود و بیحس چو دیوارے شوی
پس دمے مردار و دیگر دم سگے | چون کنی در راهِ شیران خوش تگے
آلت اشکار خود خر سگ بدان | کمترک انداز سگ را استخوان
مرد حجی هم رهے حاجی طلب | خواه هند و خواه ترک و یا عرب
منگر اندر نقش و اندر رنگِ او | بنگر اندر عزم و در آهنگِ او
گر سیاهست و هم آهنگِ تو است | تو سفیدش خوان که هم رنگِ تو است
هر که مُرد اندر تن او نفس گبر | مَرد را فرمان برد خورشید و ابر
چیست تعظیم خدا افراشتن | خویشتن را خاک و خوار داشتن
چیست توحید خدا آموختن | خویشتن را پیش واحد سوختن
آنکه او بی نقش و ساده سینه شد | نقشهاے غیب را آئینه شد
آئینه هستے چه باشد نیستے | نیستے بگزین گر ابله نیستے
هر که نقص خویش را دید و شناخت | اندر استکمال خود دو اسپه تاخت
زان نمیپرد بسوے ذوالجلال | کو گمانے میبرد خود را کمال

هر چه بینی سوی اصل خود رود
جز و سوی کل خود راجع شود

باغ سبز عشق کو بے منتهاست
جز غم و شادی در و بس میوهاست

عاشقی زین هر دو حالت برترست
بی بهار و بی خزان سبز و ترست

کفر هم نسبت بخلاق حکمت ست
چو بما نسبت کنی کفر آفت ست

از وجود و از عدم گر بگذرے
از حیات جاودانے برخوری

بر دل عاقل هزاران غم بود
گر ز باغ دل خلالے کم شود

اُستنِ این عالم ایجان غفلت ست
هوشیاری این جهان را آفت ست

هوشیاری زانجهانست و چو آن
غالب آید پست گردد اینجهان

تا بدانی هر کرا یزدان بخواند
از همه کار جهان بیکار ماند

هر کرا باشد ز یزدان کاروبار
یافت بار آنجا و بیرون شد ز کار

پای استدلالیان چوبین بود
پای چوبین سخت بی تمکین بود

پاے نابینا عصا باشد عصا
تا نیفتد سرنگون او بر حصا

گر نماند از جود در دست تو مال
کے کند فضل الٰهت پائمال

این همه غمها که اندر سینهاست
از غبار گردباد بود ماست

چون قضا آید نماند فهم و رائے
کس نداند قضا را جز خدائے

چون قضا آید فرو پوشد بصر
تا نداند عقل ما پارا ز سر

کفر و ایمان عاشق آن کبریا
مس و نقره بندهٔ آن کیمیا

نزد عقل هر دانندهٔ هست
که با گردنده گردانندهٔ هست

گفت پیغمبر که حق فرموده است
من نگنجم هیچ در بالا و پست

روزکے چند از برای مصلحت — باهم اندر وفا و مرحمت
عاقبت هر یک بجوهر باز گشت — هر یکے با جنس خود انبار گشت
سهل شیری دان که صفها بشکند — شیر آنست آنکه خود را بشکند
پس محل وحے گردد گوش جان — وحی چه بود گفتن از حس نهان
گوش جان و چشم جان جزو این حست — گوش عقل و چشم ظن زان مفلس ست
اختیار و جبر در تو بد خیال — چون در ایشان رفت شد نور جلال
آب صافی در گلے پنهان شده — جان صافی بستهٔ ابدان شده
فائده فرمان که این حکمت چه بود — مرغ را اندر قفس کردن چه سود
گفت تو بحث شگرفے میکنے — معنیے را بند حرفے میکنے
حبس کردی معنے آزاد را — بند حرفے کردهٔ تو هادرا
از برائے فائده این کردهٔ — تو که خود از فائده در پردهٔ
ای جفای تو ز دولت خوبتر — وانتقام تو ز جان محبوب تر
نار تو انیست نورت چون بود — ماتم این تا خود که سورت چون بود
نالم و ترسم که او باور کند — وز ترحم جور را کمتر کند
عاشق کُل ست و خود کُل ست او — عاشق خویش ست و عشق خویش جو
این زبان چون سنگ و چون آهن و شست — وانچه بجهد از زبان چون آتشست
چون قبول حق بود آن مرد راست — دست او در کارها دست خداست
هر چه گیرد علتے علت شود — کفر گیرد کاملے ملت شود
لقمه تخمست و برش اندیشها — لقمه بحر و گوهرش اندیشها

ما همه شیران ولی شیر علم — حمله مان از باد باشد دم بدم
حمله مان پیدا و ناپیداست باد — آنکه ناپیداست هرگز کم مباد
باد ما و بود ما از داد تست — هستی ما جمله از ایجاد تست
زاری ما شد دلیل اضطرار — نخلت ما شد دلیل اختیار
گر نبودی اختیار این شرم چیست — وین دریغ و خجلت و آزرم چیست
پس بدان این اصل را ای اصل جو — هر کرا در دست او بر دست بو
هر که او بیدار تر پر درد تر — هر که او آگاه تر رخ زرد تر
یک زمانی صحبتی با اولیا — بهتر از صد ساله طاعت بیریا
گر تو سنگ خاره و مرمر بوی — چون بصاحبدل رسی گوهر شوی
صحبت صالح ترا صالح کند — صحبت طالح ترا طالح کند
جز و هار او را سوی گلست — بلبلان را عشق بار و بوی گلست
نفس هر دم از درونم در کمین — از همه مردم بتر در مکر و کین
در بیان این سه کم جنبان لبت — از ذهاب و از ذهب و ز مذهبت
خاتم ملک سلیمانست علم — جمله عالم صورت و جانست علم
باد در مردم هوا و آرزوست — چون هوا بگذاشتی پیغام هوست
پس ترا هر لحظه مرگ و رجعتیست — مصطفی فرمود دنیا ساعتیست
چون قضا آید شود دانش نخواب — مه سیه گردد بگیرد آفتاب
چون ملائک نور حق دیدند از و — جمله افتادند در سجده برو
مدح این آدم که نامش میبرم — قاصرم گر تا قیامت بشمرم

بر سماع راست هر تن چیر نیست | طعمهٔ هر مرغکی انجیر نیست
کوزهٔ چشم حریصان پر نشد | تا صدف قانع نشد پر در نشد
هر کرا جامه ز عشقی چاک شد | او ز حرص و عیب کلی پاک شد
جملهٔ معشوقست و عاشق پردهٔ | زنده معشوقست و عاشق مردهٔ
پر و بال ما کند عشقِ اوست | سو کشانش میکشد تا کوی دوست
نقد حال خویش را گر پی بریم | هم ز دنیا هم ز عقبی بر خوریم
من چه گویم یک رگم هشیار نیست | شرح آن یاری که او را یار نیست
خود ثنا گفتن ز ما ترک ثناست | کاین دلیل هستی و هستی خطاست
تو مگو ما را بدان شه بار نیست | با کریمان کار ها دشوار نیست
گر چنین ننماید و گه ضد این + | جز که حیرانی نباشد کار دین
خشم و شهوت مردرا احول کند | ز استقامت روح را مبدل کند
چون غرض آمد هنر پوشیده شد | صد حجاب از دل بسوی دیده شد
گر هزاران وام باشد هر قدم | چون تو با مائی نباشد هیچ غم
آنکه او پنجه نه بیند در رقم | فعل پندارد به جنبش از قلم
خفته آن باشد که او از هر خیال | دارد امید و کند با او مقال
سایهٔ یزدان بود بندهٔ خدا | مردهٔ این عالم و زندهٔ خدا
چون کنی با بی حسد مکر و حسد | زان حسد دل را سیاهی بر رسد
تا ز رهر و از شکر در نگذری | کی تو از گلزار وحدت بو بری
ما عدمهائیم و هستی های ما | تو وجود مطلق فانی نما

انتخاب دفتر اول مثنوی مولوی معنوی

بسم الله الرحمن الرحیم

بشنو از نی چون حکایت میکند — وز جدائیها شکایت میکند

کز نیستان تا مرا ببریده اند — از نفیرم مرد و زن نالیده اند

سینه خواهم شرحه شرحه از فراق — تا بگویم شرح درد اشتیاق

هر کسی کو دور ماند از اصل خویش — باز جوید روزگار وصل خویش

من بهر جمعیتی نالان شدم — جفت خوشحالان و بدحالان شدم

هر کسی از ظن خود شد یار من — وز درون من نجست اسرار من

سر من از ناله من دور نیست — لیک چشم و گوش را آن نور نیست

تن ز جان و جان ز تن مستور نیست — لیک کس را دید جان دستور نیست

آتش ست این بانگ نای و نیست باد — هر که این آتش ندارد نیست باد

در غم ما روزها بیگاه شد — روزها با سوزها همراه شد

روزها گر رفت گو رو باک نیست — تو بمان ای آنکه چون تو پاک نیست

هر که جز ماهی ز آبش سیر شد — (یعنی حق را) هر که بی روزیست روزش دیر شد

در نیابد حال پخته هیچ خام — پس سخن کوتاه باید والسلام

باده از ما مست شد نی ما ازو — قالب از ما هست شد نی ما ازو

نگارین کا بوستان معرفت رکھا گیا سال تالیف نام ہی سے پیدا ہی موزونی طبع بندگان والا ہویدا ہی

مجمع تالیف مادھو داس جی		ہست بے شبہ نشانِ معرفت
ہدیۂ معقول بہرِ عارفان		کاشفِ رازِ نہانِ معرفت
شائقِ توحید زو فائق شود		مینماید امتحانِ معرفت
طالبِ حق را بہ بخشد رنگ و بو		ہست رنگین گلستانِ معرفت
ہاتف غیبی بگفتا لاجواب		سال و نامش بوستانِ معرفت

۱۲۹۰ھ

حاصل کی فی الحال تنہا سبکو چھوڑ دنیا سے مُنہ موڑ پوجا مین سری کرشن
بھگوان کے ہمہ تن مصرف رہتے ہین نہ فکر معاش کا وسواس اور نہ کسی سے
کچھ طالب نہ کسیکا تقاضا سہتے ہین بابو مہر مہر پرساد سیتا رامیہ جو بہ ترک تعلقات
اوسیکے ذکر مین مصروف رہا کرتے تھے بابو مادھو داس اونکے ساتھ بحضور
فیض گنجور مہاراج ادھراج دویجراج ایسوری پرساد نارائن سنگہ بہادر
جی سی ایس آئی حاضر ہوتے ازبسکہ عارفان وارستہ مزاج کی ملاقات وہمنشینی
مرغوب طبع عالی ہی کلمات تصوف وتوحید سے ہمکلام ہوکر صحبت گرم
کرتے تھے واقتباس انوار معرفت واستحصال مذاق وحدانیت فرماتے تھے
اب پریاگ راج بلکہ اپنے مقام سے باہر نہین جاتے ایکمرتبہ بوقت رونق افروزی
دائرۂ دولت حضور ممدوح یہ مجموعۂ کلام معرفت نظام جو شعراے صوفی راے سے
انتخاب کرکے یکجا کیا تھا نظر مبارک سے گذرا ہر چند مؤلف کو اسکی اشاعت کی
چاہ کم تھی لیکن سامعین وشائقین ذکر حق نے چاہا کہ وہ سب کلام اسکندر نظام
اندر چاہ ظلمت کے پڑے نرہین بلکہ خضر وار گم گشتگان بادیۂ غفلت کو مسلک
سلوک دکھلاوین اور مثل آفتاب عالم تاب نکلکر موہ اگیان ابدیا کی اندھیری
رات کو دور کرین اور کتاب ہذا انعکاس پذیر آئینہ طبع ہووے تاکہ مشتاقان
عارفان توحید وشائقان قرب وبعید کو مطالعہ اسکا رائحہ بخش شمیم شان الوہیت
بالطبع ہووے اور جامع جامۂ وحدانیت پوش کے لیے یادگار لائق وفائق صفحہ
روزگار پر قائم رہے چنانچہ اذن عالی نے شرف صدور پایا وبرطبق ارشاد
زبان فیض ترجمان عنوانِ کتاب مین یہ دیباچہ درج کیا گیا اور نام اس گلدستہ

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد بیعد و سپاس بیقیاس اوس سرب نواس کے جسکی قدرت
کاملہ سے اساس ہستی قائم و برقرار ہی اور اوسیکی ذات باصفات پر جملہ عالم
کا مدار ہی جاننا چاہیے کہ بابو مادھو داس حق شناس جو دنیا سے اوداس
اور فقط آس اُسی کرپانواس کی رکھتے اور رام نواس تیرتھ راج پریاگ
مین باس کرتے ہین اوائل شباب سے ملازم سرکار انگلشیہ کے تھے
چونکہ مزاج مین وارستگی بدو شعور سے جاگزین تھی پنشن حاصلکر کے خانہ نشین
رہے تھے اور اپنی عمر گرامی کو زیادہ بخدمت والدہ ماجدہ کے بسر کیا یہانتک
کہ حق مادری کو و فرائض اخروی کو بہت خوبی سے ادا کر کے نکوئی دارین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۴۰	غزل جرأت	۲۴۶
۴۱	غزل میان نظیر	۲۴۷
۴۲	قطعات و رباعیات متفرقات	۲۶۰
۴۳	مسدس کربلا	۲۶۵
۴۴	قطعات تاریخ	۲۶۶
۴۵	کبت	۲۶۹
۴۶	خاتمۂ کتاب	۲۷۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۹	انتخاب قصائد فارسیہ سعدی شیرازی	۱۵۶
۲۰	کتاب البدائع	۱۵۷
۲۱	کتاب طیبات	۱۵۹
۲۲	انتخاب کتاب خواتیم	۱۶۱
۲۳	انتخاب از کتاب غزلیات قدیم	۱۶۲
۲۴	انتخاب قصائد خاقانی	۱۶۳
۲۵	انتخاب قصیدۂ نظامی	۱۶۵
۲۶	انتخاب مناجات نظامی	۱۶۶
۲۷	غزل اسیر جلال و عرفی	۱۶۸
۲۸	غزل نظام الدین	۱۶۹
۲۹	رباعیات سرمد و غیرہ	۱۷۱
۳۰	قطعات اوستادان	۱۷۵
۳۱	مفردات	۱۷۷
۳۲	انتخاب دیوان بیخود	۱۸۵
۳۳	انتخاب دیوان ہندی حضرت شاہ نیاز احمد	۲۰۱
۳۴	انتخاب دیوان ہندی خواجہ میر درد	۲۱۵
۳۵	غزل آغا حجو شرف	۲۳۵
۳۶	غزل ریحان	۲۳۷
۳۷	انتخاب دیوان داراب علیخان ہنر	۲۴۱
۳۸	غزل ظفر	۲۴۳
۳۹	غزل بسمل	۲۴۵

فہرست انتخابات کلام بقید نام شعرائے ذوی الاحترام جامع مضامین لطیف طرز مسمےٰ بہ بوستان معرفت

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	دیباچہ	۱
۲	انتخاب دفتر اول از مثنوی مولانا روم	۴
۳	انتخاب دفتر دوم از مثنوی مولوی معنوی	۱۱
۴	〃 دفتر سوم ایضاً	۱۵
۵	〃 دفتر چہارم ایضاً	۲۲
۶	〃 دفتر پنجم ایضاً	۲۴
۷	〃 دفتر ششم ایضاً	۲۹
۸	انتخاب دیوان حافظ شیرازہ	۳۷
۹	انتخاب دیوان فارسی نیاز احمد	۸۹
۱۰	انتخاب دیوان حضرت غوث الاعظم	۱۱۷
۱۱	انتخاب دیوان حضرت خواجہ معین الدین چشتی	۱۱۹
۱۲	انتخاب مثنوی بوعلی شاہ قلندر	۱۲۷
۱۳	انتخاب دیوان شمس تبریز	۱۲۹
۱۴	انتخاب منطق الطیر فرید الدین عطار	۱۳۰
۱۵	انتخاب شاہنامہ فردوسی	۱۳۱
۱۶	انتخاب سکندر نامہ نظامی	۱۴۳
۱۷	انتخاب کتاب سراج السالکین	۱۴۷
۱۸	انتخاب باب ہشتم گلستان سعدی شیرازی	۱۴۹

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۹	انتخاب قصائد فارسیہ سعدی شیرازی	۱۵۶
۲۰	کتاب البدائع	۱۵۷
۲۱	کتاب طیبات	۱۵۹
۲۲	انتخاب کتاب خواتیم	۱۶۱
۲۳	انتخاب از کتاب غزلیات قدیم	۱۶۲
۲۴	انتخاب قصائد خاقانی	۱۶۳
۲۵	انتخاب قصیدۂ نظامی	۱۶۵
۲۶	انتخاب مناجات نظامی	۱۶۶
۲۷	غزل اسیر جلال و عرفی	۱۶۸
۲۸	غزل نظام الدین	۱۶۹
۲۹	رباعیات سرمد وغیرہ	۱۷۱
۳۰	قطعات اوستادان	۱۷۵
۳۱	مفردات	۱۷۷
۳۲	انتخاب دیوان بیخود	۱۸۵
۳۳	انتخاب دیوان ہندی حضرت شاہ نیاز احمد	۲۰۱
۳۴	انتخاب دیوان ہندی خواجہ میر درد	۲۱۵
۳۵	غزل آغا حجو شرف	۲۳۵
۳۶	غزل ریحان	۲۳۷
۳۷	انتخاب دیوان داراب علیخان مہر	۲۴۱
۳۸	غزل ظفر	۲۴۳
۳۹	غزل بسمل	۲۴۵

فہرست انتخابات کلام بقید نام شعرائے ذوی الاحترام جامع مضامین طرائف و لطائف مسمّٰے بہ بوستان معرفت

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	دیباچہ	۱
۲	انتخاب دفتر اول از مثنوی مولانا روم	۴
۳	انتخاب دفتر دوم از مثنوی مولوی معنوی	۱۱
۴	〃 دفتر سوم ایضاً	۱۵
۵	〃 دفتر چہارم ایضاً	۲۲
۶	〃 دفتر پنجم ایضاً	۲۴
۷	〃 دفتر ششم ایضاً	۲۹
۸	انتخاب دیوان حافظ شیرازہ	۳۷
۹	انتخاب دیوان فارسی نیاز احمد	۸۹
۱۰	انتخاب دیوان حضرت غوث الاعظم	۱۱۷
۱۱	انتخاب دیوان حضرت خواجہ معین الدین چشتی	۱۱۹
۱۲	انتخاب مثنوی بوعلی شاہ قلندر	۱۲۷
۱۳	انتخاب دیوان شمس تبریز	۱۲۹
۱۴	انتخاب منطق الطیر فرید الدین عطار	۱۳۰
۱۵	انتخاب شاہنامہ فردوسی	۱۳۱
۱۶	انتخاب سکندر نامہ نظامی	۱۴۳
۱۷	انتخاب کتاب سراج السالکین	۱۴۷
۱۸	انتخاب باب ہشتم گلستان سعدی شیرازی	۱۴۹

ہری کرشن بھگوان ہربنس نواہن کی کرپاسی

چمنستان ازہار ید اوصاف و گلستان انوار بہارین طریقت مسمی بہ

بوستان معرفت

جسکو دانائے رموز بید ابری گیانی یا بوما دھو داس صفائی محال عمدگی سے تالیف کیا

گلبرمین مطبع نامی نولکشور یا بیاری انطباع سے سرمو



مہاراج ادھراج دوبراج سری کاشی نریس

الیسری پرشادنارائن سنگھ صاحب بہادر

نائٹ گرینڈ کمانڈر آف دی موسٹ ایکزالٹڈ آرڈر

آف دی اسٹار آف انڈیا دام اقبالہ

کے حسب ایما کتاب نادرالوجود چمنستان ازہار حقیقت مسمّاہ

بوستان معرفت

جو ایک گنجینہ مالا مال رموز بیدانت و تصوف کا ہے

مولفہ مجمع کمال بابو مادھو داس صاحب

مقام لکھنؤ مطبع منشی نولکشور میں چھپی

سنہ ۱۸۹۱ء

Bostān-i-ma'rifat.

Mādhava-Dāsa.

1887

~~L 9 08 C 23~~

Indian Institute, Oxford.

The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.

49 C 113

